

وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ

بافضال محمد ایزدستان دین یافست آقان باب بی نظیر و قواد لید پسندید سخندان بلاغت شریف

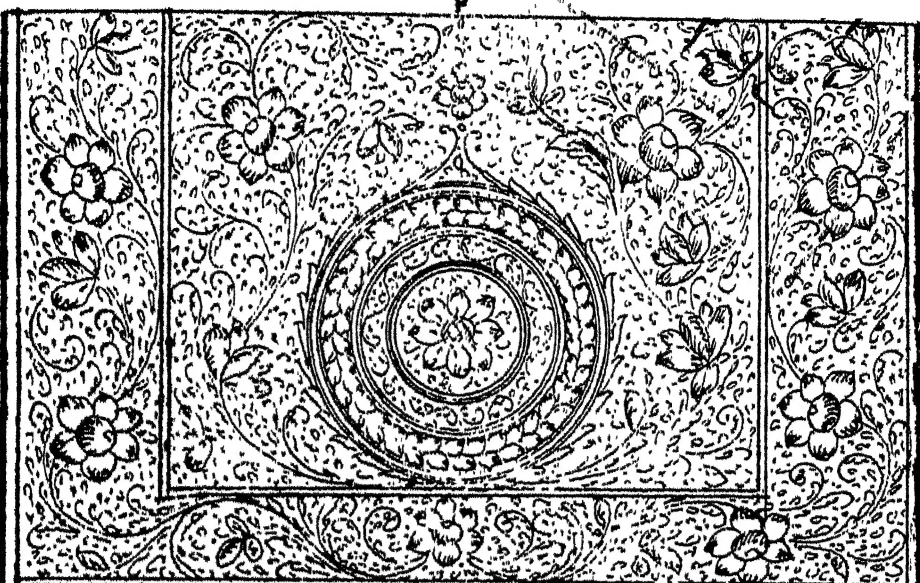
من تصانف جدید

کتابخانه

مولوی علامہ محمد سعید
Checked 1987

محاسب الخواش شایقان ضعیف عباد اللہ لکرم قاضی ابراہیم بن قاضی نور محمد صاحب اکملیند

مطبع محمدی واقع معمرہ ٹیکڑی موضع آرتہ نمبر



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حاکمِ تحقیقی کے احسانوں کا شکر کس زبان سے ادا اور کس قلم سے ادا ہے
 کہ جس نے آدمی کی زبان کو بات چیت سکھائی اور خط کتابت کی حکمت انہی
 بتائی کہ ہزاروں نسل تک جی کا حال ہے جو چاہے لکھ بھجھا اور دوسرے کو
 کچھ خبر نہ ہو یہ بات بیشک انہی نے پڑھنے سے حاصل ہوتی تھی کہ پیامِ اپنا و
 مکتبے تکلف پہنچ جاتا ہے جہاں اپنا گز نہ ہو اور اُس کے محبوب پر درود
 سلام جسے سرخطِ بہاری آزادی کا ہم ننھے اور منشی قضا و قدر سے لکھا لیا
 اور اگلا پچھلا علم سیکھ کر جتنا ضرور سمجھا موافق ہماری سمجھ کے ہو بھی
 سمجھا یا علی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم بعد اُس کے کہتا تھی فقیر غلام
 امام شہید کہ جب کچھری صد زردیوانگی الہ آباد سے اکبر آباد آئی اور منہ

بھی جناب فیاض زمان عالی شان کہ قدر دانی اور غریب پروری انکی زمانہ میں
 مشہور اور عالم انکے عدل و انصاف کا مشکور تھی یعنی جناب سچیں سیر صاحب
 بہادر کی برفاقت میں آیا تھوڑے عرصہ کے بعد نواب علیجاہ جنگی تعریف کیا
 باہر اور قدر دانی میں کونی انکا مثل نہ ہم زمانہ میں انکی اوصاف دہستے
 شیر اور کبری ایک گھاٹ پانی پیتی تھی اور خلقت انکی اخلاق اور پرورش کے
 سہارے دنیا میں جیتی تھی جہاں میں سخاوت انکی عالمگیر اور عالم میں
 وسیلہ انکا اکسیر تھی اگر انکے عمل میں کوئی فریب جھوٹ کو سچ کے ساتھ
 ملائی تو انصاف انکا صاف دودہ کا دودہ پانی کا پانی الگ کر دیا کہ روشنی
 انکے اقبال کی چاروں طرف ایسی پہلی ہے کہ چاند کی چاندنی اسکے سامنے
 سیلی تھی حاکم میر حاتم نے نظیر نواب مستطاب جناب بنزل حبیب تامل حسب
 لفٹنٹ گورنر بہادر کے حضور سے حکم بنیا کہ ایک انشاء مختصر کہ لڑکے اسکو
 سمجھ سکین اور اسے لکھتے پڑھنے کی تعلیم پادین اردو میں طیار تھر چند کہ
 فقیر کے جاننے والے اچھی طرح جانتے ہیں کہ اگر کسی نظم خواہ شرفارس کی
 فرمائش ہوتی تو وہ زیادہ تر مناسب حال فقیر کے تھی لیکن بجالا نا حاکم کے
 حکم کا وجہ جانکر اور یہی اوراق لکھ کر اس کے چار باب مقرر کئے اور بہار
 سخن ان اسکا نام رکھا پہلا باب بعض دستورات اور خطوط
 کے قاعدوں کے بیان میں اس میں دو فصلیں ہیں دوسرا باب

خط کتابت کے دستورات میں اس میں تین فصلیں ہیں مگر سر باب رفقات
 میں اس میں چار فصلیں ہیں چوتھا باب دست آویزوں کے حال میں اور ہر
 ایک کی مثال کہ جاننا اُس کا لڑو نکو ضرور بھی خدا قبول فرماوے اور لڑو نکو
 اُسے نفع پہنچاؤ پہلا باب نظم اور شعر کے بیان میں اس میں
 دو فصلیں ہیں جانا چاہئے کہ جو لفظ معنی دار زبان سے نکلا اُس کو کلمہ کہتے
 ہیں جیسے آنا جانا کہا یا پیا زید عمر و اور حسین و کلمہ یاد دوسے زیادہ ہوں
 اُس کو کلام کہتے ہیں جیسے زید نے دیکھا اور خالد نے کہا نا کہا یا پیر ہر کلام دو حال
 سے خالی نہیں نظم ہوگا خواہ نثر ابا ندو نو نکا بیان و فصلوں میں لکھ دیتا ہوں

پہلی فصل

ہر چند کہ نظم کے قواعد بہت طول اور طویل اور مشکل ہیں لیکن یہاں سہل
 سہل باتیں جو سمجھ میں آئیں اور جاننا اُس کا مثبت تدیو نکو ضرور بھی لکھی جاتی
 ہیں **نظم** اُس کلام کو کہتے ہیں جو وزن اور قافیہ رکھتا ہو اگر یہ
 ایک ہی فقرہ کہتے وزن پر پایا جاوے تو اُس کو مصرع کہتے ہیں **مصرعہ**
 دل شیر زلف میں اسیر ہواہ اور اگر دو مصرعہ ہوں تو اُس کو شعر اور بیت اور فرد
 کہتے ہیں جیسے شعر گلگیر نے کاٹ کر شمع پروانہ سے شب جلے کتنی
 اور نظم کی دست میں ہیں غزل قصیدہ تشبیب قطعہ رباعی فرد شہنوی ترجیع
 بند مسطرتزاد غزل لغت میں عورتوں نے بات کرنی اور عورتوں کی باتوں

اور عورتوں کے عشق کی باتوں کو کہتے ہیں اور شاعر غزل اس نظم کو کہتے ہیں جس میں
 عشق اور محبت اور معشوق کے حُسن اور جمال اور جدائی کی قلق اور رنج اور
 وصل کی خوشی کا احوال ہو غزل میں پہلے شعر کے دونوں مصرع کا قافیہ
 برابر ہوتا ہے اور اس کو مطلع اور دوسرے شعر کو زب مطلع اور اخیر کے
 شعر میں شاعر کا نام جس کو تخلص کہتے ہیں ہوتا ہے اس کو مقطع کہتے ہیں
 حال کے شاعر مقطع میں اپنا تخلص ضرور لاتے ہیں اگلے شاعر کو اس کی
 کچھ قید تھی اور غزل میں شعر کا مضمون علیحدہ اور مختلف ہوتا ہے یعنی حایز
 ہے کہ اگر مطلع میں وصل کا حال باندہین تو زب مطلع میں جدائی کا لالہ
 بیان کریں عربی میں مرد کا عشق عورت کے ساتھ اور فارسی میں مرد کا
 عشق مرد کے ساتھ اور یہاں کہیں عورت کا عشق مرد کے ساتھ باندہ
 ہیں اردو زبان میں اکثر فارسی ہی کی پیروی ہوتی ہے اور اصل تعریف غزل
 کی یہی تھی کہ اس میں مضمون عشق کا ہو اور اب لوگ شراب اور کباب اور
 و فظ اور نصیحت اور معرفت کے مضمون ہی باندہ کرتے ہیں اور نئی طرح ایک
 اور یہی نکلی تھی کہ اپنے معشوق کو دوسرے کا عاشق ٹھہرا کر کچھ اپنا رشک کچھ
 چہر چہار کی باتیں لکھتے ہیں اسے عجیب غریب لطف اور بہت مزہ حاصل ہوتا
 محققین کے نزدیک غزل پانچ شعر سے کم نہیں ہوتی اور گیارہ زیادہ ہیں
 پراس نہ مانے میں سترہ اور انیس اور اکیس بلکہ اسے زیادہ کہتے ہیں لیکن بعضے

اگلے شاعروں کے نزدیک غزل کی تعداد سے کم تین شعر اور انتہا پچیس
 تک ہی مثال اسکی مہر کی تجسے توقع تھی مگر نکلا : موم سمجھے
 تیرے دلو سو پتھر نکلا : داغ ہوں رشک محبت سے کہ اتنا بیابان
 کیسکی تسکین کے لئے گھر سے تو باہر نکلا : جیسے جی آہ تیرے کو چہ کوئی پھر
 جو تمدیدہ رہا جا کے سو مر کر نکلا : اشک تر قطرہ خون لخت جگر پارہ دلی
 ایک سے ایک عدد آنکھ سے بہتر نکلا : ہمنے جانا تھا لکھے گا تو کوئی حرف نامی
 پر تیرا نامہ تو ایک شوق کا دفتر نکلا قصیدہ لغت میں گاڑے نو کہتے
 ہیں اور شاعر اس نظم کو قصیدہ کہتے ہیں بس میں ایک مطلع خواہ دو مطلع یا
 اُسے زیادہ ہوں اور شعرا کے پندرہ کم نبوں انتہا سترہ شعر تک بعضو
 نزدیک تعداد اسکی کم سے کم پچیس شعر اور انتہا ایک سو سترہ تک ہی اور
 عرب کے شاعر پانچو شعر کا بھی قصیدہ لکھتے ہیں اور بعضے فارسی کے شاعر
 ایک سو بیس شعر قصیدہ کی حد مقرر کرتے ہیں لیکن اب تو اردو اور فارسی
 قصیدہ دو دو سو شعر ہوتے ہیں اور قصیدہ میں کچھ اشباکی قید نہیں ہوتی کہ
 صرف عشق اور محبت اور معشوق کے حُسن اور جمال ہی کا اُسمین بیا بی بلکہ
 قصید میں کبھی بہار اور گلزار کی تعریف ہوتی ہے تو اُسکو بہاریہ اور معشوق
 کی صفت اور جدائی کے حال میں ہو تو عشقیہ اور گردش زمانہ کی شکایت ہو
 حال یہ اپنی تعریف میں ہو تو فخریہ کہتے ہیں کبھی ایسا ہوتا ہے کہ آخر میں جو

حرف واقع ہوتا ہی اسی حرف کے ساتھ قصیدہ کو نسبت دیتے ہیں اگر جسم ہو
 تو جسمیہ اور لام ہو تو لامیہ اور مسمیہ ہو تو مسمیہ کہتے ہیں اور کبھی قصیدہ کا نام اسکے تہ
 پر لحاظ کر کے رکھتے ہیں چنانچہ فقیر کے ایک قصیدہ کا نام الہامیہ ہے جسکا
 ہر ایک شعر صنعت خاص میں لکھا گیا اور دوسرا قصیدہ شمس کے جسکی شعر
 کی رویت آفتاب ہی اور جس قصیدہ میں دو مطلع سے زیادہ ہوں تو اسکو
 ذوالمطالع کہتے ہیں اور جب قصیدہ کی ابتدا میں کچھ شعر بہار کے وصف یا
 زمانہ کی شکایت خواہ عشق اور حسن وغیرہ کے بیان میں لکھے کر مطلب کی
 طرف متوجہ ہوتے ہیں اور مدح یا بچو جو منظور ہو لکھا جاتے ہیں تو اسکو
 گریز اور حسن تخلص کہتے ہیں گریز اس وجہ سے کہ جس بیان کو اصل مطلب کے
 پہلے شروع کیا وہاں سے بھاگ کر مدعا بیان کرنے لگا اور حسن تخلص بھی
 اسی سبب سے کہ جس بیان میں اصل مطلب سے پہنچ گیا تھا وہاں سے خوبصورتی
 کے ساتھ خلاصی حاصل کر کے مطلب پر پہنچا اور اس ارادہ پر ایک اشارہ
 معقول بھی کر دیا کرتے ہیں اور مدوح ایک ہی قصیدہ میں غائب فرض کر
 مدح کرتے ہیں پھر خطاب پر آ کے مخاطب کے طور پر تعریف کرتے ہیں اور
 اس ارادہ پر بھی اشارہ کر نیکام معمول ہے اور آخر قصیدہ جو مدح میں لکھا جاتا
 ہٹی دوعائے مدوح خالی نہیں ہوتا ایسے مقام کو دوعائیہ کہتے ہیں اور ایک
 بات اور بھی رہتی ہے کہ دوعا شرط کے ساتھ ادا کرتے ہیں اس طرح کہ تیرا قبیل

رہے جب تک نہ مین اور آسمان رہے اسکو شرطیہ کہتے ہیں اور بعض
 دعائیہ مثال اس قصیدہ کی جو تشبہ کے ساتھ ہی انتہا
 کی طور پر یہ قدرت لقب تھی میری ملک گوہر افشان کا بیاض صبح
 ایک سادہ ورق میری دیوان کا سحاب ملک بان ہون گرین ہر سو کشت
 گردون پر پروان ہو جو خشک بکشان میں چشہ حیان کا دلوں میں شاعر کے
 گوہر مخنی پیدا ہو نہ تیکے گروہ فہم کے قطرہ میری نیسان کا نیابت اپنی
 بخشی مبدہ فیاض مجھ کو ہر زین تا آسمان ممنون تھی میری بادل اچھا لگا ہر
 زیر قدم تھی تخت شاہی جس ولایت میں وہاں کے دام و دود کو عار ہے
 منصب سلیمان کا و ہر مین و ہر مین اندیشہ اسبے امین و گہر کو کیا خطر تھی
 طعمہ گرداب عمان کا میری خاک قدم سے تاج خسرو استعانت لی
 میری نعلین کو دی نعل بندی تاج سلطان کا جسے کہتے ہیں سب فردوس
 پائین باغ میرا تھی نہ مجھے تھی مفت گہریتے نظارہ حورو و غلمان کا و فانی
 المرضی کے رفر سے جھکے ہو آگاہی مقام اس شخص پر تھی کشف میری
 عزت شان کا و عروس دین کو میری عقد سے سو سو تفاخر تھی و شہیدی
 منقبت حیان ہون جناب شاہ مردان کا میرا سینہ ہمیشہ بود و باش شیر
 یزدان کا و قضا لامکان سے قرب تھی میری نیستان کا و جو چاہا میں اسکا مرتبہ
 ہر طریقت و بتایا کان میں مجھ کو علی خانی نام یزدان کا و ہونے کے تیرے ہیں

اسکا ابراہیم مہر تھا اگر ہوتا نہ زیر پاکتف شاہ رسولان کا توارک
 یہ معنی جب لکھا شعرا کی مدحت میں ہے میرے مضمون سے مضمون
 لڑ گیا تھی نظر تیراں کا ہے بہت دشوار تھا دیوار کیونکر پھا ندقی اُمت
 اگر وہ در نہ ہوتا مصطفیٰ کے شہر عرفان کا ہر شرف حاصل ہوا تھی کعبہ کو
 اسکی ولادت پرستش کا ہر محشر تک رہیگا برسلمان کا حقیقت خبر
 کل کی آپ پر یا شاہ روشن تھی کہوں کیا حال اپنی حسرت درد فراوان
 کا ہے نہ ایک لحظہ سے گل رنگ پی کر میں تے مستی کی ہے نہ ایک لمحہ رہ نظر آرہی
 میں رو خندان کا ہر لیکن مجھ کو لطف عام اُمید واثق ہے کرو گے
 جبروم میں تم میرے صد سالہ نقصان کا تصور آپ کی صورت کا وقت شع
 مجھ کو ہو میرا تم سر مشرق بنے مہر درخشان کا شہید می مصطفیٰ کا لاڈ کا
 حیدر کا پیارا ہوں مجھے کیا خوف تھی بردہ ہوں میں شاہ شہیدان کا
 تشبیب لغت میں جوانی کے دنوں کا مذکور اور عشق کا حال بیان کرے
 کہتے ہیں اور شاعروں کے نزدیک تشبیب اسکا نام ہے جو قصیدہ میں چند
 اشعار تمہید کی طور مدح یا بچو سے پہلے لکھے جاتے ہیں اور شاید پہلے کی عادت ہو
 کہ ان شعروں میں مضمون عشقیہ ہی لکھتے ہوں لیکن اب اسکی قید باقی نہیں
 رہی بہار خواہ حسن یا عشق اور ہر طرح کے شعر جن میں جو ان اسکو تشبیب کہتے
 ہیں یہاں سے معلوم ہوا کہ تشبیب حقیقت میں قصیدہ سے متعلق تھی گویا

اسکا دیباچہ اور خبر قصیدہ ہی اس صورت میں قسم علیحدہ نہ تھرتی بلکہ قصیدہ
 کے شمار میں ہی لیکن مجمع الصنائع اور الشکرناہ میں اسکو قصیدہ سے
 علیحدہ لکھا ہے مثال اسکی قصیدہ کی مثال میں اچکی ہیں فائدہ جو قصیدہ
 ثبیب کے ساتھ نہوا اور اس میں پہلے ہی لوح خواہ ہجو شروع کر دین اسکو
 مجدد اور حسین تخلیص یعنی گریز نہوا اسکو مقتضب کہتے ہیں جیسا کہ اس
 قصیدہ میں ہے اور خود شاعر اشارہ اس بات کا کرتا ہے قصیدہ مجدد
 کی مثال انتخاب کی طور پر طلوع روشنی جیسی نشان ہومہ کی آمد کا
 ظہور حقیقی محبت ہے جہاں میں نور احمد کا دبستان ازل میں وہ معلم
 عقل کل کا تھا نہ نام و نشان جس روز اس لوح زربہ جدا چمن ہر
 کن فراش اسکی بزم زمیں میں بہار آفرینش ایک بوٹا اسکی سند کا عجم
 میں زلزلہ نوشیروان کی قصر پر آیا عرب میں شورا تھا جدم اسکی آمد کا
 شرف حاصل ہوا آدم کو اور ابراہیم کو اسے نہ تنہا فخر عالم فخر تھا اپنے اب
 و جد کا شب و روز اسکے صاحبزادوں کا گوارہ جنباں تھا عجب ڈیبا و تھا
 روح الامین کو بھی خوش آمد کا وہ اس عالم میں رونق بخش تھا حور و نکی تسکین کو
 گیا جنت میں طویان کے سایہ اس ہی قد کا شب معراج چڑھ کر عرش پر دم میں
 اتر آیا بیان اس قلم معنی کی کیا ہو جذرا و مد کا گذر وحدت کثرت میں نہوتا
 ذات مطلق کو نہ بتا صغر نقش احد پر مہم احمد کا ادھر اتر سے واصل ادھر

مخلوق کا شامل ہوا خواص اس بزرگ کبریٰ میں تھا حرف مُشد کا، خدا
 بن مانگے کیا کیا نعمتیں دیتا تھی بند و مکو، تیرا دست دُعا ضامن جسے کل
 مقصد کا پہنچنے میں تقویم کہیں دیوانِ نزار و نکٹے ہوا عالم میں شہرہ میرے
 اشعار مُجدد کا، ہونی بہت عالمی میری معراج کی طالب، میتہر ہو طواف
 اُمّی کا شش مجھ کو تیری مرقد کا، کہی نزدیک جا کر استانہ پر ملوں آنکھیں،
 کہی میں دوڑ بیٹھوں اور کروں نظارہ گنبد کا، مدینہ کی زمین کے گرنے لاتی ہو
 میرا لاشہ، کسی صحرائے دہانگی میں خورشیدوں دام اور دکا، تمنا تھی
 درختوں پر تیرے رونق کے بجائے، نفسِ حبوت توٹے طائر روح مُقید کا
 خُدا مُنبہ چوم لیتا تھی شہیدی کس محبت، زبان پر میری جہدم نام آتا ہے
 محمد کا قطعہ لغت میں کسی چیز کے ٹکڑے کیو کہتے اور شاعر و نعتین قطعہ
 اُن شعر و نکا نام ہے کہ مثل غزل اور قصیدہ کے ایک ہی وزن اور قافیہ
 پر ہو لیکن مطلع نہ ہو کس واسطے کہ اگر مطلع ہو گا تو موافق حد معین کے ٹکڑے
 غزل کہیں گے یا قصیدہ اور قطعہ دو شعر کا بھی ہوتا ہے زیادہ
 واسطے کچھ حد مُقرر نہیں تھی اُس کے مضمون میں ایک شعر کا علاقہ دوسرے
 شعر سے ہوتا ہے اس صورت میں قطعہ علیحدہ بھی ہوتا ہے اور غزل
 اور قصیدہ میں اگر دو یا تین شعر خواہ اُسے زیادہ ایک دوسرے سے
 متعلق ہوں تو اُسکو بھی قطعہ کہیں مثال اُس کی قسمت کیا ہر ایک کو

قسام ازل نے جو شخص کہ جس چیز کے قابل نظر آیا بلبل کو دیا ناہ
 تو پروانہ کو جلنا غم بکھو دیا سب سے جو شکل نظر آیا ایسا جیسا ہی
 روٹھ کے بیٹھا تھا وہ مجھ سے خاموش نہ بھگو تو جانو کہ میں تو جہان
 دیکھا ہی میں بھی مہینہ پھیر کے اُس طرف سے یوں کہنے لگا ہاؤے آج
 ایسا ہی محبوب جوان دیکھا ہی جسکے دیکھے نہ لچبہ پوش ہی باقی نہوس
 کیا کہیں تم سے کہ ایک آفت جان دیکھا ہے جوہین نکلا یہ زبان سے
 میری بس دو نہیں وہ شوخ یک بیک بول اٹھا وہ کہاں دیکھا ہی
 مجھکو تو چہیز ہی منظور تھی آئینہ اٹھا سب کے کہنے لگائے دیکھ یہاں
 دیکھا ہی رباعی چار مصرعوں کا نام ہی کہ پہلے اور دوسرے اور چوتھے
 کا قافیہ ایک ہو اور تیسرے مصرع کا قافیہ اس وزن پر ہو ماضور نہیں
 اور اسکو چو مصرعی اور چوتھی ہی کہتے ہیں استمادوں دریافت ہوا ہی کہ
 کہ رباعی کا چوتھا مصرع نہایت دلچسپ ہوتا ہی کہ اسے ساری رباعی
 میں جان پڑ جاتی ہی اور اگر وہ مصرعہ دلچسپ نہ ہو تو اسکا حال بگم
 کھانے کا سا ہی اور رباعی کے چوبیس وزن خاص مقررین جائز ہیں ان افرا
 میں سے ایک ہی وزن پر چار مصرع ہوں یا ہر مصرعہ ان وزن میں سے
 ایک ایک وزن پر ہوں لیکن اگر اس وزن خاص پر نہوگا تو اسکو عروض
 والے رباعی نہ کہیں گے اگرچہ عوام ناواقفیت سے اسکو رباعی کہتے ہیں

مثال اسکی جب پاس و فاس سے ہمارا نرہا ہو کبھی خیال
 دوستی کا نرہا قربان میں کس اداس گستاخی تمہیں دلتے ہی میں عاشقی
 کا دعویٰ نرہا ایسا کیا ظلم ہی امی نالہ بے باکت کیا اس شعلہ مزاج
 کو غضبناک کیا افسوس وہ لعل لب نہیں گرم سخن اس آتش
 خاموشی جی خاک کیا ایسا کیا خوار و زبون کیا وفائے مجھ کو کو نے
 میں بہادیا حیا نے مجھ کو نظر و نسے بتو گلی گر پڑا تھا مومن صد شکر اٹھایا
 خدا نے مجھ کو **فرو** دو مصرع ایک شعر کو کہتے ہیں خواہ دو نو مصرع کا
 قافیہ موافق ہو یا مخالف یہاں سے معلوم ہوا کہ فرد کی واسطے یہ بات ضرور
 نہیں تھی کہ جب شاعر ایک ہی شعر کہے تب اسکو فرد کہیں بلکہ غزل خواہ
 قطعہ یا قصیدہ یا مثنوی کا بھی اگر ایک شعر لکھا یا پڑ جائے تو وہ ہی فرد
 اور اسکو بیت ہی کہتے ہیں لیکن بعضوں کے نزدیک فرد اسی شعر کو کہنا چاہئے
 جو تنہا ایک ہی شعر ہو اور بیت اسکو کہتے ہیں جو قطعہ اور غزل اور قصیدہ کا کوئی
 شعر ہو خواہ تنہا ہو پس فرد خاص اور بیت عام **مثال اسکی** فاس ہو کا
 نے جب کو ظالم تو وہ فسوں کی اثر سے کھیلے وہاں و کا کل کا تیرے ماز میں
 سے بولے نہ سے کھیلے ایسا ہجر کی شب تہا سیہ خانہ میرا یہ شب
 چاندنی اتری مارے خوف کے دیوار **مشکوٰۃ** اس نظم کو کہتے ہیں
 کہ لہجہ اشعار اسکی تعداد کی کوئی حد مقرر نہیں تھی ان اوزان میں جو مثنوی

کے لئے مقرر ہیں ایک وزن پر خاص لکے جائیں اور دوسرے کا قافیہ
 متفق یعنی ہر شعر کا قافیہ علیحدہ اور مختلف ہو جیسے اردو میں شنو می میر
 حسن اور میر تقی کی اور بہت مشنویان مشہور ہیں اور فارسی میں بوستان
 اور سکندر نامہ اور یوسف زلیخا اور نلدن وغیرہ مثال اسکی یہ بھی مزید
 اسے سایہ نہتا کہ رنگ دئی وہاں تک آیا نہتا نہو نیکا سایہ کے تھا
 یہ سب ہوا صرف پوشش میں کہتے کی سب پہ جہان تک کہ تھے
 یہاں کے اہل نظر سمجھ مایہ نور کحل البصر پہ سہوئے لیا تلیوں پر اٹھا
 زمین پر نہ سایہ کو گرنے دیا تر جمع بند لغت میں پھیر نیکو کہتے ہیں
 اور شاعر و نثرین اس نظم کو کہ چند شعر غزل کے طور پر مع مطلع کے ایک
 وزن اور قوافی کے لکھ کر ایک خانہ قرار دین اس کے بعد ایک مطلع دوسرے
 قافیہ پر کہ معنی میں ان اشعار سے کچھ علاقہ رکھتا ہو داخل کر کے بند کے
 طور پر گرہ دین تب دوسرا خانہ اس طرح دوسری غزل کے طور پر دوسرے
 قوافی میں لکھ کر اور مطلع کے ساتھ تضمین کرین اس طرح خانہ بجا و حقیقت
 چابین بند کہتے جائیں پہا اگر بند کا مطلع جو بعد غزل کے داخل کرتے
 ہیں ایک ہی ہر بند میں مکرر آتا جائے تو اسکو ترجیع بند کہتے ہیں اور اگر
 بند کا مطلع مختلف ہو تو اسکو ترکیب بند بولتے ہیں اور یہ مطلع ترکیب بند
 کا جائز بھی ہر مطلع کا قافیہ علیحدہ ہو یا سب ایک قافیہ پر ہوں اور یہ جو بعض

لکھا تھی کہ اگر قوافی ہر مطلع کے علیحدہ بیون تو جمع کرنے سے شومی
 ہو جائیں اور موافق بیون تو سب ملکر ایک خانہ ہو جائیں اس میں گفتگو
 تھی کہ واسطے کہ وہ سب مطلع بند کے اگر قوافی میں مختلف بیون اس وقت
 البتہ شومی ہو سکتے ہیں جب اصل وزن ترجیع بند کا اوزان معتد نہ شومی
 میں سے کسی وزن خاص پر ہو گا اور یہ قید کسی کتاب میں دیکھی نہیں
 گئی کہ ترجیع بند اوزان مخصوصہ شومی میں سے ایک وزن خاص پر ہونا
 چاہئے اور دوسرا امر کہ سب مطلع متحد القوافی ملکر ایک خانہ ہو جائیں بھی
 ممکن تھی نہیں ہے کہ واسطے کہ ترجیع بند کی تعریف سے معلوم ہو چکا کہ ہر
 خانہ کے شعر مثل غزل کے ہوتے ہیں اور ظاہر تھی کہ غزل میں صرف مطلع
 کے دو مصرع ایک قافیہ پر ہوتے ہیں باقی اشعار کا صرف مصرع ثانی اسی
 قافیہ پر آتا ہے اس صورت میں وہ سب مطلع جو ایک قافیہ پر ہونگے
 جمع کرنے سے سب کے سب ایک قافیہ پر مطلع ہونگے غزل کی صورت نہیں پیدا
 کر سکتی اور جب غزل نہیں ہو سکتی تو ترجیع بند کا ایک خانہ سب ملکر گونگر
 بن جائیں مثال ترجیع بند کی تو چوڑے مجھے چلا گیا دل تھی
 اُس سے زیادہ ہو فادل دلدار کے کھینچنے پڑے ناز و افسوس کے میرے
 پاس تھا دل یہہ دشمن جان نہیں مبارک یعنی نہیں میرے کام کا دل
 کیون دعویٰ دلربائی اتنا مایل اور ہر آپ ہی بوا دل دیتا ہوں دم اسے

فتنہ گبر پر انصاف سے دیکھنا میرا دل ہے اس چشم نے کر دیا خراب آہ
 تباہ و نہ بہت ہی پار سادل کیسی میری جان پر بن آئی ہے اند بگڑ گیا بھی کیا
 دل ہے گہونٹے ہی گلے کو کوئی بدم ہے کیا بات کروں کہ بھی خفا دل ہے آئی
 محرم زار کیا کہوں میں کس آفت جان لگا دل ہے آئی بونس غمگ رہم
 کیا پوچھے بھی کیونکہ لگی دل ہے آن شوخ چنان رہو دازمن ہے گویا کہ دلم نہو
 ازمن ہے پردے میں بھی رشک ماہ میرا ہے کیونکر نہو دن سیاہ میرا کیا
 مرنے کے بعد پاؤں پھیلا ہے بھی مقبرہ خواب گاہ میرا بس آپ میں
 آؤ تم کہ شاید نہو دلمین گذار گاہ میرا اس سد سکندری کو توڑو ہے
 آئینہ بھی سنگ راہ میرا میں کشتہ شہید بے دیت ہوں ہے بھی شوق تم
 گواہ میرا ہے دیکھا تو نے کہ رنگ بدلا ہے آئی شوخ قسوں نگاہ میرا آئے
 دوستو ہاتھ سے چلا میں ہے قابو میں نہیں دل آہ میرا مرنا نہیں اختیار کی
 بات ہے خود جرم ہے عذر خواہ میرا آئی چارہ گراب تو پہنیک تدبیر ہے
 بھی حال بہت تباہ میرا ہے صاحب انصاف تو ہی کر یا دل دینے میں کیا گناہ
 میرا ہے آن شوخ چنان رہو دازمن ہے گویا کہ دلم نہو دازمن ہے اور فارسی
 میں ترجیح بند حضرت شاہ علاؤ الدین ماہر رح کا جسک ہر بند کا یہہ
 مطلع کہ بچشمان دل میں خبر دوست ہے ہر چہ بینی بدان مخلصہ
 دوست ہے مکر آیا بھی مشہور اور معروف اور ایب مقبول ہے کہ کوئی

لڑکا اُسکے پڑنے سے محروم نہ رہا ہو کا مثال ترکیب بند کی دلی
 طرح سے یہ بھی چلی جان کو کیا ہوا؟ دم میں نہیں تھے دم میری جان
 کو کیا ہوا؟ سریشیا ہی شانہ پڑا دوں گے کیا جائے اسکی زلف پریشان کو
 کیا ہوا؟ پتی ہی اپنا خون دل افسوس بس جناؤ اس دست شک پنجہ مر جان کو کیا ہوا
 شبنم کو بہر ہی جانب خورشید التفات؟ شمسندہ ساز مہر و نشان کو کیا ہوا
 ولین شکن ہی زلف مسلسل کہ ہر گئے؟ برہم ہی حال کا کل بچان کو کیا ہوا
 لذت فرا نہیں الم اس لب کو کیا بنی؟ کچھ زخم بے مزہ ہی نکلے ان کو کیا ہوا
 بوئے قبا یوسف گل ہی نسیم میں؟ اسکی شمیم عطر گریبان کو کیا ہوا
 گردش پرانی ناز ہے پھر روزگار کو؟ اس چشم رشک فتنہ دوران کو کیا ہوا
 دعویٰ ہی شوخیوں کا غزالان دشت کو؟ اس خوش تظر کی جنبش ثمرگان کو کیا
 کتان ہی سینہ چاک رخ ماہ دیکھ کر؟ اس روئے غیرت متہ تابان کو کیا ہوا
 عیب حجاب شمع رخاں جہان کیا؟ وہ مہر آسمان نکوئی کھان گیا
 یہ گلستان سرا تا شا نہیں رہا؟ وہ نو بہار گلشن دنیا نہیں رہا
 افسوس کوئی پردہ نشین پردہ در نہیں؟ وہ حسن جس سے عیش ہو سوا نہیں رہا
 حیف اپنی تلخ کامی و شوریدہ طالعی؟ جس سے کہ زندگی کا مزا تھا نہیں رہا
 اتنی صبح جاتے سے رہتی مہر ماہ؟ کیا چاہیں روزگار غمتا نہیں رہا
 اپنی خرابیوں کو کہاں جا کے روئے؟ وہ شمع روئے انجمن آرا نہیں رہا

دل میں جگہ نہ ہونے کا کتنے گلہ کروں ؟ وہ قدردان شکوہ بجا نہیں رہا
 کسکو گلے لگائے امی شوق ہلکار : وہ خوش گلو سے سینہ مصفا نہیں رہا
 کتنے نبائے کہ سوا وفات کے : دنیا میں بڑے نام وفا کا نہیں رہا
 اب کسکو دیکھئے کہ کیونہ دیکھئے : وہ پردہ سوز چشم تماشا نہیں رہا
 اس عین نور حسن کو کیونکر نہ روئے : آنکھوں میں جو رہے کوئی ایسا نہیں رہا
 ہر دم جبین آئینہ آلودہ نم سے تھی : یہ بہ آبِ تاب حسن اُسی مح کے دم ہی
 مستطی شیطاعت میں موتی پردے کو اور مسطی پردے ہوئے
 موتیوں کو یعنی موتیوں کی لڑی کو کہتے ہیں اور شاعر و غنیم مسطی اس نظم کا
 نام ہے کہ پہلے ایک بند کئی مصرع کا ایک وزن اور قافیہ پر لکھا جائے
 پھر دوسرے بند کا آخری مصرع اسے قافیہ پر آتا جائے اور باقی مصرع اور
 قوافی پر ہوں اس طرح تیسرا اور چوتھا بند اور حسب قدر چاہیں لکھیں اور بہرہ
 بند تین مصرع سے کم اور دس سے زیادہ نہیں ہوتا ہے پس اگر تین ہی مصرع
 کا بند ہو تو اسکو مثلث اور پھر مصرع کا ہو تو مربع اور پانچ کو مخمس اور چھ کو مسدس
 اور سات کو سبع اور آٹھ کو ثمن اور نو کو مشع اور دس کو عشر کہتے ہیں
 اردو میں مربع اور مخمس کی رواج زیادہ ہے باقی کم یہاں سمجھنے کیواہے
 ہر ایک قسم کے دو دو بند علیحدہ علیحدہ لکھے جاتے ہیں مثلث کی
 مثال یہ زمانہ بھی عجیب طبع رکھتا ہے سفلہ پرست : ابہا زراجمہ شربتِ گلاب

قند است : قوت و انما ہم از خون جگر می بینم : بوم می غمخیز بلبل :
 مسکین نالان : اسپ تازی شده مجروح بزیر پالان : طوق زرین
 ہمہ در گردن خرمی بینم : یہ مثال اُس تضمین کی ہے کہ غزل کو
 ایک مصرع بڑے کے مثلث کیا ہی اور کبھی بدون تضمین کے بھی ہوتا ہے
 مثال اسٹی برق جو اپنے منہ سے صنم نے اُٹھا دیا : سبکو خدا
 نور کا جلوہ دکھا دیا : سجدہ کو مہر و ماہ بھی سر جھکا دیا : یوسف کا
 حُسن قصہ پارینہ ہو گیا : دل اُسکے عکس نور سے اُٹھتا ہو گیا : قاصد اُسکے
 فتنہ محشر جگا دیا : مربع کی مثال اُسکو مجرا ہی جو کھتار آگے جو
 رضا : عشق میں دلبر کے ہون بیمار آگے جو رضا : یار سے کہتا تھا یہ ہر بار
 آگے جو رضا : آبرور کہیو میری انی یار آگے جو رضا : استقدرا اپنی لگا دی
 اب تو میرے دل کو چاہ : جو نظر آوے تو ہی ماسی لیکر تا باہ : جطرف کو
 آن کر چمکی تیری برق نگاہ : سر جھکاؤں دہان میں سو سو بار آگے جو
 رضا : محمبس کی مثال کوئی جاوے جو ادھر شام و چکا ہے گا : تو ہے
 اُسے یہ پاناکہ و آسے گا ہے چائے رحم سر حال تباہے گا ہے : اس طرف
 بھی تمہیں لازم ہی نکالے گا : دمیدم لخطہ بلخطہ نہیں گا ہے گا ہے
 دل پہ سؤرش می سدالب پہ می ہر دم دم سر : اشک سرخ آنکھوں نہیں
 رنگ ہی خسار کا زرد : ہمدوم پوچھو نہ تم حال دل غم دور : ہی لاکرت

اندوہ ہجوم غم درد و دل کو فرصت نہیں ایتی کہ کرائے گائے اور
 مخمس میں کبھی یا پخوان مصرع ترجیع بند کے طور پر ہر بند میں مکرر ہی
 لاتے ہیں مثال اسلمی جب سے اتنی راحت جان تجھ سے جدا
 رہتا ہوں کیا کہوں سخت مصیبت میں پہسا رہتا ہوں مضطرب و
 ششدر و حیران و خفا رہتا ہوں کسی چرچے میں تو مشغول میں کیا رہتا
 ہوں منہہ لیٹے ہوئے دن رات پڑا رہتا ہوں نہ تو دل میں سے وہ
 طاقت کہ کروں جوش و خروش اور نہ کچھ بات ہی کرنے کا رہے
 مجھے ہوش و قبر میں جسے کہ ہو کوئی مردہ رو پوش اس طرح خانہ تارک
 میں تنہا خاموش منہہ لیٹے ہوئے دن رات پڑا رہتا ہوں اور کبھی غل
 میں تین مصرع ہر شعر کے ساتھ ملا کر مخمس بناتے ہیں اور یہ بہت مروج
 محی مثال اسلمی محی داد خواہ تجھے وفا اور وفا سے ہم راضی ہے
 تیری خو سے جفا اور جفا سے ہم کیا لگ چلی ہے تجھے ہوا اور ہوا سے
 ہم نجات کو تجھے لی محی صبا اور صبا سے ہم ملی عطر تیرے تن سے
 قبا اور قبا سے ہم ہارے ہیں روز رات کو روتے سحر تک پہچلی سی
 ایک لگتی محی دو دو پہر تک پائی نہ پھر دعا کی رسائی اثر تک پہنچی
 نہ ایک بار اجابت کے در تک نہ تنگ آئی محی اثر سے دعا اور دعا ہم
 مثال سدس محی محی دام بلا طرہ دلدار کیا نادیدہ ہوا دل

یہہ گرفتار کیا ۽ یہاں بجز سے جینا ہوا دشوار کیا ۽ وہاں باہمی کر سکو
 نہیں یا کر کیا ۽ یہاں دیدہ توھی طالب دیدار کیا ۽ وہاں بندہ ہوا در
 ویا کر کیا ۽ یہاں لب پہ میرا آٹھ ہر جان خزن ہے ۽ جو دم کہ گذر تاھی
 دم باز پسینھی ۽ وہاں اس بت عیار کو پرواہی نہیں ہے ۽ غافل میر
 احوال سے وہ پردہ نشینھی ۽ کہتے ہیں جو کچھ لوگ جواب اسکا نہیں
 ہی ۽ کہنا نہیں سنتاھی ۽ وہ زہنا کر کیا ۽ یہہ مثال اس سدس کی جو مستط
 کی افتام میں داخلھی البتہ تھیکھی نہ وہ سدس کہ اردو کے بعض
 قاعدہ نویسوں نے لکھاھی یعنی ہر بند میں دو شعر کے چار مصرع ایک
 قافیہ پر اور تیس شعر کے دو مصرع قافیہ جداگانہ پر اس مثال کے ہر بند
 میں مکرر موجود ہیں اس طرح ۽ جاسے عبرتھی میرا حال پریشان یارو ۽ آس
 توڑےھی یہہ مایوسی و سرمان یارو ۽ دل لگا کر ہوا میں سخت پریشان یارو
 اوسے افسوس نہ نکلا کوئی ارمان یارو ۽ جی کے جی میں ہی رہی بات نہونے
 پائی ۽ ایک بھی اُسے ملاقات نہونے پائی ۽ اور بعضوں نے یہہ مثال
 لکھی ہے ۽ کیا کہوں کچھ نہوچھہ ۽ رات کا حال ہمنفس ۽ بعد زمانہ
 وصل پر بگو ہوا جو دسترس ۽ کچھ نہ برائی آرزو رہ گئی دلمیں سب ہوس
 یعنی وفور عشرت و جوش نشاط تھا کہ بس ۽ صبح دمید شب گذشت
 ماہ شبینہ خانہ رفت ۽ رو سحر کیکنید یار باں بہانہ رفت ۽ بعد

مصرع کے جس طرح اُردو کا شعر مثال سابق میں مکرر آتا گیا ہے اس مثال
 میں یہ فارسی کا شعر ہر بند میں مکرر ہے اور لطف یہ ہے کہ آپ ہی ستم
 کی تعریف میں یوں لکھتے ہیں کہ پہلے بند کے چند مصرع قافیہ میں متفق ہوں
 اور بعد اُس کے اسی قدر اُس طرح کے ہوں کہ مصرع اخیر کا قافیہ موافق اُن چند
 مصرع کے یعنی پہلے بند ہو اور آپ ہی مثال اسکی ایسی لکھتے ہیں کہ یہ تعریف
 اُس پر صادق نہیں آتی کیوں اسلئے کہ اُن دو نون مثالوں سے ظاہر ہے کہ کسی
 بند کے مصرع اخیر کا قافیہ بند اول کے قافیہ پر نہیں ہے بلکہ ہر بند میں
 تیسرا شعر مکرر آتا گیا ہے پھر وہ مثال ستم کی طرح ہو سکتی ہے یہاں سے
 معلوم ہوا کہ جو س دس موافق مثال مندرجہ اس کتاب کے ہو گا وہ ستم
 کی تمام ہے اور جسمین کوئی شعر مکرر خواہ ہر بند میں شعر جداگانہ قوافی
 مختلف پر آیا کرے وہ مثل ترجیع بند یا ترکیب بند کے ہے گو تعداد اس کے
 شعروں کی ترجیع بند کی تعداد سے کہ حد اسکی برابر ایک غزل کے مقرر
 ہے کم ہو نہیں تو ستم اور ترجیع بند اور ترکیب بند میں کچھ فرق باقی رہتا
 رہتا ہے سب سے اہم مثال افقوس اس ضمن میں وہ ضرور ان نہیں
 لطف بہار نارنگی گلستان نہیں ہے ایسا کوئی ضمن نہیں جس میں خزان
 نہیں ہے گل خندہ زن نہیں کہ وہ آرام جان نہیں ہے سنبھل میں کو
 کا گل غریبان نہیں ہے قبل کا شاخ گل پہ کوئی اشیان نہیں ہے وہ

چہچہہ نہیں ہے وہ شور و فغان نہیں ہے سر پر اڑتی خاکھی باجھو
 کہیں پشیم سرا شک گرم سے چشم تر کہیں پتھر پہ باغبان ٹپکتا بھی سر
 کہیں بلبل کا استیان بھی کہیں بیل و پر کہیں لالہ سے آشکار بھی واع جگر
 کہیں پُخالی نہیں ہے درد مصیبت گہر کہیں دلمین جگر میں آنکھ میں سر
 میں کہان نہیں پشیم کی مثال قلق اُس مہ کی جذباتی کا ستا ہے
 مجھے پُمثل وحشی کے شب دروز پھراتا ہے مجھے پُڈو بتا ضعف سے مشکل
 نظر آتا ہے مجھے ہ موج کے ساتھ ہی دریا تو بہتا ہے مجھے پُقیس محزون
 جو کبھی آپ میں پاتا مجھے پُنا تو ان جان کے سایہ ڈراتا بھی مجھے پُھی
 تجھے زلف و دنا کی قسم امی باد صبا پُاگر اُس شوخ کے کوچہ میں گزر ہو تیرا
 کہو پیغام یہ اُس ماہ لقا میرا پُکہ بر حال ہے ظالم تیرے سوانح کا
 ہو گیا آج غم بھر سے لاغر اتنا کہ میرے سایہ کا ہوتا بھی مجھی پردہ ہو کا پُ
 جسطرح لیکے پر کاہ کو اڑتی ہے صبا پُرنگ چہرہ کا اُراٹے جاتا بھی مجھے
 منتع می مثال ہو گیا زلف گرہ گیر کا سودا ہکو پُطوق و زنجیر سے
 اب اُس نے زیبا ہم تو پُ بیٹھنے دیتے نہیں آبلہ پُہکو پُپاؤں پر پر
 لئے جاتی ہیں صحرا ہکو پُکبھی ہستے ہیں کہ اُس گل نے رد لایا ہم کو پُ
 کبھی اُس ہسنے پہ آجاتا بھی رونا ہکو پُاور وحشت نے دکھایا تماشا ہکو
 آپ ہی ل نے تو دیوانہ بنایا ہکو پُآپ ہی بھاگ گیا چھوڑ سنا ہکو پُ

سنبل تر کی قسم زلف چلیپا کی قسم : شور محشر کی قسم قامت رعنا کی قسم
 گل خندان کی قسم عارضِ زیبا کی قسم : دلِ نالان کی قسم بلبلِ شیدا کی
 قسم چشمِ جادو کی قسم نرگس شہلا کی قسم : دُرِ دندان کی قسم عقدِ پنا
 کی قسم : غمِ مجنون کی قسم عشوۂ لیلیٰ کی قسم : حُسنِ یوسف کی قسم عشقِ
 زلیخا کی قسم : کہ سوا تکر کبھی کوئی نہ بہا یا بہلو : اور ان سب قسموں میں ہو سکتا
 ہے کہ حسینِ چابین دود و مصرعِ غزل کی تضمین کریں چنانچہ اس شعر
 میں میری غزل کے دود و مصرعہ اور آٹھ آٹھ مصرعے اور ہیں محشر
 کی مثال نہ اُسے پاسِ آشنائی ہے : نہ ہمیں طاقتِ جدائی ہے :
 مرگ نے دیر یوں لگائی ہے : عمرِ حصے سے تنگ آئی ہے : باتِ قسمت
 یہ بڑبڑاتی ہے : اپنی طالع کی نارسائی ہے : ورنہ مرنے میں کیا برائی
 زندگی سخت بھائی ہے کوفت سے لب پہ جان آئی ہے : ہم نے کیا چوٹ
 دل پہ کھائی ہے : اُسکے جو رجحان ہیں منہم : نہواشوق اپنے دل سے
 کم : بوٹے لعل لب وائے ستم : نہو کامیاب مرتے دم : اُس دہن نے
 دکھائی راہِ غم : آبِ حیوان تھا اپنے حق میں سم : کیا کہوں دوست و حیات
 غم : اُسکے کوچہ میں مثلِ نقشِ قدم : ہو گئے خاک سی برابر ہم : و ہاں وہی
 ناز خود نمائی ہم : **مسترا** ایک فقرہ شر کا چھوٹا سا بعد ایک
 مصرعہ یا ایک بیت کے بڑایا جاتا ہے اور شاعروں کے نزدیک کُطف اور خوبی

مستزاد کی ہی مٹی کہ ہر فقرہ شر کا جس مصرعہ یا شعر کے بعد آئے
 اور معنی میں ربط بھی رکھتا ہو لیکن زیادہ بھی ایسا ہو کہ مصرعہ اور بیت
 اس کا محتاج نہ ہو یعنی اگر وہ فقرہ نہ ہو تو مصرعہ اور بیت اپنی معنی میں
 تام ہو جائے مگر حال میں کچھ اس کی قید باقی نہیں رہی مٹی اور مستزاد
 میں کبھی مضمون عشقیہ مثل غزل کے ہوتا ہے کبھی اور مضمون عہی مانند
 ہیں چنانچہ مثالوں نے معلوم ہو گا مثال اس فقرہ مستزاد کی
 جو ایک شعر کے بعد آتا ہے جس باغ میں وہ سرو گل
 اندام نہیں ہے : جس بزم میں وہ شمع دل آرام نہیں ہے : ویرانہ
 مٹی گویا : پروا نہیں کرتا جس جانسوز جلاو : عاشق کو تو جلنے کے سوا
 کام نہیں ہے : پروا نہ مٹی گویا مثال اس فقرہ مٹی جو ہر
 مصرعہ کے بعد آتا ہے لینے جو بلا میں لگے ہم اس کی
 چٹا چٹ : تو بول اٹھے جھٹ : چل جا بے رے : آواز برو ہو پر ہٹ
 مٹی سب پیہ بناوٹ : ان آنکھوں کو میں حلقہ زنجیر کو دکھا : ایسا ہی
 بلا ہوں : چھوڑوں : کبھی آپ کے دروازہ کی چوکھٹ : جب تک تکلیف
 پٹ : واسوخت بیزاری کو کہتے ہیں اور شاعر و نہیں اس نظم کا
 نام ہے جسمیں معشوق سے بیزاری اور عاشق کی بے پروائی کا مضمون
 اور دوسری معشوقے دل لگائی کی چہرہ کہ اس کو جان کٹی کہتے ہیں کہ میں

حقیقت میں وہ اس وقت تمام شعر میں سے کوئی قسم علیحدہ نہیں ہے
 بلکہ اکثر سب سے خواہش میں یعنی چھ مصرعہ خواہ آٹھ مصرعہ کا ترجیح بن یا
 ترکیب بن کے طور پر دیکھنے میں آیا ہے اس واسطے کہ اس کا دونوں قسم
 جداگانہ نہیں ہے ترکیب بھی لیکن مضمون کے لحاظ سے جو اس کا نام دیتے
 رکھتے ہیں تو لکھنا اس کا ضرور ہوا مثال و اس وقت کی شنائکھ
 نہ غمرہ سے ذرا تھی واللہ دلبری کئی کچھ انداز سے تھا تو آگاہ : تہا یہ
 ناز و کرشمہ نہ یہ شوخی کی نگاہ : میں تو حیران ہوں تجھے دیکھ کے سبحان
 اللہ : بیوفا ایسے بھی ہو ہیں جہان میں محبوب : اپنی اس خوبی پر محرو
 ہوا تو کیا خوب : جامہ زیبی سے کہاں زیب بدن تہا یہ لباس : اتنی
 محفل سے بدن میں تھی یہ کب گل کی باس : گفتگو غیر محل تھی تیری چٹون
 تھی اداس : پاس ان سب کا ہوا بیٹھنے سے اپنے پاس : اب جو کچھ اور بنا
 تو تو ہمیں سمجھا غیر : گر یہی بات تیر حسی میں سمائی تھی خیر مر
 دستور قدیم تھی کہ کسی عزیز اور قریب یا دوست خواہ امیر اور رئیس کی
 وفات کا واقعہ اور حسن و ملال کا حال اس میں لکھتے ہیں اور موضع صفت
 اہل فارس کی نہیں بلکہ عرب میں بھی یہ دستور قدیم سے جاری تھی اور مشہور
 کبھی قصیدہ اور غزل کی صورت پر اور کبھی ستر اور سب سے کی شکل پر
 ہوتا ہے اس صورت میں اقسام وہ گانہ سے باہر نہ تھے لیکن مضمون کے لحاظ

سے ج طرح واسوخت کا نام علیحدہ تھرایا ہے اسطرح مرثیہ کو بھی قیاس
 کرنا چاہئے اور اب مرثیہ اکثر وہی کہلاتا ہے جس میں جناب سید الشہدا
 علیہ و علیٰ جدہ و ابہ ایصال و واسلام کی شہادت کا حال اور واقعہ کر بلا
 لکھا جاتا ہے پس اگر یہ قصیدہ کے طور پر ہو تاہی تو اسکو مجرا اور سلام
 کہتے ہیں ایسے نظم کے مطلع میں مجرا خواہ سلام یا مجرائی اور مجری خواہ
 سلامی کا لفظ بھی اکثر استعمال ہی اور اگر مستزاد کی وضع پر ہو تو پیشتر اسکو
 نوحہ کہتے ہیں اور اگر مسدس یا ثمن ترکیب بند خواہ ترجیع بند ہو تو اسکو
 مرثیہ کہتے ہیں اور یہ بہت مروج ہی سلامی کی مثال مجری صلا
 نہ شے شکوہ خنجر کیا ہے سر دیا اور آشکارا صبر کا جوہر کیا ہے بولے ش
 میدان میں ہے اتنی خوشی اس دم مجھے ہے فدیہ را و خدا میں نے ہر ایک دلبر
 کیا ہے ایسا سلامی ہی یہ وظیفہ ہر اکیدم اپنا ہے شفع روز جزا ہے ش
 اُمم اپنا ہے امام بولے عدو ظلم سے نہ باز آئیں ہے رو رضا ہے کس طرح
 قدم اپنا ہے نوحہ کی مثال میدان میں دم جنگ یہ بولے شہ ابرار
 یا حیدر کرارہ میں بھی ہوں مدد اور حمایت کا سزاوارہ یا حیدر کرارہ جی
 میں ہی کہ سنیخ تلے آپ سے دہر دوں ہے میدان بلا میں ہے اب صبر
 شکیبائی کے جوہر کروں اظہارہ یا حیدر کرارہ مرثیہ کی مثال
 نور تجلیات سے میدان کر بلا ہے معمور ہو گیا صفت عرش کہہ رہا ہے

تھے سب ملائکہ اور خیل انبیاء جس بحر بے کنار کا ملتا نہیں پتا اس بحر
 معرفت کا شناور حسین تھی محبوب خاص حضرت داود حسین غل
 تھا کہ پشت زمین سے گرتے ہیں ابامام پگہبر کے لی علی و نبی نے رکھا
 تہام اور فاطمہ کے ماتہ میں گھوڑے کی تھی لگام آرایش زمین کا ہوا
 تھا یہ استہام جبریل قدم کے تلے پر بچھاو حورون نے اپنے موس
 معبر بچھاوے تار مخ اسکو کہتے ہیں کہ ایک لفظ یا فقرہ خواہ مصرعہ یا
 شعر اس تجویز کیا جائے کہ اسکو مکتوبی حروف کے عددوں سے سنہ
 اور سال کے واقعہ وفات اور نکاح خواہ تواریف نرند یا تصنیف کتاب خواہ
 لڑائی کی فتح یا بادشاہ کی جلوس کا یا اور کسی امر کے وقوع کا زمانہ سمجھا جا
 اب قاعدہ حروف کے اعداد کا سمجھنا چاہے کہ پہلے منجملہ اٹھائیس حروف
 تہجی کے ایک سے دس عدد مقرر کر کے جلدی سے سمجھ میں آئیں گے
 واسطے ترکیبان حروف کے یون قرادی ابجد ہوز حطی اسکو احاد
 کہتے ہیں تفصیل اسکی یہ ہے الف کا ایک بے کے دو جیم کے تین دال
 کے چار حے کے پانچ واو کے چھ زے کے سات حے کے آٹھ طو کے
 نویے کے دس پیر گیارہوین حرف آٹھ حروف پر دس دس بڑا کر نوے
 تک پہنچا یا اسکو عشرات کہتے ہیں اور کلمہ مرکب اسکا یون پھرایا کلمہ
 معص تفصیل اسکی کاف کے بیس لام کے تین میم کے چالیس

نوں کے پچاس سین کے ساتھ عین کے ستر تھے کے استی حد کے
 نوے پھر انیسویں حرف کے سو عدد پھر اگر نو حرف پر سو سوڑا یا اور بس ہزار
 تک پہنچا یا اسکو مئآت کہتے ہیں اور مرکب اسکا اس طرح پھر یا فرشت
 شحہ ضطغ تفصیل اسکی قاف کے تورے کے دو توشین کے
 تین سوتے کے چار سوتے کے پانچ سوتے کے چھ سوتے کے سات سوتے
 کے آٹھ سوتے کے نو سوتے عین کے ہزار یہ سب اٹھائیس حرف ہو اور
 ہزارہ کو الف کے حساب میں کہا بعد دریافت ہونے اس قاعدہ سمجھنا تاریخ
 کا بہت سہل ہو گیا مثلاً اگر کوئی لڑکا بارہ سو چار فصلی خواہ ہجری میں پیدا ہوا
 تو اسکی تاریخ چراغ ہے اور کسی اہل اسلام کا لڑکا جو بارہ سو چھپن میں پیدا
 ہوا ہو تو اسکا نام تاریخی مظہر علی بہت خوب ہے اور اس طرح اگر بارہ سو اٹھائیس
 میں مر گیا ہو تو داغ جگر اسکی فوت کی تاریخ بہت زیبا ہے اسکو مادہ تاریخ
 کا کہتے ہیں اور مصرع اور فقرہ اور شعر کی مثالوں کو اسی پر قیاس کر لینا چاہیے
 اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مادہ تاریخ کا حسب حال ہاتھ آگیا مگر اس میں ایک
 دو خواہ تین چار عدد کم ہوتے ہیں تو اسکو کسی اور لفظ سے کوئی حرف
 اسی عدد کا جو کم ہوتا ہے تلاش کر کے ملا ہین اور اس کے ملا کو اٹھ خوب صورتی
 کے ساتھ اشارہ بھی کر دینا واجب اور ضرور ہے جیسا تاریخ کے مقام میں
 ایک عدد دیکھو اسے سر آہ اور چار کے سر درد اور خوشی کے مقام میں دو

کیواسطے سرشارت وغیرہ اور اس بات کا نام تعجب رکھا ہی اور کبھی
 کچھ عدد بڑھتے ہیں تو اس طرح اشارہ کر کے خارج کرتے ہیں اور اس کا نام
 تخرجہ رکھا ہے مثلاً کہیں مادہ میں چھ عدد بڑھتے تو اسکی تخرجہ کا اشارہ
 بے بد اور مثال اسکے مقرر رہی اور لطف تاریخ کا یہی ہے کہ مادہ تاریخی
 بے تعمیر اور تخرجہ ہو مگر بضرورت جیسا کہ بیان کیا گیا اور تعمیر احاطہ تک کا
 البتہ جائز رکھا ہے عشرت کا عیب خالی نہیں سیکڑوں کا زیادہ تر معیوب
 ہی اور تخرجہ کا مرتبہ اگر خوبی کے ساتھ عشرت تک پہنچے تو عنایت
 نہیں ہی شاعروں نے طرح طرح کی صفتیں اور خوبیاں تاریخ میں ادا
 کی ہیں کہ بیان اسکا مختصر میں نہیں ہو سکتا فیائیں جاننا چاہئے
 کہ قافیہ کا بیان بہت طویل اور طویل ہے لیکن اسقدر سمجھ لینا چاہئے
 کہ قافیہ حرف آخر کو کہتے ہیں اور اسکا نام رومی ہی اور وہ حرف اخیر
 ہوتا ہی کہ اُسکے پہلے کا حرف ایک ہی واقع ہو جیسے کار اور بار اور شور
 اور مورا اور دیر اور شیر اور ہند اور سند اور نقل اور نقل اور مثل اُسکے
 یا اُسکے پہلے حرف کی حرکت وفاق ہو جیسی در اور پر اور زر اور سر اور
 گرم اور ختم اور دل اور گل اور مثل اُسکے یا اُسکے بعد کے حرف ان سب
 باتوں میں وفاق نہیں جیسی ہستی اورستی اور جوانی اور پریشانی اور دانائی اور
 ناتوانائی اور مثل اُسکے اور قواعد کی کتابوں میں ان سب اگلے اور پچھلے حرف

اور حرکات کے کلام علیحدہ علیحدہ مقرر ہیں یہاں بیان اُسکا طول کلام
 خالی نہیں تھی اور ردیف ایک لفظ ہے کہ قافیہ کے بعد مکرر آئے مثال
 اسکی پرست پر سنگ میں شرار تھی تیرے ظہور کا نہ موسیٰ نہیں کسی
 کروں کوہ طور کا، طور اور ظہور میں سے قافیہ اور کا دو نو مصرع میں
 ردیف تھی حال کے شاعر غزل بے ردیف کی کمتر کہتے ہیں اور قصیدہ اکثر
 بے ردیف کا ہوتا تھی بعض قصیدہ ردیف کے ساتھ ہی ہوتے ہیں قافیہ
 جو شاعر صرف اپنی غزلوں کو ایک جگہ جمع کر کے لکھے اُسکو دیوان کہتے ہیں
 اور قصیدہ و نکو جمع کرے تو اُسکو قصائد کہتے ہیں لیکن دیوان غزلیں جمع
 کی جاتی ہیں سب ردیف دار حروف تہجی کی ترکیب پر ہوتی ہیں اور قصائد
 میں اسکی رعایت ضرور نہیں اور سب کلام ہو تو اُسکو کلیات کہتے ہیں اور
 جس کلام میں خداوند تعالیٰ کی بڑائی اور اسکی قدرت اور خدائی اور اسکی
 کمال اور جلال کا بیان ہو اُسکو حمد اور ثنا اور توحید اور حسین کے محبوب
 صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف ہوں اُسکو نعت اور حسین اُنکے اصحاب
 اور اہلبیت کی تعریف ہو اُسکو مناقب اور منقبت اور بادشاہ اور امرا
 خواہ اور لوگوں کی خوبیاں اور بھلائی جو لکھی جائے اُسکو مدح اور بڑائی کا
 بیان ہو تو اُسکو ہجو اور ذم کہتے ہیں دوسری فضائل شر کے بیان
 جانا چاہئے کہ شر کی تین قسمیں ہیں مہرہ اور مسجع اور عاری

مرجز اس شر کو کہتے ہیں کہ بسکا ہر فقرہ موزون ہو یعنی شعر کے کسی
 وزن پر یا جاوے اور قافیہ نہ ہو اور بہت سم بہت کم پائی جاتی ہے
 مثال اسکی اپنے ہاتھوں سے مجھے قتل کرے میں خون اپنا کر دیا
 محی معاف آئے بیٹھے گرم کچے میر صاحب یہ آپ کا گھر ہی منجھ اسکے
 خلاف ہی یعنی اُس میں فقرات قافیہ دار ہوں اور موزون نہ ہو اور وہ فقرہ
 کبھی تو رنگین ہوتا ہے اور کبھی صاف صاف فقرہ رنگین کی مثال
 سبزہ پر شبنم کے قطر اس طرح نمودار ہے زمرہ کے تختے پر ہیر کے ٹکڑے
 جڑے ہوں اور ہر شاخ پر سیلی چندیلی کی کلیوں سے وہ بہا رہے سبز پری
 کی نگا میں چوانکے مار پڑے ہوں فقرہ صاف کی مثال
 کل میں آپ کے گھر آؤں گا اور کھانا وہیں کھاؤں گا حضرت جو فرمائیں گے ہم
 اُسکو بجلا لائیں گے عمار می ان دو نو سے عاری یعنی نہ اُس میں وزن ہو
 نہ قافیہ اور اُسکو روزمرہ کہتے ہیں مثال اسکی رقعہ مشق میرے آج
 بندہ منشی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تھا دیر تک آپ ہی کا ذکر خیر تھا اور
 ایک قصیدہ آپ کا جو حسن اور عشق کے مناظر سے بھرپور تھا تھے اور ہر
 شعر پر وجد کر کے فرماتے تھے کہ یہ قصیدہ بد نظیر ہی اور یہ تعریف منشی
 صاحب کی زری محبت کی راہ سے نہیں ہے انصاف بھی ہی ہی کہ حضرت نے
 اُس میں سچ کیا ہی بندہ اُس قصیدہ کو منشی صاحب کے طلب کیا تو فرمایا کہ

میں اسکو بہت عزیز رکھتا ہوں ایک ساعت بھی اپنے پاس سے جدا نہیں کر سکتا اسواسطے عرض کرتا ہوں کہ حضرت اسکو عنایت فرمائیں ورنہ میں اسکی نقل کر کے ہر خدمت میں بھیج دوں گا زیادہ نیازہ

دو باب

خط کتابت کی دستورات میں اور اسپین میں فصلیں ہیں پہلی فصل اردو کے بیان میں جانا چاہئے کہ اردو فارسی لفظ اُحیٰ شکر کو کہتے ہیں یہاں لشکر سے خاص لشکر شاہجہان بادشاہ جم جاوے سے مراد ہے اور اصل اسکی دارالخلافہ شاہجہان آباد دہلی کہ وہاں دربار اور سلطنت لشکر بادشاہی میں عرب اور ایران اور توران اور ترکستان اور ہند کے لوگ سب جمع رہتے تھے اور اسپین گفتگو کرتے تھے تو عربی اور فارسی اور ترکی اور سنسکرت سب ملکر پہر زبان پیدا ہوئی اور اسکو رنجتہ ہی کہتے ہیں غرض اس زبان میں عربی اور فارسی اور ہندی اسطرح مل گئی کہ اگر کوئی چاہے لفظ عربی خواہ فارسی کا اسپین شمول نہوا اور خالص ہندی کی الفاظ میں گفتگو کرے تو بولنا دشوار ہو جا بلکہ اکثر ایسے الفاظ خاص و عام کی زبان پر جاری ہیں کہ ہندی میں انکا ترجمہ ہی نہیں ہو سکتا بعد کے لوگ اس زبان میں شعر کہنے لگے یہاں تک کہ غزل اور قصیدہ اور مثنوی اور ہر قسم کے شعر جو فارسی میں آتے اس زبان میں کہنے لگے اور اب ہوتے ہوئے شہر ہی عبارت

رنگین اور غیر رنگین شروع ہو گئے اور بہت سی عربی اور فارسی کتابوں کا
 ترجمہ اردو میں ہو گیا اور دوستان اور کہانیاں عجیب و غریب لکھی گئی اور
 لکھتے جاتے ہیں لیکن خط کتابت کا دستور اردو زبان میں اب تک جاری نہیں ہوا
 پہر اب اگر کوئی اردو میں رسکار و اج دینا چاہے تو جس طرح نظم اور شرفارسی کے
 طور پر جاری ہو اسی طرح خط کتابت کا ہی فارسی کی طور پر جاری ہو ماضی
 ہو گا اور فارسی میں جو خط لکھنے کے قاعدہ مقرر ہیں اچار اردو میں ہی اُسکے
 تابع ہونا پڑیگا یہاں سے معلوم ہو کہ جس طرح فارسی میں بے اور چھوٹے اور
 برابر والے خط لکھتے ہیں اسی طرح اردو میں بھی خواہ مخواہ لکھنا ہو گا اب سوچنے
 کی بات تھی کہ فارسی میں جو الفاظ بڑے چھوٹے کو یا ہمسرہ کو اسطے مقرر ہیں
 کہ اُسکو القاب کہتے ہیں اور اُسکے بعد جو الفاظ لکھے جاتے ہیں اُسکو آداب کہتے
 ہیں پہلے تو یہی نہیں ہو سکتا کہ فارسی میں جو ان الفاظ کا نام آداب اور
 القاب رکھا تھی اردو میں اُسکا ترجمہ ہو کہ کوئی دوسرا نام ٹھہرایا جاوے
 مثلاً اگر کسی بوجھے کہ القاب اور آداب کو اردو میں کیا کہتے ہیں تو ظاہر
 تھی کہ اسکا جواب کچھ نہیں ہو سکتا پہر ان الفاظ کا ترجمہ تو اردو میں اور
 یہی زیادہ مشکل بلکہ ہو ہی نہیں سکتا جیسے قید و کعبہ کہ فارسی میں بڑے کا
 القاب اور مشفق مہربان ہے کہ اور زبور دار غریز زبان چھوٹے کو اسطے مقرر
 تھی ترجمہ اُسکا بندی میں کی گئی کیا کر لیا اور آداب بندی اور شتیقا

ملاقات اور دعائے عمر و حیات کی جگہ کیا لکھیگا اگر کوئی تکلف کر کے
 بعضے لفظ کا ترجمہ کچھ لکھے ہی تو وہ بھی نرا ڈھکوسلا ہے اور کانوں کو اُسے
 اشنائی نہیں ہوئی مثلاً نور چشم سعادتمند بلند اقبال طالعمر کا ترجمہ یوں
 لکھے آنکھ کی روشنی نیکبختی کے بھرے اونچے نصیب والے بُرے زندگی
 اُسکی ایسا ترجمہ اگر کسی فقرہ کا ممکن ہی ہو تو محض پوچ اور مہل ہو گا اور
 اس طرح اور بھی بہت الفاظ عربی اور فارسی کے ایسے کہ اسکی جگہ اُردو
 کا کوئی دوسرا لفظ نہیں ہو سکتا جیسے خط کو خطابی لکھیں گے اور بُرے
 پاس سے جو خط آوے تو اُسکو عنایت نامہ کہتے ہیں اور بادشاہ کی حضور سے
 آوے تو فرمان اور امیر اور وزیر کی نوشت کو شقہ اور پروانہ بولتے ہیں اور
 چوٹا جو خط لکھے عریضہ اور عرضی اور لکھنے والا خط کا کہ اُسکو کاتب کہتے
 ہیں اپنے تئیں کمترین اور فدوی اور فقیر اور خادم اور نیازمند اور مخلص اور
 مکتوب الیہ یعنی جسکے نام خط ہوا اُسکو جناب اور حضور وغیرہ لکھتے ہیں پس
 ظاہر ہی کہ عنایت نامہ اور پروانہ اور فرمان اور شقہ اور عریضہ اور عرضی اور
 فدوی اور کمترین اور جناب اور حضور کا ترجمہ اُردو میں کس طرح ممکن نہیں ہے
 اسکے سوا جب تقریر زبانی میں جناب اور حضور اور سرپرست اور خداوند فدوی اور
 کمترین بولتے ہیں تو تحریر میں اُسکا ترجمہ کہ ہو سکیگا یہاں بیانِ وفا میں
 کیوں تھے کیا گیا ایک تو یہ کہ مبتدی اسبات کو جانیں کہ اس طرح کے الفاظ

ہندی کے نہیں ہیں دوسرے یہ کہ اس اش میں جو رقعات لکھے جائیں گے انہیں
 ناچار ایسے ہی الفاظ عربی اور فارسی لکھنے پڑیں گے کیونکہ جو اعتراضاتی رہی اب
 ہم خط کتابت کے دستور یہاں لکھے دیتے ہیں کہ اردو اور فارسی دونوں کے لئے

کام آوین دوسری فصل

خط لکھنے کے تعلیم میں کاتب یعنی خط و لکھنے کو چاہئے کہ پہلے مکتوب الہ یعنی
 جس کے نام کا خط لکھنا ہی اس کا مرتبہ سوچ لے کہ وہ بڑا ہی یا چھوٹا یا برابر کچھ
 سن اور سال پر موقوف نہیں ہونی بلکہ بڑائی اور چھوٹائی کبھی مال پر اور کبھی کمال پر
 خیال کی جاتی تھی اور کبھی سن اور سال پر مثلاً کوئی غریب شخص اگرچہ عمر میں
 برابر ہو اور امیر دو متمند چھوٹا تو امیر کا مرتبہ بڑا ہے اور فاضل عمر میں چھوٹا
 اور جاہل بڑا تو جاہل کا مرتبہ چھوٹا ہے اور یہ نہیں ہو سکتا ہے کہ کوئی خانہ
 یا درزی ستر برس کا اور امیر سترہ برس کا ہو تو وہ خانہ مان اور درزی
 اس امیر کو لڑکا سمجھ کے بزخوردار اور امیر اس کو بوڑھا جانے قبلہ و کعبہ لکھے
 یا مرید عمر میں بڑا ہو اور پیر کم سن ہو تو مرید پیر کو عزیز از جان اور پیر مرید کو
 قبلہ و کعبہ لکھے پس میری دوست میں بڑائی اور چھوٹائی سن اور سال کے
 روسے صرف قرابت میں دیکھنے کے قابل ہی نہ غیر و نہیں یہاں معلوم ہو کہ
 فصل اور کمال کا خیال کرنا اختیار میں اور سن و سال دیکھنا اپنے بگناہ میں
 ضرور چاہئے یعنی اگر کسی منشی یا شاعر یا حکیم کو خط لکھنا ہو اور وہ علم کی راہ

رتبہ میں بڑا یا برابر ہو تو وہ عمر میں چھوٹا ہو القاب موافق اس کے رتبہ کے
 لکھنا مناسب تھی یہی حال تھی استاد اور پیر اور عالم اور مفتی اور قاضی کا اور اگر
 چھوٹا بہائی اور بیٹا اور بہن یا اور بہتیجا رتبہ میں بڑا ہو مثلاً باپ جاہل اور
 بیٹا فاضل اور بڑا بہائی فقیر یا پادو وغینہ نوکر اور چھوٹا بہائی امیر خواہ تحصیلدار
 ہو تو وہاں رتبہ کا لحاظ نہ کیا جائیگا اور بڑائی اور چھوٹائی سن سال کی دیکھی
 جائیگی یعنی باپ بیٹے کو فاضل ہو یا جاہل ہر حال میں بر خور دار اور بڑا بہائی
 چھوٹے بہائی کو عزیز از جان ہی لکھیگا جب یہہ دریافت ہو تو اس سمجھنا
 چاہئے کہ ارکان خط کے اکیس ہیں یعنی استاد و نئے خط میں اکیس باتوں کا
 ہونا مقرر کیا تھی مقدمہ القاب اور القاب اور ادعیہ اور آداب اور تحت اور
 اشتیاقیہ اور ملاقاتیہ اور صفت ملاقاتیہ اور اظہار یہ اور خطوں کے نام اور
 خطوں کی رسید اور ادراکیہ اور کات کے نام اور مکتوب الیہ کے نام اور دوسرے
 شخص کی صفت اور چیز کا بھیجا اور چیز کا مانگنا اور اپنا آنا اور مکتوب الیہ کا
 آنا یا جانا اور مطلب اور خاتمہ اور لفافہ معضونہ کے نزدیک خط کے ارکان میں
 داخل نہیں تھے اگر ہو تو بایں ہیں **مقدمہ القاب** برابری والے
 خواہ بڑے کو القاب پہلے اس کی صفت کو صاحب کے ساتھ ملا کر جو الفاظ
 لکھے جائیں اس کو مقدمہ القاب کہتے ہیں اور اس صفت کی ظاہر یا چھتین ہیں
پہلی قسم قرابت تھی جیسے برادر صاحب اور چچا صاحب اور خالو صاحب

اور مامون صاحب اور والدہ صاحبہ اور خالہ صاحبہ اور ہمشیرہ صاحبہ لیکن
 باب کے لئے مقدمہ القاب استاد و نکی تحریر میں نظر نہیں آیا بعض قبلہ
 گاہی صاحب لکھتے ہیں مگر فیصح نہیں تھی **دوسری قسم** خطاب
 تھی جیسے نواب صاحب اور راجہ صاحب اور خان صاحب اور رانی صاحبہ
 اور بگم صاحبہ **تیسری قسم** صفاتی تھی جیسے مولوی صاحب اور
 منشی صاحب اور حافظ صاحب اور حکیم صاحب اور پندت صاحب اور
 اخوند صاحب اور اتو صاحبہ **چوتھی قسم** عہدہ تھی جیسے قاضی
 صاحب اور مفتی صاحب اور بخشی صاحب اور دیوان صاحب اور داروغہ
 صاحب اور چودہری صاحب اور چودہ برہن صاحبہ یا چکوبن **پنجم**
 ذاتی تھی جیسے شخص صاحب اور میر صاحب اور مرزا صاحب اور خان صاحب
 اور لالہ صاحب اور بھاجہ فقط مخفی نہ رہے کہ چھوٹے اور ادنیٰ کی واسطے مقدمہ
 القاب نہیں ہوتا کیواسطے کہ اُس کے لقب کے ساتھ صاحب کا لفظ ملا نہیں جاتا
 یعنی بیانچی صاحب اور پٹنچی صاحب اور باورچی صاحب اور چہر اسی صاحب
 لکھنے کا دستور نہیں تھی لیکن برادر کا لفظ چھوٹے بیانی اور فرزند کا لفظ
 بیٹے کے القاب میں قبل از غریبان اور ارجمند وغیرہ الفاظ کے یا سوا
 اور کسی کو بھی اس طرح لکھتے تو اگرچہ وہ مقدمہ القاب ٹھہر گیا مگر صاحب کا لفظ اُس کے
 ساتھ نہ لکھا جائیگا اور واضح ہو کہ مقدمہ القاب کے پہلے بھی بعض ایک لفظ

بڑا یا کرتے ہیں جیسے خباب منشی صاحب اور حضرت مولانا صاحب پس

یہ لفظ بھی مقدمہ القاب میں داخل ہے **القاب**

پہلے جانا چاہئے کہ فارسی میں مراتب مکتوب الیہ کے بہت ہیں لیکن اس مقام میں بیان کرنا صرف انہیں مراتب کا جو اردو میں ضرور ہے مناسب سمجھا تاہی سو یہ مراتب قابل یاد رکھنے کے ہیں یعنی ہمسرا درجہ تین سے خالی نہیں ہے یا ہمسرا مطلق ہے کہ سب طرح اپنے برابر ہو تو القاب اسکا فارسی میں مرد کیواسے مولو یا صاحب مشفق مہربان کریم مخلصان اور عورت کے لئے خانم صاحبہ شفیقہ محترمہ یا ایام ہمسری کہرتبہ میں کچھ بڑا ہے تو مرد کیواسے راجہ صاحب عالی شان قدردان زندان یا نواب صاحب والا مراتب عالی مناصب یا خان صاحب معدن فیض و احسان مخزن جود و استنان اور عورت کیواسے رانی صاحبہ یا بکیم صاحبہ یا بانی صاحبہ شفیقہ محترمہ اور اگر رتبہ میں کچھ کم ہے تو مرد کو لالہ صاحب مہربان دوستان اور عورت کو چودہاں صاحبہ عصمت تاب لکھن اور ہی حال ہی بڑیکا مثلاً اگر رتبہ میں کچھ بڑا ہے تو مرد کو برادر صاحب قبدہ کعبہ کعبہ فدیہ و یان اور عورت کو ہمیشہ صاحبہ مکرمہ کمترینان اور جو اسے بھی یاد ہے جیسے باپ اور پیر تو اسکو قبدہ کو نین و کعبہ دارین اور پیر مرشد برحق نعمت مطلق اور مان اور پیرانی کو والدہ صاحبہ مکرمہ معظمہ مفتحہ اور اگر بہت بڑا

جیسے بادشاہ تو قبلہ عالم و عالمیان اور بادشاہ سلیم کو جناب عالیہ خاتون
 محذرات زمان و زمانیان اور مثل اسکے لکھنا چاہئے علی بنہ القیاس چہوٹا اگر
 کچھ چہوٹا ہے تو برادر عزیز از جان اور برخور دار نور الابصار اور بہن اور ربی
 ہمیشہ عزیزہ اور نور چشمی قرۃ العینی اور اگر اُسے ہی کم رفیق اور ملازم ہی تو
 مرد کو اعتضاد و دوستان عزیز القدر شرافت پناہ صداقت دستگاہ اور عورت
 کو عصمت پناہ عفت و استگاہ اور جو بہت چہوٹا ہے تو مرد کو معتمد الخدمت
 فدوی خاص اور عورت کو فدویہ خاص اور مثل اسکے لکھیں گے اُردو خط
 میں بھی یہی الفاظ عربی اور فارسی کے خط میں لکھے جائیں گے اور کبھی
 اور کبھی شخص کم رتبہ کا حرف نام ہی لکھ کر مطلب شروع کر دیتے
 ہیں اور ایسی تحریر اس وقت ہوتی ہے جب امر اپنے ادنیٰ ملازم کو دستخط
 خاص شقہ لکھتے ہیں اور عیب ان لفظوں کو کہتے ہیں جو بعد القاب کے جملہ
 عربی کا دُعا کے طور پر لکھا جاتا اور اس کو دعائیہ بھی کہتے ہیں جیسے عسر کے
 واسطے زاد و لطفہ اور دام عنایتہ اور سلمہ اللہ تعالیٰ ترجمہ اسکا اگر اُردو میں
 چاہے تو تکلف کے ساتھ البتہ ہو سکتا ہے جیسے زیادہ ہونو بی اور ہمیشہ رح
 عنایت انکی اور مثل اسکے بڑے کیواسطے دام برکاتہ اور مدظلہ العالی اور غلہ
 اللہ ملکہ ترجمہ اسکا بھی ہو سکتا ہے جس طرح مذکور ہو چکا اور چہوٹوں کے لئے
 اور مثل اسکے اور عورتوں کے واسطے انہیں الفاظ میں ضمیر تانیث کی ہوگی جیسے

یہ طلبا اور طالعمہ اور غیرہ اور ادنیٰ کی واسطے بعافیت باشند و مہر و مرحم
 بودہ بداند اور بعضے تو گت عربی کی جگہ فارسی لکھتے ہیں جیسا سائے
 عالمی برسر فدویان مبسوط باد اور درجہ فہرست مراتب محبت باشند اور در
 حفظ الہی باشند لیکن اردو میں سوا دُعائیہ عربی کے گنجائش ان الفاظ
 کی ہرگز نہیں واضح ہو کہ مقدمہ القاب اور القاب اور ادعیہ جب سب
 ملایا جاتا ہے تب اس سبکو القاب کہتے ہیں جیسے منشی صاحب مخدوم
 نیاز مندان صمیم و قدیم زاد لطفہ آداب اس فقرہ کا نام ہے جو بعد
 القاب کے لکھا جاتا ہے اور حسب طرح مقدمہ القاب اور القاب اور ادعیہ سب ملکر
 ایک القاب کہلاتا ہے اس طرح تحت اور اشتیاقیہ اور ملاقاتیہ اور صفت ملاقاتیہ
 اور اظہار یہ سب کے ملاک آداب کہتے ہیں چنانچہ حال اسکا ہر ایک کے بیان سے
 دریافت ہو گا **تحت** ہمسر کو جو سلام اور نیاز اور برک کو بندگی اور
 کورنش اور تسلیمات اور چہو کو دعا درازی عمر اور مثل اس کے جو کچھ لکھتے ہیں
 اسکو تحت کہتے ہیں **اشتیاقیہ** ہمسر کو شوق اور اشتیاق اور برکے
 کو تمنا اور آرزو اور چہوئے کو خواہش جو لکھتے ہیں صرف انہیں الفاظ اور کلمات
 کو منشیوں کی اصطلاح میں اشتیاقیہ کہتے ہیں **ملاقاتیہ** بعد لفظ اشتیاق
 کے ہمسر کی واسطے ملاقات اور مواصلت اور وصال اور معانقہ جسمانی
 اور برکت لئے ملازمت اور حضوری خدمت اور قدمبوسی اور چہو کو پذیرا و زینہ

ہوسے وغیرہ الفاظ جو کہے جاتے ہیں اسکو ملاقاتیہ کہتے ہیں **صفت**
ملاقاتیہ اُس ملاقات کی صفت میں جو فقرہ لکھا جاتا ہے اسکو صفت ملاقاتیہ
 کہتے ہیں جسے فارسی میں ملاقات بہجت آیات ملازمت کیمیا خاصیت اور قدوسی
 والا اور دیدار فرحت انار اور مثل اسکے اور بعض بعد ان الفاظ کے کلمات مبالغہ
 بھی زیادہ کرتے ہیں بعد کاف بیانیہ کے جیسے کہ حد و نہایتے ندارد و شرح و بیان
 در نمی آید اور مثل اسکے کہ یہ کلمات بھی اسی صفت میں داخل ہیں مگر اردو میں چھ
 صرف انہیں کلمات مبالغہ کا البتہ ہو سکتا ہے اور صفت کے الفاظ بدستور
 فارسی کے رہیں گے انکا ترجمہ غیر ممکن ہے الحصار یہ بعد ان الفاظ کے جو
 مطلب لکھنے کی خبر دیتے ہیں اسکو اظہار یہ کہتے ہیں جسے فارسی میں ہمسر کو
 مکشوف خاطر محبت مثر باو یا مسگردانہ اور بر کو معروض میدارد اور بعض
 عالمی میراں اور چھوٹے کو مطالعہ نمایند اور نگارش میرود لکھا جاتا ہے مگر اردو
 میں ان الفاظ کا بعینہ ترجمہ نہیں ہو سکتا ہے ویلان یون لکھیں کے ہمسر کو
 مطلب کہتا ہوں اور بڑے کو عرض کرتا ہوں اور چھوٹے کو واضح ہوا اور
 مثل اسکے پس جب یہ معلوم ہوا تو اب جانتا چاہئے کہ تحت لیکر اظہار یہ
 سب ملکر آداب ہوتا ہے مثال اسکے بعد سلام و نیاز اشتیاق ملاقات بہجت
 آیات کہ حد و نہایتے ندارد و حالی خاطر محبت مثر باو ترجمہ اسکا بعد سلام و نیاز
 اور اشتیاق ملاقات کے جسکی حد و نہایت نہیں ہے مطلب لکھتا ہوں اور حد

اولے کو رٹش اور بندگی کے عرض کرتا ہی اور بعد دعا کے واضح ہو کر مجھ
 لکھنے والے کی تمیز پر موقوف ہے اگر دریافت ہو کہ ترجمہ اردو زبان میں
 فصیح ہو سکتا ہے تو مضائقہ نہیں نہیں تو ضرورت نہیں کہ خطا اور مکتوب
 چشمی یا پانی اور سجدہ اور قد مبوس کو تک کہہ سنی اور پالا گن لکھنے لگے
 اور واضح ہو کہ ادنیٰ کو مرد ہو خواہ عورت آداب نہیں لکھتا تا اور عورت کو
 اسطرح اشتیاقیہ اور ملاقاتیہ نہیں لکھنا چاہئے مگر درجہ اعلیٰ کی واسطے
 قد مبوسی تک جائز می **خطون** نام خط اگر ادب سے آیا او
 ہمسر کا خط ہی تو الٹاف نامہ اور نامہ نامی اور محبت نامہ اور بڑے کا
 خط ہی تو نوازش نامہ اور عہد فرار نامہ اور فرمان و جب الادغان اور
 مشور کرامت نشور اور چھوٹے کا خط ہی تو اسکو مکتوب مرغوب خط مست
 نما اور عرضی مرسلہ اور خط جواب اور بھیجا ہی اگر ہمسر کو بھیجا ہی تو
 اس کے مقابلہ میں اپنے خط کو رقیمہ اور رقیمہ نیاز اور اشتیاق نامہ اور بڑے
 مقابل میں عریضہ اور عرضی اور عرضہ ہشت اور چوکے کے مقابل میں اپنے
 خط کو خط ہی لکھیں کے لیکن بہت ادنیٰ کے مقابل میں اپنے تحریر کو شقہ اور
 پروانہ لکھنا چاہئے اور ترجمہ ان سب الفاظ کا اردو زبان میں کچھ نہیں ہو سکتا
 چنانچہ خال اسکا ان الفاظ سے ظاہر **خط می رسید** اگر خط ہمسر کا
 پہنچا ہی تو فارسی میں یون لکھیں گے وصول فرحت نمود اور وصول الطاف

شمول فرمود رنگ و صمول رخت اور مثل اسکے اور بڑے کیواسطے فرمود
 فرمود شرف صد و تخت و نزل اجلال فرمود اور چہوٹے کیواسطے رسید
 مسرور گردانید بملا خط گذشت اور مثل اسکے اور بعض لوگ کلمات فخریہ
 اور سرور بھی ان الفاظ کے ساتھ ملا ہیں یعنی یون کہتے ہیں کہ وصول نمود
 و جمعیت ظاہر و باطن ان فرمود وصول نمود مسرور گردانید پر تو موصول افکنده
 باعث مفاخرت گردید و فرمود مسروق غرت و افتخار بفرق فرقیان ستا
 اردو میں ان فقرات کی عوض ہمسر کو یون لکھا جائیگا الطاف نامہ یا نامہ نانی
 یا محبت نامہ کے پنہنے سے نہایت سرور حاصل ہوا اور بڑے کو عنایت
 نامہ یا سر فر از نامہ یا فرمان عالمی کے پنہنے سے سر فراری حاصل ہوئی
 اور چہوٹے کو خط تمھارا پہنچا ہکو نہایت خوشی ملی اور ادنیٰ کو عرض تمھاری
 ملاحظہ سے گذری **فائیل** اب اس مقام پر اتنی بات قابل لحاظ کریں
 ہی کہ مکتوب الیک جو تین مرتبے اور ہر مرتبے کے تین تین درجے اوپر
 بیان کئے گئے نہاہ اسکا اردو کی تحریر میں اس مقام تک تو ہوا اب
 اگے جو مقامات آتے ہیں ان میں ممکن نہیں ہے اور کہیں کچھ نہ بھی تکلف
 سے خالی نہ ہو اسی نظر سے فارسی مثالوں میں بھی وہ رعایت موقوف کر کے
 صرف ایک ایک مثال لکھی جاتی ہے جس طرح فارسی میں اپنے خط کے پنہنے
 کو ہر کے مقابلہ میں بلا خط در آمدہ باشد موصول گردیدہ باشد اور بڑے

کے مقابلہ میں بلاخطہ اقدس درآمدہ باشد از انظر نہیں مظهر بار یا جان حضور
 لامع النور درگذشتہ باشد اور چہوئے کو بمطالعہ درآمدہ باشد یا رسیدہ باشد
 اور مثل اسکے لکیتے ہیں اردو میں ہمسر کو ملاخطہ ہوا ہوگا اور بڑے کو نظر سے
 گذرا ہوگا اور چہوئے کو پہنچا ہوگا لکھیں گے اور اکبر خط کے مطابق
 سمجھنے کی عبارت جو لکیتے ہیں اسکو اور اکیہ کہتے ہیں مثلاً فارسی میں ہمسر کو یون
 لکیتے ہیں مضمون عطاوت مشحون پیرایہ ایضاح یافت اور بڑے کو از ارشاد
 فیض بنیاد مطلع فرمود اور چہوئے کو بر حقیقت مندرجہ اگاہی دست او یا مدعا
 معروضہ معلوم شد اور اردو میں یہ مطلب یون لکھا جائیگا حقیقت مندرجہ
 کو بخوبی سمجھا ارشاد فیض بنیاد سے قرار واقعی آگاہ ہوا یا اگاہی حاصل ہوئی او
 حال دریافت ہوا حقیقت معروضہ واضح ہوئی کاتب نے نام
 خط کا لکھنے والا اگر ہمسر ہی تو اپنے تئیں ہمسر کے مقابلہ میں فارسی میں این
 دوست این مخلص این نیا نہیں اور بڑے کے مقابلہ میں ہندوی این خادم این
 کمترین این نمک پروردہ اور چہوئے کے مقابلہ میں این جانب و یا من و یا دوست
 لکھیں گے اور اردو میں ہمسر تو آپا اور بڑا ہو تو جناب اور حضور اور چہوئے
 ہو تو تم کہنا چاہئے **مکتوب الہ** کے نام فارسی میں ہمسر کو
 ان کر مفرمان مشفق ان مکرم ان مخدوم ان شفیق ان مہربان اور بڑے کو نقیبہ
 آنحضرت انجناب آنخداوند نعمت اور حضور اور ملازمان والا اور بندگان عالی

اور بندگان حضور اور چہوتے کو ان عزیزان برادران بر خور داران جان عمر
 ان سعادت سرمایہ آن لخت جگر آن نور دیدہ آن معتمد الخدمت ان فدوی
 خاص اور و میں اپنے تئیں ہم کے مقابلہ میں فدوی اور کمترین اور غلام
 اور چہوتے کے مقابلہ میں اپنے تئیں ہم لکھین گے دوسرے
شخص کی صفت اگر خط میں کسی دوسرے شخص کا مذکور آجائے
 تو موافق اس کے رتبہ کے اسکا القاب لکھ کر اسکا نام لکھتے ہیں یعنی اگر ہمسفر
 یوں لکھتے ہیں میر صاحب شفق سید امیر علی صاحب کی زبانی معلوم
 ہوا اور بڑا ہو تو لکھنا چاہئے کہ جناب مولوی صاحب قبلہ مولوی محمد باقر
 علی صاحب کے فرما سکتے دریافت ہوا جناب عالی متعالی قبلہ عالم کے حضور
 سے ارشاد ہوا اور چہوٹا ہو تو برادر عزیز محمد علی اور بر خور دار حسین احمد کی زبان
 سے واضح ہوا کلو کے عرض کر سکتے دریافت ہوا اور اگر نام اس شخص کا ذکر
 آوے تو یوں لکھنا مناسب ہے کہ جیسے میر صاحب موصوف کو سمجھا دیا اور
 مولوی صاحب مدوح سے عرض کر دیا اور جناب عالی قبلہ عالم کی حضور
 میں عرض کیا اور بر خور دار مسطور اور برادر مرقوم سے کہہ دیا اور بعض لوگ
 مکرم الیہ اور مغزی الیہ اور معظم الیہ اور مومی الیہ اور مٹا الیہ اور نام بر
 لکھتے ہیں **چکر پہچنا** اگر کوئی چیز ہم سے پاس بھیجی تھی تو لکھنا
 چاہئے کہ آپ کے پاس بھیجی اور بڑے کو کہ خدمت عالی یا حضور والا میں

ارسال کی اور چہوٹے کو لکھے کہ تمہارے پاس یا تمکو بھیجی جاوے گا
 مانگنا اگر ہم سے طلب منظور ہوئی تو بھیج دیجئے یا لطف فرمائے اور اگر
 سے طلب کرے تو عنایت کیجئے یا مرحمت فرمائے اور چہوٹے سے مانگے تو
 روانہ کرو اور ارسال کرو اور بھیج دو لکھے اپنے آنکا حال ۴
 ہم سے کے مقابلہ میں بندہ حاضر ہوا تھا اور بڑے کے مقابلہ میں کمترین
 مشرف ہوا تھا کمترین ملازمت کو غلام قد مبوسی کو حاضر ہوا تھا اور چہوٹے کے
 مقابلہ میں ہم تمہارے یہاں گئے تھے یا میں تمہارے یہاں کیا تھا یا حضور یا
 بدولت و نقی افروز ہو تھے مکتوب الیہ کے آنے یا جا کا
 حال اگر بہتر تو اُسکے آنے کو آپ نے کر فرمایا تھا اور تشریف لائے
 تھے اور قدم رنجہ فرمایا تھا اور جانے کو آپ جب تشریف لگئے ہیں لکھنا
 چاہئے اور بزرگوں کو جناب یا حضور رونق افروز ہوئے تھے یا جب کلکتہ کو تشریف
 فرمایا نہضت فرمایا ہو اور چہوٹے کو تم یہاں آئے یا حاضر ہوئے اور جب
 سے ہمارے سد کار یا اگرہ گئے ہو مطلب خط پنجا حال معلوم ہو
 ہمنے پہلے خط روانہ کیا تھی پنجا ہو گا اسے حال ہمارا دریافت ہوا ہو گا جب
 سے تم اُدھر گئے ہو کچھ نہیں بیجا تھی اب میر نثار علی پہنچتے ہیں اُنکے
 ہاتھ پانچ ہزار روپے بھیجو تو ہمارا نام ہوتا ہے نہیں تو تم آپ کو خاتمہ
 بعد تمام ہونے مطلب ہم سے کو لکھے زیادہ کیا تصدیق دون زیادہ کیا

تکلیف دیجائے زیادہ کیا گذارش کرے اور فارسی میں بعضے جو اس کے بعد
 فقرہ دعائیہ اور بھی پڑھاتے ہیں جیسا آیام جمعیت و شادمانی مدام بحام باد
 و عمر و دولت روز افزون باد وغیرہ جو اردو میں چاہئے تو یوں لکھئے خوشی
 اور شادمانی ہمیشہ نصیب ہے اور عمر و دولت روز بروز زیادہ ہوتی رہے اور
 مثل اس کے اور بڑے کو زیادہ حد ادب زیادہ کیا عرض کرے و جب تہا عرض
 کیا سایہ آپ کا ہمارے سر پر ہمیشہ آفتاب دولت اور اقبال کا تابان رہے
 اور چہوئے کو زیادہ کیا لکھا جائے تاکہ جانو اور تہوڑ لکھنے کو بہت سمجھو اور مفت
 لکھنے کے عمل میں لاؤ

فصل

واضح ہو کہ مطلب خط کا مثلاً اس قدر بھی جو اوپر لکھا گیا اور بہ بھی فرض
 کر لیا جائے کہ لکھنا والا اس کا کوئی جاہل ہے اور وہ یہ نہیں جانتا کہ دستور
 خط لکھنے کا کیا ہے صرف اپنا مطلب بیان کر دیتا ہے اس صورت میں
 لکھنے والے پر واجب ہے کہ کاتب اور مکتوب الیہ کے مرتبہ کو سمجھ لے اور
 اس کو تمیز چاہئے کہ یہ مطلب ہمسر کو کس طرح اور بڑے کو کس طور سے اور چہو
 کو کیونکر لکھنا ہوگا اس صورت میں لکھنے والا اگر تہوڑی سی بھی سمجھ رکھتا
 ہے تو قواعد مذکورہ سے یہ مقام بخوبی صاف اور واضح ہو گیا کچھ حجت
 زیادہ تعلیم کی باقی نہیں رہی یعنی اگر مقدمہ القاب لیکر مطلب اور خاتمہ
 بت جو باتیں ہر ایک کی واسطے لکھی گئی ہر ایک بات پر نظر کر کے لکھے تو

پانچ خط اسی ایک مطلب کی عبارت مختلف میں پیدا ہوتی ہے ۴ ۴ ۴

پہلا خط ہمسر کے نام

مولو یصاحب شفیق کرم معظم زاد لطفہ بعد سلام و نیاز اور اشتیاق
ملاقات مسرت آیات کے کہ بیان باہر ہی مطلب لکھتا ہوں کہ نامہ نامی
کے پہنچنے سے دلکو نہایت خوشی حاصل ہوئی مضمون اسکا بخوبی سمجھا گیا
اسکے پہلے مخلص بھی نیاز نامہ پہنچائے ملاحظہ ہوا ہوگا اب میر صاحب شفیق
میر نثار علی صاحب حاضر ہوتے ہیں پانچ ہزار روپے میر صاحب موصوف کے
ہاتھ سے لطف فرما تو بندہ حاضر ہو سکتا ہی نہیں تو آپ ہی تشریف لا
زیادہ کیا تصدیع دون دوسرا خط بڑیکے نام جو قرات کے کہتا ہو
براہر صاحب قبلہ و کعبہ دو جہان امید گاہ فدویان مدظلہ بعد آداب شہادت
اور تمنائے ملازمت کمینا خاصیت کہ شج اسکی تحریر میں نہیں آ سکتی گذشتہ
کرتا ہی کہ نوازش نامہ عالی سرفراز فرمایا اور ارشاد فیض بنیاد سے آگاہی
بخشی قبل اسکے کمتر میں بھی قطیعہ عریضہ ارسال کیا ہی مشرف ہوا ہوگا
اب جناب میر صاحب قبلہ میر نثار علی صاحب تشریف لاتے ہیں پانچ ہزار
روپے میر صاحب مدوح کے ہاتھ عنایت ہوں تو فدوی خدمت عالی
میں فیض یاب ہو نہیں تو جناب ہی تشریف فرما ہوں زیادہ کیا عرض کروں
تیسرا خط بڑیکے نام جو مرتبہ میں بڑا ہو

جناب حضرت صاحب پیرو مرشد برحق دستگیر مطلق دام برکاتہ بعد
 ادا کرنے کو رنش اور بندگی اور آرزو سے قدمبوسی کے کہ قلم کو طاقٹ کی
 تحریر کی نہیں عرض کرتا ہے کہ عنایت نامہ والا عزت اور آبرو بخشی اور
 ارشاد ہدایت بنیاد سے مطلع فرمایا عرضی غلام کی بھی نظر فیض اثر سے
 گذری ہوگی اب برادر صاحب مخدوم مکرم میر نثار علی صاحب خدمت آفس
 میں فیضیاب ہوتے ہیں پانچ ہزار روپے میر صاحب معظم الیہ کے ہاتھ عنایت
 ہوں تو کمترین دولت قدمبوسی کی حاصل کرے نہیں تو بندگان عالی
 آپ وفق افزوں ہوں زیادہ حد ادب

چوتھا خط چھوٹے نام جو قربت میں چھوٹا ہو

برخوردار نور چشم سعادت و اقبال نشان طالعمرہ بعد دعا و دعا رازی عمر
 اور خوش ہوش دیدار فرحت آثار کے واضح ہو کہ خط سرت نمط پہنچا مطلب
 دریافت ہوا پہلے ہم نے بھی ایک خط روانہ کیا تھا تمہارے مطالعہ میں آیا ہو گا اب
 عزیز از جان میر نثار علی بھیجتے ہیں پانچ ہزار روپے انکے ہاتھ بھیج دو تو ہمارا
 اٹنا ہوتا ہے نہیں تو تمہارا آنا ضرور ہے زیادہ اسے جو لکھا جا اسکو تھوڑا
 جاناو فقط پانچواں خط چھوٹے نام جو قربت میں چھوٹا ہو
 مستند الخدمت شرافت دستگاہ خوش اور مخطوطہ عرضی مرشد بھیجی
 حال معلوم ہوا نوشتہ یہاں کا بھی تھوڑا پہنچا ہو گا اب عزیز القدر نثار علی و ان

اور بڑے خط کی صورت یا تو کوتاہی ہوتی ہے یعنی دو نو طرفے حاشیہ توڑ کے اور پیشانی زیادہ چوڑے کے پہلے القاب سچ سطر میں آتے بعد سب سطرین سیدھی لکھتے ہیں اس طرح بڑے نام کے خط کا نقشہ

عمو یصاحب قبلہ و کعبہ و جہان مدظلہ العالی
بعد آداب اور تسلیات کے عرض کرتا ہوں کہ آج نواب لغت گورنر بہادر
دام اقبالہ کا لشکر مقام کانپور میں داخل ہوا اور کل بعد دوپہر کے گنہوا
کو کوچ کر گیا فدوی بھی لشکر کے ساتھ روانہ ہو گا اس واسطے گزارش کی کہ
کوئی مکان قابل گزار کے کہ میرے رہنے کا مقام علیحدہ اور شاگرد پست
اور باورچی خانہ وغیرہ علیحدہ ہو اور باہر اسکے گہور اور بالکی اور اونٹ اور
چہکڑ کی گنجائش ہو پہلے سے کرایہ لے رکھئے گا کہ وقت پہنچنے کے تلاش
کی حاجت اور تکلیف نہ ہو زیادہ حد اب فقط عرصہ کترین فیاض علی
خداوند نعمت فیاض زمان دام اقبالہ

کی حضور فیض گنجور میں عرض کرتا ہوں

کہ فدوی دو برس سے امیدوار پرورش حضور والا میں حاضر ہوئی اور اکثر ارشاد
ہوا کہ وقت خالی ہونے کسی عہدہ کے حکم مناسب یا علی گاجا خانہ نون
عہدہ رو بکار نویسی کا بندگان عالی کی کچہری میں جا کر رہے ہیں صورت میں

امیدوار فضل و کرم کا ہوں کہ پرورش فدوی کی اس عہدہ پر فرمایا جائے
تو عین خواہندگی ہے و آج تہا عرض کیا فقط

آفتاب ولست اور اقبال کا ہمیشہ تابان رہے فقط
فدوی صاحب کا نام یاد رہے

اور عدالت کے کاغذوں کے لکھنے کا طے یہی جدا ہی کہ اسکا
بیان اگر خدائے چاہا تو دو سے رسالہ میں کیا جائیگا لیکن یہاں چند سوالات
کا نقشہ نمونہ کے طور لکھ دیا جاتا ہے کہ مبتدی اسکے لکھنے کے طریقہ کا گاہ ہو جائے
سوال کا نقشہ صاحب حج کیواسطے

عرب پرور سلامت

مجتہد مدعی کا مقدمہ شیخ امام بخش مدعا علیہ کے نام پر بابت داخل پانے ایک
منزل حویلی قیمت دو سو بائیس روپے کی منصف شہر کی کچہری میں دائر ہے
اگرچہ منصف صاحب انصاف سے مجھے امید تھی کہ اپنے حق کو پہنچو گا لیکن
مدعا علیہ منصفی کا وکیل تھی اس سبب اندیشہ اس بات کا ہے کہ کچہر کا عدا
میں کی طرح کی چالاکی نہ کرے اس واسطے امیدوار ہوں کہ مقدمہ میرا منصف
شہر کی کچہری سے طلب ہو کر خواہ حضور میں فیصل ہو یا صد الصد صاحب
کی کچہری میں تجویز کیواسطے ہیجدا جائے فقط

سوال کا نقشہ صاحب کلکٹر کیواسطے
عرب پرور سلامت

موضع رمی پور پر گنہ موچپون زمینداری موردنی مجہ نمبر دار کی ہے اور آج
 تک اسپر قابض اور متصرف ہوں اندون مجہ سائل موضع مذکور کو سائٹ
 پچپن روپے کی عوض ساہ پورن مل کے ماتہہ بچکر قبالہ بیعامہ لکھہ یا اسوا
 یہ سوال حضور میں گذرانکر امیدوار ہوں کہ مجہ نمبر دار کا نام خانہ زمینداری
 سے خارج ہو کر مشتری کا نام داخل فرمایا جائے فقط

نمبر دار زمینداری
 موضع مذکور
 پورن مل

سوال کا نقشہ صاحب محسٹریٹ کیواسطے

غریب پور سلامت

واوخواہ اپنے مکان کی دیوار جو اس برسات میں گر پڑی تھی بلند کیا جا رہا
 تھی لیکن شیورٹن خود ٹیڑھ زدہ رہے اٹھانے نہیں دیتا اور مزدور و کمواریٹ
 ہنگامہ اور فدیہ مستعد ہوتا تھی اور اسکے پہلے ۲۸ جون کو میر سوال پڑا
 کہ کو تو ال شہر سے کیفیت طلب ہوئی تھی سوا تک نہیں پہنچی جو طرف
 ثانی کا کچھ ہرج نہیں اور واوخواہ کو مکان کے بے قید ہونے سے بڑا
 خوف چوری کا رہتا تھی اور بے پردگی سے بہت تکلیف اس واسطے امید
 ہوں کہ کو تو ال پر تاکہ فرمائی جائے کہ دیوار تنازعہ کو اپنی آنکھ سے
 دیکھ کر طرفین کے مکان کا نقشہ مع کیفیت کے حضور میں جلد ہیجہدین کہ
 فدوی اپنے حق کو پہنچے فقط

موضع مذکور
 پورن مل

واضح ہو کہ شفعہ اور پروانہ اور فرمان کی صورت ایک ہی ہے لیکن جو بابشاہ

کی حضور سے آوے تو اسے فرمان اور جو امر اور وزرا اور ناظم اور حکام
کی طرف سے آوے تو اسے شقہ اور پروانہ کہیں گے صورت اسکی یہ ہے

فرمان یا شقہ یا پروانہ کا نقشہ

فدوی خاص عقیدت نشان ارادت مہمان ہو در محرم ہو
عرضداشت اس فدوی خاص کی نظر سے گزری دس ہزار
روپے جو قلعہ کی مرمت کے لئے طلب کیا تھی خزانہ عامہ سے
بہیجا جاتا تھی بطرح آگے ارشاد ہوا تھی اس روپے کو
مرمت میں لگا دو اور چاہے کہ نوروز کے جشن کے پہلے
قلعہ کی اکل مرمت ہو جاوے اس امر میں تاکید جائز
موافق ارشاد فیض بنیاد کے عمل میں لاؤ المرقوم غرہ
شہر ربیع الاول سنہ ۱۰۳۵ جلوس والا ۱۴

لغافہ

جس کا غنہ میں خط پٹیا جاتا ہے اسکو لغافہ کہتے ہیں ایک طرف سے بالکل
صاف بدون وصل کے ہوتا تھی اور دوسری طرف وصل ہوتا کہ اسکو
لاکھہ اور گوند وغیرہ سے بند کرتے ہیں بعد ہر صاف ہوتا ہے اس طرف پہلی
میں سے ہر طرف الفاظ انشاء اللہ تعالیٰ یا بعونہ تعالیٰ کا لکھ کر اسکے برابر
خواہ اسکے نیچے سے پتا اور نشان اس ملک اور مقام کا جہان خط بھیجنا منظور

ہی اور مکتوب الیہ کا نام مع اس القاب کے جو خط میں اس کے واسطے لکھا گیا
 ہی لکھا جاتا ہے اور اس سطر کے نیچے گوشے میں وہ کلمات جو خط کے
 پہنچنے کی واسطے دعا طور پر ہوتے ہیں اور ہر ایک کے مرتبہ کے موافق مقرر ہیں
 لکھتے ہیں اور جدھر بند کیا جاتا ہے اُدھر کاتب کا نام اور تاریخ اور روانگی کا
 دن لکھنا واجب نقشہ اس کا ہمسر کے نام بعونہ تعالیٰ خط ہذا
 بدار استطنہ لکھنؤ بہ محلہ مغل پورہ رسیدہ بمطالعہ ساطعہ یا مطالعہ گرامی
 یا مطالعہ ساحمی یا بسامی خدمت یا گرامی خدمت خان صاحب شفیق مکرّم
 مظہر لطف و کرم امیر اقلہ خان صاحب زاد عنایتہم اور برٹیکے
 واسطے انشاء اللہ تعالیٰ عریضہ ہذا یا عرضی ہذا در بنارس محلہ ہندو
 وال رسیدہ از نظر فیض مظہر یا بشرف بخدمت یا بعالیجناب یا بحضور
 گنجور جناب ستطاب قبد و کعبہ دو جہان ہمد گاہ فدویان جناب مرزا
 کریم اللہ بگ صاحب دائم ظلہم اور چھوٹے کیواسطے
 انشاء اللہ تعالیٰ خط ہذا در بلدہ کانپور محلہ ٹیکا پور رسیدہ بمطالعہ
 یا مطالعہ مباہجہ برادر عزیز از جان قوت بازو ناتوان شیخ امیر علی طال
 اللہ عمرہ اور دوسری طرف جدہر خط بند کیا جاتا ہے اپنا نام اور تاریخ
 بہر کے مقابلہ میں اس طرح رقمۃ الوداد یا رقمۃ نیاز محررہ یا ملتہ حسین
 علی عفا اللہ عنہ سیاتہ از اکبر آباد ۲۰ ربیع الاول ۱۲۶۶ ھ ہجری اور

بڑے کے مقابلہ میں

عریضہ یا عرضی از مراد آباد معروضہ نہم ماہ محرم الحرام ۱۲۶۱ ہجری
 کمترین امام علی اور جمہور کے مقابلہ میں الراقم
 رقیۃ الدعا عبد العلی عفا اللہ عنہ از گورکھ پور مورخہ یا مرقومہ دسم
 شعبان ۱۲۵۵ ہجری واضح ہو کہ شقہ اور پروانہ یا ادنیٰ کے نام کا جو
 ہو گا اسکے لفاظہ پر مطالعہ اور فقرہ دعائے جو خط پہنچنے کی واسطے لکھتے
 ہیں نہ لکھیں گے صرف پتا اور اسکا القاب اور نام لکھ دینگے اور قاعدہ
 دونوں نے مخفی نہیں تھی کہ یہ الفاظ جو لفاظہ کی واسطے موافق مرتبہ اعلیٰ اور
 ادنیٰ اور مساوی کے فارسی میں مقرر ہیں اردو زبان میں ترجمہ اسکا
 کیونکر اور کیا ہو سکتا تھی یعنی بساتنی مطالعہ اور گرامی مطالعہ اور شرف
 خدمت اور نظر فیض مظہر اور عالی جناب اور حضور فیض گنج اور شرف
 باد اور رقیۃ الوداد اور عریضہ وغیرہ کی عوض میں ہندی کا کون لفظ
 قائم کیا جاوے مگر یہ کہ اگر فارسی کو مٹا کر خواہ مخواہ ہندی لکھا جاتا ہے تو
 وہ سب باتیں چھوڑ کر یوں لکے یہ خط لکھو محلہ سعادت گنج میں پنچک مرید
 صاحب مشفق یار اور صاحب مبتلہ یار خوردار سعادت نشان فلاں کے
 پہنچے اور وہ یہ ہی طرف صرف اپنا نام امیر علی مقام میں پورے چوتھی
 رمضان ۱۲۶۱ ہجری قاعدہ تحریر میں اگر نام کسی غیر کا آوے تو اس نام

کے بعد علیہ السلام اور اپنے پیغمبر کے نام نامی کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم
صلوۃ اللہ وسلامہ علیہ اور ان کے اصحاب میں اگر ایک نام ہو تو رضی اللہ
عنه اور دو نام ہوں تو رضی اللہ عنہما اور اُس سے زیادہ ہو تو عنہم اور اولیاء کے نام
ساتھ رحمۃ اللہ علیہ یا قدس اللہ سرہ دو سے اشخاص کی واسطے بڑا ہوا یا
چھوٹا مرد اگر مر گیا ہو تو مرحوم اور مغفور اور بادشاہ کے حق میں حضرت
خلد مکان اور جنت آرام گاہ یا جو لقب بعد مرنے کے اُن کے لئے مقرر ہوا
جیسے حضرت نوح پیغمبر علیہ السلام اور حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی
اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن
مسعود اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما اور حضرت خلفاء راشدین
رضی اللہ عنہم اور حضرت پیر و ستگیر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ
اور حضرت سلطان المشائخ سلطان نظام الدین قدس اللہ سرہ الغیر
اور والد مرحوم برادر مغفور اور والدہ صاحبہ مرحومہ اور حضرت ظل سبحانی
خلد مکان اور ادنیٰ کم مرتبہ کی واسطے مرد ہو تو متوفی جیسے پیر و جولاہ
متوفی اور عورت ہو تو متوفیہ جیسی ہتھیار می متوفیہ اور بہنڈا اگر تہہ رکھتا ہو
تو اُس کو بھی متوفی لکھنا چاہئے جسے رام سنگھ زمیندار متوفی فقط

تیسرا باب خطوط اور رقعات میں

اس میں چار فصلیں ہیں پہلی فصل میں ہم نے خطوط اور

انکے جواب میں جانا چاہئے کہ اس فصل میں چہ خط اور ایک رقم جمعہ جواب
 اور ایک خط غیر جوابی ہے پہلا خط جواب طلب
 مرغ جان کو قفس تن سے رہائی ہوتی لیکن اُس جان جہاں زندہ
 ہوتی پشیمانی میرے جسد سے آپ کلکتہ تشریف لیگئے لکھنو کا شہر میری
 آنکھوں میں اجاڑ اور گھر مجھے ایک کالا سا پہاڑ معلوم ہوتا تھی بیٹھتا ہوں
 تو جگر میں درد بے اختیار ایسا اٹھتا تھی کہ بے چین ہو کر اٹھ کھڑا ہوتا ہوں
 اور اٹھتا ہوں تو مانتا تھا کہ تھر تھر کرنا چار بیٹھ جاتا ہوں روگنٹا روگنٹا بدن میں تیرا
 چبھتا تھی اور کلیجہ آٹھ آٹھ پہر اگ کے انکار کی طرح پھپکتا ہے کہا پاپنا
 چھوٹ گیا اور دیکھے زخم کا ٹانگا ٹوٹ گیا نیند تو خواب میں بھی صورت ہیں
 دکھاتی اب موت بھی مجھے آنکھ چراتی ہے دن کو بن پانی کی مچھلی کی طرح
 ٹڑپتا ہوں رات کو کر و تین بدل بدل کر کاٹھن پر لٹتا ہوں میں تو ہتیرا
 اپنے تئیں سنبھالوں لیکن بقول میان مصحفی صاحب دلو کیا کروں مرغ
 بدلت دیکھے دہر کے کا یہ عالم تھی کہ بے منت دست پرزہ ہو ہو
 گریبان اڑا جاتا تھی افسوس کی بات تھی کہ میرے دل کا تو آپ کی یاد میں ہے
 حال تھی اور آپ نے مجھے ایسا دل سے بھولا یا کہ کبھی پیام اور سلام سے
 بھی یاد فرمایا خدا کی واسطے اپنی خیریت سے تو مطلع فرمائے اور خوش
 خبری ملاقات کی جلد سنا اور اگر ممکن ہو تو ایک گھڑی انگریزی بہت

تختہ لیکر بھجوائے کہ جُدائی کے رنج سے تیار تو کتنا ہی ہوں اب ہر ساعت
 آپ کی انتظار میں گہری سے دم شامی کیرون والسلام ۛ ۛ ۛ
دوسرا خط اسکے جواب میں

خواب میں تھے اگر شکل دکھائی ہوئی ۛ جو بلا جان پہ آئی تے نہ آئی ہوئی
 شفیق میرے عنایت نامہ کیا نہنچا کاغذ اسکا جگر کے زخم کیواسے کاغذ کا
 تھا اور ہر نقطے پر محبوب تل کا لطف اور ہر سطر پر معشوق کے زلف کا
 عالم تھا سفیدی اُسکے آنکھ کی سفیدی اور سیاہی تیلی کی سیاہی تھی
 جس قلم سے یہ نامہ لکھا گیا گویا مسر کی سلائی تھی کہ اُسکے ہر لفظ سے
 آنکھ روشن ہو گئی اب اپنا حال کیا لکھوں جُدائی سے بتیاں رہتا ہوں
 اور آٹھ پہر آپ ہی کی کہانی دے لے کہتا ہوں پڑیاں شمع کی طرح جلتی اور
 مثل موم کے پگھلتی ہیں دُلا اتنا بویا ہوں کہ پانی کی لہر کی طرح اپنے نشو
 کی دریا میں آپ ہی بہا جاتا ہوں ہر چند کہ زندگی کا کچھ بہرہ سنا نہیں ہے
 لیکن اگر حیات باقی ہے تو پہر وہی صحبت اور وہی باتیں اور وہی دن رات
 کی ملاقاتیں ہیں اور وہی شکار اور وہی عیش باغ کی سیر اور مر گئے تو اپنا
 فاتحہ خیر ہے گہری بہت نفیس اور عمدہ ہجیتا ہوں اسکی سوتلی آپ ہماری
 ناتوانی اور سرگردانی سمجھ لیئے اور پھر اُسکے ہمارے لکے پڑوئے خبر دینے
 زیادہ سوا اشتیاق ملاقات کے کیا لکھوں تیسرا خط جواب طلب

خا نصاحب مشفق مہربان کر مفر ما میرے سلامت رہے بعد سلام اور شکر
 ملاقات کے گذارش بھی کی کہ آغا سید محمد صاحب شیرازی مال شہمیہ کا
 دن سے یہاں لائین بین اس مال میں ایک دو سالہ سفید دور دار سورن
 قیمتی بارہ سو روپے کا بہت بھلا معلوم ہوا سو روپے بچاؤ دیکر آٹھ
 دن کے وعدہ پر جا کر لیکر زحمانی خدمت گار اور پرسن کبار کے ساتھ خدمت
 عالی میں روانہ کیا بھی اگر پسند ہو تو رکھ لےجے اور اطلاع کیجے کہ باقی قیمت
 بھی ادا کر دیجائے نہیں تو پھر بھیجے کو اسلئے کہ بعد آٹھ دن کے پہر نامشکل
 زیادہ خیریت چوتھا خط اس کے جواب میں

منشی صاحب محمد مکرّم عنایت فرمائے نیاز مندان زاد عنایت بعد
 سلام اور اشتیاق ہو محنت کے التماس یہ ہے کہ نامہ نامی معہ دو سالہ سفید
 دور دار قیمتی بارہ سو روپے کا پہنچا شکر اس عنایت کا کہان تک بیان کرو
 مجھے ایسے دو سالہ کی بہت دنوں سے تلاش تھی فی الحقیقت بہت ہی تحفہ
 حقی اور نیاز مند کو نہایت پسند ہوا بندہ وی پندرہ سو روپے کی پہنچتی
 بارہ سو روپے بابت قیمت دو سالہ کی سوواگر کو دیکر تین سو روپے کا
 رومال اس کے جوڑ کا خرید کر کے عنایت فرما زیادہ نیاز پانچواں
 خط جواب طلب راجہ صاحب عالیقدر قدرا فرمائے نیاز مندان
 زاد و اشفاقہ شرح اشتیاق ملاقات کیواسلئے ایک دفر چنانچہ اُس سے

ور گذر کر کے مطلب عرض کرتا ہوں کہ بندہ ناچنیر ہر چند کسی بات کی قیمت
 نہیں رکھتا لیکن سرکار کے مختاری عہد پر مامور ہو کر دو برس سے حاضر ہوا
 کچہری تبا اور تین مرتبہ مقدمہ آپ کا تجویز ثانی کیا اسلئے ضلع پر بھیجا گیا اور
 پھر عدالت صدر میں دایر ہوا باری الحسد اللہ کہ بندہ کی شرم خدا تعالیٰ نے
 رکھ لی یعنی مقدمہ آج تینوں حاکم کے اجلاس میں پیش ہو کر ضلع کا فیصلہ
 منسوخ ہوا اور آپ کی حقین ڈگری ہوئی حق تعالیٰ مبارک کرے اب
 ہماری محنت اور جانفشانی کی قدر دانی آپ کے ہاتھ ہی زیادہ کیا عرض کروں

چھٹوان خط بسکے جواب میں

میر صاحب مجمع الطاف بیکران زاد محبتہ بعد شوق معانقہ جسمانی کہ
 موجب لذت زندگانی بنے مدعا لکھا جاتا ہے کہ خط آپ کا واسطہ نہیں
 کا پنچاد لکونہایت خوشی حاصل ہوئی حقیقت میں ریاست خاندانی
 ہماری آپ کی محنت اور جانفشانی سے قائم رہ گئی مختاری کیسی سہم
 آپ کو اپنے سے بہتر تجویز کرنے کے مقدمہ پیروی اور خبر گیری کیواسلئے
 تکلیف دی تھی بالفعل ایک دو سالہ اور رومال اور ایک گھوڑا معہ سار
 ہدیہ کے طور پر بھیجا جاتا ہے اگر قبول فرما تو عین مہربانی ہے اور ہم ساری
 عمر آپ کی خدمت گزار ہی کیواسلئے حاضر ہیں زیادہ اشتیاق سا تو ان
 خط جواب طلب مولوی صاحب صدر اشفاق فراوان مظہر

اخلاق بیپایان زاد عنایت بعد سلام اور تمنا سے ملاقات کے عرض کرتا ہوں
 کہ بندہ آپ سے رخصت ہو کر فرخ آباد میں پہنچا اور صاحب مجب شریٹ ہاؤس
 سے ملازمت حاصل کی صاحب ممدوح نے کارگزاری کے پروا اور تنگی
 کی چٹبیاں ملاحظہ فرما کر اُمیدوار فرمایا ہے کہ جب کوئی عہدہ خالی ہوگا پرورش
 تمہاری کی جائیگی بالفعل کوئی عہدہ خالی نہیں ہے شاید چند روز کے بعد
 کوئی تہانہ داری خالی ہو اسی اُمید پر اگر فرمائے تو ٹھہروں نہیں تو صیبا
 ارشاد ہو ویسا عمل میں لاؤں زیادہ کیا تصدیع دوں آہو ان خط
 اُسے جواب میں مرزا صاحب سراپا لطف و عنایت زاد
 محبت بعد ہدیہ سلام مسنون اور اشتیاق ملاقات مستر آیات کے واضح را
 سنامی ہو کہ محبت نامہ عین انتظاری میں پہنچا حال مرقومہ دریافت ہوا
 بندہ کی رائے میں اگر کوئی عہدہ شرتہ داری خواہ رو بکار نویسی کا
 خالی ہو تو مضائقہ نہیں ہے نہیں تو تہانہ داری ہرگز قبول نہ فرمائے گا بیو کا
 تنگنا رہنا بلکہ بہک مانگنا تب بھی مگر تہانہ داری کی کوئی اسے بدتر ہی یہ عجیب
 طرح کا عہدہ بیو وہ ہے کہ اگر کوئی وادوات اور سانچہ مثل چوری اور
 خون وغیرہ کے اپنے تہانہ کے علاقہ میں ہو جائے اور چور اور خونی
 گرفتار نہ ہو تو اوپر تو حکام ناراض اور ہزار سائی ثابت ہوتی ہی بلکہ
 توکری ہی جاتی ہے تب خواہ مخواہ بیگناہ پر ہی گناہ ثابت کرنا پڑا ہی

پھر اس طرح کا وبال اپنے سر پر لینا اور تہمت کسی پر رکھ دینا کسی مذہب
 میں جائز نہیں ہے آئندہ آپ کے اختیار ہے نوان خط جواب
 طلب حضرت سلامت بندہ آج آپ کے خط کے وسیلہ سے لالہ صاحب
 کی خدمت میں حاضر ہوا فی الحقیقت جس قدر ثنا اور صفت آنکلی آپ کی زبان
 مبارک سے سُنی تھی اُنکو اُسے زیادہ پایامیر ساتھ نہایت محبت اور
 اخلاق سے پیش آئے اور فرمایا کہ میں آپ کے کام میں دل و جان سے محنت
 کروں گا اگرچہ آنکلی وضع داری دیکھ کر میرا اطمینان تیار واقعی ہو گیا لیکن
 بعضی باتیں پہلے سے گوش گزار کر دینا مناسب ہے اور بندہ خود اس کو کہہ
 نہیں سکتا اس صورت میں اگر حضرت فرصت کی وقت خود شریف لکھیں
 اور بندہ بھی ساتھ چلے تو سب باتیں اُس وقت بخوبی طے ہو سکتی ہیں زیادہ
 کیا تکلیف دیجائے و سوان خط اُس کے جواب میں
 بندہ نواز لالہ صاحب کی تعریف آپ جو کچھ لکھیں سو تہوڑی ہے یہ
 شخص خلق اور مروت میں اپنا نظیر نہیں رکھتا اگرچہ بندہ کے حاضر ہونے کی
 کچھ ضرورت نہ تھی اور مومی الیہ آپ کے فرمائے کبھی باہر اور قاصر نہ ہوتا لیکن
 موافق ارشاد کے کل چار بجے حاضر ہوا اور ہمراہ رکاب چلوں گا زیادہ نیاز ہے
 کیا رہوان خط جواب طلب

جناب شاہ صاحب معدن معرفت اور حقیقت مخزن شریعت اور طریقت زاہد

عرفانہ بعد تمہید لوازم نیاز اور مراسم سلام سنون الاسلام مکلفاً و قافاً
 بابرکات بیوں کہ آج ایٹ مجلس میں مذکور تفسیر اور حدیث کا ہوتا تھا
 بیان آئم کا اگیا اور گفتگو اس بات میں ہوئی کہ نفس زین جوان حروف
 کا بیان تفسیر نہیں لکھا ہی سو معلوم ہے لیکن معلوم نہیں کہ حضرات
 صوفیہ اپنے طور پر کیا فرماتے ہیں آخر یہ بات ٹھٹھی کہ حضرت کو کچھ اسکے
 بیان کی تکلیف دی جائے اس واسطے امیدوار ہوں کہ جناب کسی قدر اسکے
 بیان میں تکلیف فرمائیں تو ہم لوگوں کو فائدہ حاصل ہو زیادہ کیا گزارش کروں

بارہوان خط اسکے جواب میں

محب الفقا محبوب و لبہا سلامت سلام تحفہ اسلام فقیر کی طرف سے بدیہ
 پہنچے پھر سوال کا جواب ملاحظہ ہو کہ الف اشارہ ہے اپنی یتانی کا کہ میں
 ایک ہوں اکیلا سب سے جدا ابتدا کے اول اور آخر میں میں ہوں اور انتہا کے
 ہی اول اور آخر میں ہوں پھر لام جو اسے ملا اسکو اگر رسید یا پڑ تو الف لام
 استغراقی ہی یعنی مرا اس اکیلے میں کا وہی پا جو سب سے بلکہ آپ اپنے
 سے ہی الگ ہو کر مجھ میں ڈوب جائے یا یوں ہی کہے کہ میں ہی کل ہوں
 بالکل کو احاطہ کئے ہوئے اور اگر الٹ کر پڑے تو لا ہوتا ہی یعنی مجھ سے
 کوئی موجود نہیں ہی اور حرف لام کو اگر لفظ کے طور پر لکھے تو لام لکھنے
 میں آتا ہی جسکے سچ میں وہی الف ہے یہ اشارہ ہی اس بات کی طرف کہ

کہ احدیت میری سب میں چھپی ہوئی ہے پہر حرف لام کے پڑنے میں
 بھی میم زبان پر آتی ہے اور لکھنے میں بھی میم لکھے جاتی تھی یہ میم محمد کی
 محبوبیت کی تھی یہ وہ رمز ہے کہ البتہ کی لام کے باطن میں بھی
 میم محمد مخفی تھی اور ظاہر میں بھی ظاہر ہے اس واسطے ظاہر کر کے ہی
 لکھا گیا کہ الف لام میم پھر اس الم کو اٹا کر کے پڑے تو ملا ہوا تھی جسکی
 معنی بہرے ہو کے بین خلا کے مقابلہ میں جو خالی ہوئی کو کہتے ہیں یعنی
 اپنے تئیں خودی سے خالی کر تو جہان میری خدائی سے بہرہ و تھی جو
 خلا ملا ہو کر سب میں ملا ہوں گو ظاہر میں چھپا ہوں لیکن باطن کی آنکھ سے
 بر ملا ہوں اگرچہ فقر السمن بہت نکمے باریک اور ہی کہتے ہیں کہ سمجھنا اسکا
 دشوار ہے کس واسطے کہ شکر جب چلے تو میٹھا منہ ہو صرف شکر کے کہنے
 مرزا بان پر نہیں آتا لیکن جتنا بیان میں آسکتا تھا لکھا گیا و السلام اقدس
 باقی ہو س پتیر ہوا **نقطہ جواب طلب** بلبل ہزار
 داستان خوش بانی طوطی شکرستان سخن و سخندان سلامت بعد شرح
 اشتیاق ملاقات کہ قلم اسکی تقریر اور تحریر سے عاجز تھی التماس کرتا ہوں
 کہ پہلی تاریخ سوال کو حضرت والد مرحوم مغفور کہ اس جہان فانی سے عالم
 جلو ذاتی کو رحلت فرمائی خوشی کا سامان سبب ماتم اور عید کا دن میرے
 لئے محرم ہو گیا لیکن جو قضا اور قدر سے کچھ چارہ نہیں ہے چارنا چار صبر کیا

اب جناب عمو صاحب قبلہ کہ سوائے اُنکے کوئی دوسرا اپنا سر پر نہیں ہے
چاہتے ہیں کہ بقرعید کے مہینے میں میر نکاح سے فراغت ہو جائے ہر چند کہ والد
بزرگوار کے غم و الم میں یہ شادی ماتم سے بدتر معلوم ہوتی ہے مگر چاہیہ
کے ساتھ مجال و دم مار نیکی نہیں ہے اس سبب مجبور ہو کر راضی ہونا پڑا ہو
شریک ہونا آپ کا اس تقریب میں ضرور ہے اس واسطے عرض کرتا ہوں
کہ آپ جس طرح ممکن ہو رخصت لیکر بیویں ذی الحجہ تک تشریف لارہا وہ کیا
تکلیف و نچوڑ ہوا ان خطاؤں کے جواب میں مجبوعہ
انشائیں زبان و بیجاہ کتاب سخن و معانی زاو حشمتہ قلم بعد شرح مرآ
اشتیاق اور آرزو مندی کے تحریر کے مضمون سے آنسو بہا تاہی اور کچھ
خوشی میں اگر مبارکبادی کا مضمون بھی زبان پر لاتا ہے اس طرح کہ زما میں
خوشی اور غم دونوں کا چولی اور دامن کی طرح ساتھ ہی اور دنیا میں دہوپ اور
چھانوں کے طور پر شادی کے ماتہ میں ماتم کا ماتہ ہے وہ ہول ایک ہی
شاخ میں ہوتے ہیں ایک دولہا دولہن کے سہرے کے کام آتا ہی دوسرا
میت کے تربت پر چڑھایا جاتا ہے وہ موتی ایک سیپ میں پیدا ہوتے ہیں
ایک کو بادشاہ کی تلج میں لگاتے ہیں دوسرے کو کہل میں پیکر دوامین لگاتے
ہیں ایک ہی کا نور سے دو شمعیں بنتی ہیں ایک محفل رقص کے کام آتی ہی
دوسری مرو کی مزار پر جلانی جاتی چمن میں اگر گلی کہل کہلا کر ہستی اور خوش

ہوتی تھی شبہم اُسکے ہسنے پر بے اختیار روتی تھی جس باغ میں خزان ہو وہاں
 بہار بھی تھی با د ا م کی پوست اور مخز کو دیکھنے کہ سختی اور نرمی ایک ہی جہہ نمود
 اور برف کو سوچتے تو گرمی اور سردی اُسکے ساتھ ہی موجود تے سرخی اور
 زردی گل رعنائی دلیل تے اس بات پر کہ عالم میں جب تک بنی آدم میں خزان
 اور بہار دونو با ہم ہیں تقدیر نے اگر صبح کو لباس سفید خوشی کا پہنا یا تو شام
 کی واسطے جامہ سیاہ مانتی بنایا حاصل یہ ہے کہ آپ کی والدہ ماجدہ کا عین عید
 کے دن انتقال فرما نا گویا اسی گردش لیل و نہار کا تماشا دکھانا تھا اس غم
 جتنا لایا تھا اتنا ہی آپ کی شادی نے ہنسایا اس انون میں آسمان جو با تھی
 لباس پہنے ہو نظر آیا تو شفق کی سرخی نے وہیں خوشی کا رنگ بھی دکھایا
 رنج میں پہلے دو تہر جو منہ پر مارا تو پھر خوشی میں وہیں دو تہر اٹھا کر
 یوں دُعائمانگی کہ خدا اُس مرحوم کو جنت نصیب کرے اور آپ سلامت رہیں
 اور یہ شادی مبارک ہو بندہ بھی اداسے دم فاتح خوانی اور شرکت محفل
 شادمانی کیواسطے ضرور حاضر ہو گا زیادہ والسلام پندرہواں خط
 غیر جوابی شفیق میرے سلمہ بعد سلام واضح ہو کہ بعض دوستوں نے
 بیان سے دریافت ہوا کہ آپ کشتی کے قریب میں اگر ایک عورت کے حسن
 جمال کی صرف تعریف ہی شکر ایسے شفیقہ اور فریقہ ہو گئے کہ گہرا رنج
 یکبارگی جلا دیا اور تمام عزیزوں کی محبت سے دل اٹھالیا اب دس ہزار روپے

معاملہ نکاح کا تبراعی اس میں پانچ ہزار روپے کا تو اپنا اسباب بچا اور پانچ ہزار
 روپے قرض کیا چاہتے ہیں اگرچہ حجاب کے سبب مجھے آپ نے کچھ نہیں
 لکھا مگر انہیں دوستوں کے اظہار سے یہ دریافت ہوا کہ اس جن میں میری بھی
 اجازت چاہتے ہیں یہ تہ تعجب ہوا کہ اول تو سنی سنائی بات کا اعتبار ہی کیا
 دوسری آپ ایسا آدمی جو عورت کے دام میں آجائے تو اور روٹکا خدا حافظ اب
 میں ایسے امر میں کیا عرض کروں اور اجازت کیا لکھوں ؟

دوسری فصل میں بڑوں کے نام خطوط میں

انکی تفصیل پانچ خط جواب طلب اور پانچ خط ان کے جواب میں اور ایک خط
 غیر جوابی ہے پہلا خط جواب طلب قبلہ حقیقی اور کعبہ
 تحقیقی دام ظلہم بعد ادا کرنے تسلیمات اور آداب و بندگی کے عرض کرنا
 حتیٰ کہ جناب کی بیکاری اور زیر باری کا حال شکر طبیعت کو نہایت قلق
 اور اضطراب ہوتا حتیٰ بالفصل اس کچھ بھی میں کوئی سبیل نوکری کی
 نظر نہیں آتی مگر جناب ولہی مجلس صاحب بہادر کہ عدالت صدر دیوانی میں
 حاکم بالاستقلال مقرر ہوئے ہیں اور جناب ہنری بنگٹ مارنگٹن صاحب بہادر
 کہ ضلع جوہنور میں صاحب جج ہیں فدوی پرہیز سے نظر تفضلات رکھتے
 ہیں اگر کہیں ہی کوئی جگہ خالی ہوگی تو آپ کی پرورش فرمائیں گے اس لئے
 گزارش می کہ اگر آپ کی مرضی سے تو عرضی اپنی بیچون و ناپکی اجازت کی

عرضی نہیں بھیج سکتا کہ مبادا وہاں سے طلب کا حکم صادر ہو اور آپ قصد
 نہ فرمائیں تو کمترین کوشش مندگی حاصل ہوگی زیادہ حد ادب ۛ ۛ ۛ
 دوسرا خط اُسکے جواب میں عزیز از جان سعادت اقبالؒ
 لانا عمرہ بعد دعا و تمنا سے دیدار کے واضح ہو کہ مکتوب بھجبت اسلوب پنہا
 حال معلوم ہوا جو ہماری بیکاری کا حال قہمیں اچھی طرح دریافت ہی اس
 صورت میں اگر کلکتہ خواہ جو نیپور سے موافق تمہارے لکھنے کے ہماری طلبی
 ہوگی تو ہمو جمانے میں کچھ عذر نہ ہو گا لازم ہے کہ عرضیان اگر بھیجا جائے تو
 جلد ہیچو اور جواب آئیے بعد جلد اطلاع کرو زیادہ دعا تمہیں اس خط جواب
 طلب قبلہ صوری و معنوی اور کعبہ دینی اور دنیوی مدظلہ العالی
 قلم ارادت رقم آداب کی راہ کو سکر بل طے کر کے عرض کر تاہی کہ بت
 سے آرزوئی کہ سیرکار انگریز بہادر کی عمل داری میں کوئی تعلقہ خرید کر
 وہاں بھی کچھ ریاست پیدا کیجئے اس واسطے ہندوئی پچاس ہزار روپے کی
 ساہ ہماری لعل گویند لعل مہا جنونکی کوٹھی سے لالہ کنور سین پیرمل
 کے نام اس عرضیہ کے ساتھ روانہ کر کے امیدوار ہوں کہ کوئی تعلقہ
 کہ جس میں منافع خاطر خواہ ہو اور مول مناسب ملے تو فدوی کے نام
 سے خرید فرمایا جاوے لیکن ایسا نہ ہو جس طرح خانصاحب فیاض زمان و ام اقبالؒ
 مانڈا نیلام میں خرید فرمایا اور روپیہ بہت خرچ ہوا مختاروں نے حلو مانڈا

چکھا لیکن نا ادا تہ نہ آیا احتیاط اسکی ضرور تھی کہ نفع کی امید پر نقصان
 نہ ہو زیادہ اقبال آپ کا ہمیشہ چوتھا خط اسلئے جواب میں
 برادر بجان برابر فرخندہ اختر سلمہ اللہ تعالیٰ بعد دعائے درازی عمر و حیات
 اور ترقی و درجات کے واضح ہو کہ مکتوب مرغوب معہ بند آدمی مبلغ پچاس
 ہزار روپیہ کی پہنچا تعلقہ خریدنے کو جو تم نے لکھا سو اس عملداری کی ریاست
 کا کیا کہنا تھی مگر شکل یہ تھی کہ اول تو بروقت اور سہ دست کوئی تعلقہ
 لاکھ پچاس ہزار روپیہ کی قیمت کا پاتا تہ نہیں آتا دوسرے اکثر عدالت کے
 معاملات میں نقصان اور برج ہوتا ہے پہر وہی مثل ٹھہرتی ہے کہ منار
 چھڑانے لگے روز گلے پڑے اس صورت میں اگر ریاست پیدا کرنی منظور ہے
 تو متفرق خریدنا بہتر ہے اندونین تعلقہ نان پارہ دوس ہزار روپیہ پر بکتا
 اگرچہ نفع اس میں کم تھی لیکن زمینداری کا ایک پارہ نان بھی غنیمت ہے اسلئے
 نان پارہ اب خرید کر تاہوں بعد اسکے دوسرے تعلقہ کی بھی فکر کرونگا خاطر جمع
 رکھو زیادہ خیریت پانچواں خط جواب طلب قیدہ حاجات اور
 کعبہ ملاقات و ام افصالہ در دولت پر سجدہ عہودیت کا ادا کر کے عرض کرتا
 تھی کہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو مجلس مولود شریف کی خود مولوی
 صاحب کے مکان میں ہوئی اس قدر جوم آدمیوں کا تھا کہ بدن چھٹتا تھا
 اور دو مکان کے صحن اور دالان اور سردریاں اور کوٹھوں کی چھتیں آدمیوں

سے بہرین شخص اور پہاٹک سے لیکر سڑک تک آدمی ہی آدمی نظر آتے
 تھے پانچہزار آدمی سے زیادہ ہونگے کم نہ تھے ادھر کا آدمی ادھر جا نہ سکتا
 تھا کمترین بھی اس مجلس کا مشتاق تھا فی الحقیقت عجیب تاثیر نظر آئی کہ شروع
 کتاب سے عابتہ تک لوگ ہر طرف نیم بسلی کی طرح ٹپتے تھے مسلمانوں کا
 کیا مذکور ہے کہ بند وہی کوٹھے پر سے گرے پڑتے فدوی کو شام تک ہوں
 نہیں تھا اور تمام رات وہی سما انجیو نمین سہا یا رہا اگرچہ یہ مجلس دو مہینے
 تک تمام شہر میں جا بجا ہر روز ہوتی ہے لیکن اس مجلس میں کچھ قبولیت
 کا اثر بھی دوسرا نظر آیا اب فدوی کی آرزو یہ ہے کہ مولوی صاحب
 کی خدمت میں اکثر حاضر رہا کروں اس واسطے امید وار ہوں کہ اگر حضور کا دلی
 عنایت نامہ پائوں تو اس وسیلہ انکی خدمت میں جاؤں زیادہ دیر آرزو
 قد بوسی کی اور کیا لکھوں چہ بھوان خط اسکے جواب میں
 بر خور دار نور چشم لخت جگر زاد علمہ بعد دعوات مزید حیات اور شوق دیدار
 کے واضح ہو کہ خط مسرت نمط پنچا خدا کا شکر کہ دل تمہارا معرفت کے نور
 سے روشن ہوا اور کیفیت کا میرا بلا سچ ہی کہ یہ مجلس مقبول اور منظر
 اور مولوی صاحب کی حقانیت شہبہ تاثیر ہی جس شہر میں انکے جانکا تھا
 ہوا کرتا ہے اسی طرح مجلسوں کے لوگوں کو کیفیت حاصل ہوا کرتی ہے خط مفت
 تمہارے مطلب کے پنچتا ہی اگر کوئی رسالہ مولود شریف کا ملے تو ہمارے

واسطے ڈاک پر روانہ کرو اللہ تعالیٰ سے سوال کرو کہ میں اس کی

پیر مرشد برحق و مستگیر مطلق دام برکاتہم دیدہ عقیدت میں اس کی
خاک کا سرمہ لگا کر دغا گذارش کرتا ہوں کہ موافق ارشاد حضور کے
ہر روز قرآن مجید کی تلاوت اور درود کی کثرت اور صبح و شام کلمہ کا شغل
اور ہر جمعات کو حضرت میر صاحب قدس اللہ سرہ کی مزار شریف کی
زیارت کا معمول جاری رہے لیکن اکثر صبح کی نماز قضا ہو جائے گی اگرچہ
پڑھ لیا کرتا ہوں مگر جو حق نماز پڑھ نیکائے اچھی طرح ادا نہیں ہو سکتا
امیدوار دغا کا ہوں زیادہ آرزو ہے قدمبوسی کے سوا کیا عرض کروں

اتھوان خط اس کے جواب میں

نمرہ گلشن ثروت و ارجمندی سر و چمن جنت و سر بلندی زاد چشمہ
بعد دعاے ترقی دولت ایان اور حفظ و سلامتی جان معلوم ہو کہ رقمہ
محبت شمیم پنچا عزیز میرے بندہ کو اپنے مولیٰ کی بندگی چاہئے جس حال
میں ہو اور جس طرح ہو سکے قبول کرنا اور نہ کرنا اس کا کام ہی خصوصاً نازندر
سیت روز محشر کہ جان گزار ہو : اولین پرش نماز بود : قیامت
پہلے نماز ہی پوچھی جائیگی عزیز میرے نماز میں چار چیزیں ایسی ہیں کہ ان میں
سے ایک ایک چیز پر مخلوق کی واسطے عبادت ٹہرائی گئی پہلی قیام ہی
یعنی اپنے مالک کے سامنے ہاتھ باندھ کے کھڑے رہنا سو یہ عبادت پہلا

اور دیوار اور سبزہ اور شمع اور فانوس وغیرہ کے واسطے کہ خالق کی راہ
 میں ایک سناٹا نہ کھینچے ہوتا تہہ باندے کھڑے رہتے ہیں وہ سری رکوع یعنی
 حق تعالیٰ کے روبرو نہایت عاجزی سے جھک جاتا کہ یہ عبادت چار پانچ
 طرح جانوروں کو ملی جسے گھوڑا اور گائی اور بیل اور شیر اور مکاری یہ سب ہر
 وقت اسکے حضور میں جھکے رہتے ہیں تیسری سجدہ اور یہ خدمت تمام حشرات
 الارض کے لئے مقرر ہوئی کہ سانپ اور بچھو اور چوٹی سب اسکی راہ میں سجدہ
 کرتے اور سرٹکے ہوئے چلتے ہیں چوتھی تعویذ یعنی اسکی دربار میں مودب ہو کر
 سر جھکا کر دوزانو بیٹھنا یہ عبادت دو پاؤں کے جانوروں کو عنایت یہ فی کہ کوئی
 اور فاختہ اور بیل اسی انداز سے بیٹھتے ہیں پھر انسان جو سب میں اشرف المخلوقات
 اور خدمتی خاص تھا جو عبادت میں کہ اور مخلوقات کو جدا جدا ملی تھیں اسکو
 سب ملا کر عنایت ہو میں کہ نماز میں یہ سب باتیں ادا کیا کریں بہت عزت
 کی بات تھی کہ حیوان اور درخت اور پتھر تو سب اپنی اپنی خدمت بجالاویں
 اور انسان باوجود اسی خصوصیت کے پانچ وقت یہی ادا کر سکے غرض میرے
 عاشقوں کے نزدیک نماز معشوق کے نام کو مشق کرنا بھی بس
 کھڑا ہونا الف تھی اور جھکنا لام اور پھر کھڑا ہونا دوسر الف اور سجدہ کی
 صورت بنی رہے نام اللہ کا اللہ بس اور باقی جو بس ایک دعا بھی جاتی تھی رات
 کو پڑھ کر سو نہ کر و اللہ چاہے گا تو صبح کی نماز کبھی قضا نہ ہوگی زیادہ سعادت

ازلی نصیب کے نوان خط عرضی جواب طلب

خداوند نعمت فیاض زمان دام اقبالہ اندون فدیوی کو اپنے بہانی کی شاوی
مین گہر جانا بہت ضرور تھی اور وطن مذہبی کا شاہ اود کے ملک میں پہا
سے بیش منزل تھی اس صورت میں آپ ارفضل اور کرم کا بیون کہ سوا
تعطیل ٹھہرم کی رخصت دو مہینے کی بند گان حضور سے مرحمت ہو کہ اس
عرصہ میں بہانی کی شاوی سے فراغت حاصل کر کے پھر حضور میں حاضر
ہوں وجہ تہا عرض کیا آفتاب دولت و اقبال کا ہمیشہ تابان رہے

اوسوان خط پروانہ ہی اس کے جواب میں

فصیلت کمالات دستگاہ موامی ہایت اللہ سرشتہ دار عدالت دیوانی
مور و مرجم رہو عرضی تمہاری معروضہ پہلی ستمبر ۱۸۳۸ء عر کی دو مہینے کی
رخصت کی اس تہ عا میں آج ملاحظہ سے گزری جو رخصت تمہاری منظور
ہوئی اس واسطے لکھا جاتا تھی کہ تم اپنے کام سے فراغت حاصل کر کے اندر
میعاد رخصت کے حضور میں حاضر ہو فقط المرقوم دوسری ماہ ستمبر ۱۸۳۸ء

کیا رہوان خط غنیمت جوابی

نوا بصاحب قدردان عالمی مراتب والا شان فیاض زمان دام فیوضہ
کمترین امیر حسین اخبار نویس بعد تسلیم اور آرزو ملازمت عرض کرتا
کہ کل تک کا جو حال تھا کل کے عریضہ سے دریافت ہوا ہو گا آج آغا صاحب

کے بیاہ کی شہزین دہوم اور تماشائیوں کا پروں طرف ہجوم بھی کیا رہا ہے۔
 رات کو برات جو نکلی تو اس سنگامہ کا بیان تحریر اور تقریر میں نہیں لکھا
 بڑی برات کی دہوم دہام اور خلقت کا اثر دہام اور روشنی کی طیاری
 آرایش کی ظکاری سحر کو چہ ایک نمونہ باغ بن گیا تھا ایک ایک تخت پر
 کاغذ اور برکت کے پھول کترے ہو اور طرح طرح کے درخت اور
 رنگ رنگ کے گل بو اور چین میں قسم قسم کے پھول پھولے فصل بے
 فصل کے کچے پائے میوے تر و خشک پہلے ہونے مزدور اپنے سر و سرے
 پہرے تے یہ معلوم ہوتا تھا کہ کلیان ابھی کہلا چاہتی ہیں اور چربان فانیو
 سے اڑا چاہتی ہیں عجب طلسمات کا عالم تھا کہ باغ اور چین تو ایک ہی
 جگہ قائم رہتا تھی یہ چلتے پہرتی پہلواری کہ راستے کو گلزار تماشناو اور
 بیشت کی بہار کو ہی راستہ بناو کبھی دیکھنے اور سننے میں نہیں آئی تھی
 میں گرجہ گلشت سیر کو کہتے ہیں لیکن گلشت اگر اس آرایش کا نام کہا جائے
 تو لانی سے گویا بہار خود رات کے ساتھ گلشت کو نکلی ہے دور وہ بہار و
 پنج شاخونکی کو سون تک قطار جسکی روشنی نے ہر طرف رات
 کو دن بنا دیا پنج شاخے نے آفتاب سے پنچہ کر کے ید بنیا کا اعجاز
 دکھا دیا قدم قدم پر تہ بازی چھوٹی ہوئی دوہن کے دروازے تک
 پہنچے وہاں ایک نقارہ خانہ سہزار و پہلا گنگا جمنی جڑا و اس تکلف کے ساتھ

طیار تھا گو یا نقار خانہ چین کا تھا اُس کے سامنے تیش بازی چھوٹے لگی
 انار کے بہار کا کیا بیان کیجئے کہ اُس کے سوا اگ کے درخت کو پہوتے
 پہتے نہیں دیکھا ہی پھر موتیوں کا جہڑنا اُس پر طراعی پہلچٹری سے
 پہولوں کا جہڑنا ہاتھیوں کا لڑنا اور ہوائی کاہوں کے ساتھ آسمان پر جانا
 اور وہاں سے زمین تک تارے چٹکانا اور چرخ کا چرخ کھا کر زمین پر
 سورج کی صورت بن جانا مور کا ناچنا مہتاب سے چاندنی کا شکرانا
 بس خُدا کی قدرت کا تماشا نظر آتا تھا چادر چھوٹنے سے جو سہارا
 زمین پر چٹکے تو یہ غیر نہیں ہوتی تھی کہ سڑک ہی یا کبکشان اور قلعہ
 کی چھوٹنے سے بعد روشنی کے جنار کی ہوتی تو نہیں سمجھا جاتا وہ ہوا
 ہی یا آسمان غرض اس تحمل کے ساتھ جو براتی ایک مکان عالیشان
 میں ٹھہرے اور مجلسِ راستہ ہوئی غل ہوا کہ خاصہ منگواؤ اور کھانا لالو
 حکم ہی کی دیر تھی بڑے بڑے درخوان سفید محمودی اور چندیری کے
 بچھ گئے شہرے شہر غل اور کھواب اور بانات کے زیر انداز اور بہتر سے
 بہتر چلچلی آفتاب ہاتھ دبو لگے حاضر ہوئے اور کہا نا انا شروع ہوا شیر نال
 باقر خوانی گاؤ دیدہ گاؤ زبان نان قطیری نان تنک پہلکا چپاتی پرٹے
 شامی کباب خطائی کباب ٹور کباب نرگسی کباب کو فتنے پسند ہیں
 لگی مرغ مسلم تکی اور منش قلیہ قورما شش زنگہ بخنی پلاؤ قورما پلاؤ مرغ

سنج ز بریانی دست پیچ نور محلی یا قوتی شیر برنج سخ در بہشت حلاوا
 فالودہ کہلائی ورقی سنہوسی قاجی حریرہ ہر بہ گشتی مر با آچار چنی
 قسم قسم کے کہانے چن دیئے گئے جسکے بیان قلم کے منہ میں پانی بھرتے
 اور حلاوت اسکے لذت کی قسم کھاتے نوزیات کا مزایا ذکر کے لوگ انتوں سے
 اپنی زبان کاٹتے ہیں اور شیر برنج کی شیرینی سے انگلیاں چاٹتے ہیں بس
 کھانے کے بعد ناچ کی طیاری ہوئی ہر ایک پر ہی سرمہ کا جل مستی لگاؤ
 مانگ چوٹی سوار سنگھار سے درست اور زیور پوشاک سے چست اور چالاکت
 بنی ہوئی سو بگلا نر گلابی بسنتی دہائی سبز کا ہی ماشی رنگاری فلفلی
 قرغلی کششی عنابی عباسی کیپسی استپی زعفرانی اودہ نافرمانی سوسنی
 کاسنی کافوری شہتی صندلی اگر نی سہوئی ملاگیری آبی کا کرنیری
 سرمشی بھنجی پیازی فاختی نارنجی سنہری اشوا زین دامن درد امن موٹی
 ٹکے ٹکائے اور دوپٹے رنگ برنگ انچل پلو گوٹہ ٹہہ چکا لہر کہو کبر و بنت
 اور کرن سے سچی سجا اور شروع گلبدن کجواب خلص زری زربفت تاجی
 کے پایجامے مغرق مصالحہ دار پہنے ہو اور طرح طرح کے زیور ڈرا و مرتع
 کار بالی بالیان بندی سنہری تپی جھکی پھلڑی مست لڑی دیکھ کی جگنو
 چنیا کللی موتی مالا موسن مالا نورتن نوٹکی جوشن بازو بند انگھوٹھی چلی
 اسی پری بند غلی بند ٹیکا پہونچی جہا نکیری چوہی دنتی توڑے پازیب

گھنگرو چھری سے آراستہ اور لدی ہوئی ہیں اور جو ابرت قیمتی ہیرا
 الماس پیکھراج نسیم فیروزہ باقوت زمرہ لبس نیا لعل اور موتیوں میں
 ملی ہوئیں فوج کی فوج ایک جھمکڑ کے ساتھ جو انگین تو واہ جی واہ صحر
 والان تمام مکان راجہ اندر کا اکہارہ بن گیا ساز ساز و نمی ٹہا ٹہہ پرد
 ٹہیک ٹہاک کر دے ساتھ دینے کو کٹھری ہو گئی دہریت کی الاپ
 پکھاوج کی تہا پ سارنگی کا ملاپ طنبور کی ہنک لیلی کی کمک گٹکڑی کی
 کک راگ کارنگ ترانہ کا ترنگ سونکی ملاوٹٹ کی کہاوت کبرج
 کی تان اُچ کی اُٹھاؤن منجیر و نمی پکار گھنگرو کی جھنکار گلے کی نرمی آواز
 کی گرمی دریاؤں کی صفائی نگاہوں کی رکھائی پشواز کا چکر دامن کی ٹہوکر
 کمر کی توڑی گردن کی ڈوری تال پر جاناسم پر آنا گویا یر تان کے
 ساتھ جی اور جان کا آنا اور جانا تھا سپی اور ٹہمری اور خیال کو کون
 خیال میں لاتا تھا وطن تو ہر معشوق چہرہ راک چہتیس راگنی کو بھی چلیوں
 پر اُڑاتا تھا نکب اور بار بد جو دیان ہوتے تو کان پر ماتہ دہرتے اور
 میان تان سین اور بچو باور جو زندہ ہوتے تو آج مرتے رات بہر تو راگ
 رنگ میں گذری صبح ہوتے جو حلقہ کے حلقہ نے صف باندہ کر کا ناسر
 کیا میرا چہا بنا بیا بنے آہو سے بس تمام مجلس محو تھی اور سیرج نگاہ نہ ہر
 تھی وہ نور ظہور کا وقت اور یہ رات کے جاگے ہوئی حورین مل گئی پوشا

کبہ کے ہو بال گورے گورے گال نیم خواب سرمہ الودانکھون میں
 سرخ سرخ ڈورے بار بار کی انگڑائی پر انگڑائی کا عالم دیکھ کر سنجہ آفتاب
 تھا اور صبح کا کریماں نوش کے سر پر کھلائے ہو پہلوں کا سہرا اور انکی
 بہینی بہینی خوش بو گل مدعا تھا اور نسیم سحر کا دامن پہر دن چڑھتا رخت
 ہوئی روپے اشرفیان موٹی محافہ پر ٹٹاتے ہوئے اسی دہوہم سے گہرین
 آئے موافق ارشاد عالی کے حال شادی کا مفصلہ عرض کیا گیا و التسلیم

فصل تیسری

ہر چند قرینہ یہ چاہتا تھا کہ جیسے دوسری فصل میں چوتھوں کی طرف سے
 خطوط بڑوں کے نام اور اسکے جواب لکھے گئے اسی طرح اس فصل میں بڑوں کی
 خطوط چھوٹوں کے نام اور جواب اسکے لکھے جائیں لیکن ان خطوط سے جو
 دوسری فصل میں لکھے گئے لکھنے کا طور معلوم ہو گیا اس واسطے لکھنا ایسے
 خطوط کا اس فصل میں محض سفائدہ جانے بعض رقعات متفرقہ لکھے جائیں
 فائز جب یہ بات معلوم ہو گئی کہ اردو فارسی اور عربی اور ترکی
 اور ہندی سے مرکب تھی تو اب اس بات کا ارادہ کرنا کہ اردو کی تحریر اور
 تقریر ایسی کی جائے کہ اس میں کوئی لفظ فارسی اور عربی کا نہ ہو محض سفائدہ
 تھی بلکہ ایسی صورت میں بولنا مشکل ہو جائے کہ واسطے کہ ہر الفاظ
 ایسے ہیں کہ اردو میں مستعمل ہیں مثلاً خدا اور سو پھیر بولتے ہیں اگر کوئی

جائے کہ کوئی لفظ سبب تلاش کر کے بولے تو شاید زبان بہا کہنا ہوگی پس
 خد اگو بہگو ان اور شمع کو دیک اور چراغ کو دیا اور صندوق کو چننا
 اور سر کو کپار بولنے لگے تو ایسی تکلفات سے اُردو جس کا نام بھی اُردو
 نہیں باقی رہتی ہے اندنوں سرکار انگریز بہادر کی عملداری میں جو تحریر
 اُردو کی جاری ہوئی بعضے لوگ خواہ مخواہ بھی اپنی قابلیت دکھانے کو ترجمہ
 پر غش کرتے ہیں جیسے لائق اور قابل کا ترجمہ جو گالکھد یا کرتے ہیں یعنی
 جس جگہ لکھا ہوتا ہے کہ اس کچہری کے قابل یا لائق نہیں ہے وہاں لکھ دیا
 کرتے ہیں کہ اس کچہری جو گالکھد نہیں ہے مگر یہ سرزنش اور کوشش انکی محض
 بیغایدہ اور رایگان ہی کے واسطے کہ پھر آخر مقدمہ کو مقدمہ اور مدعی مدعا علیہ
 کو مدعی مدعا علیہ اور حاکم کو حاکم ہی لکھنا پڑتا ہے اور بہت الفاظ ایسے ہیں
 کہ چار پانچا دو ہی لکھتے ہیں اور بندی اسکی نہیں بنا سکتے جیسے شے دعویٰ
 اور وجہ ثبوت اور نہائے مخالفت اور منک دعویٰ اور مثل اسکے حاصل
 یہ کہ نباہ ایسی بات کا بہت مشکل ہے مگر ہاں اگر کوئی رقعہ فکر و تلاش
 سے ایسا لکھا جائے جس میں کوئی لفظ فارسی اور عربی کا نہ ہو تو وہ
 صنعت میں داخل بھی اگر صفا فارسی اور عربی نہ ہو سکے سب سے اسکی
 اُردو کو بہت خوب ہے کہیں گے چنانچہ یہ رقعہ کہ ہمیں ہندی
 کے سوا کوئی لفظ عربی اور فارسی نہیں ہے

بجائی میرے جیتے رہو جب سے تم گھر سدا میرا جی بہت بے چین
 رہتا ہے دیوڑھی میں اکیلا اداس بیٹھا رہتا ہوں میں تو بہتیرا چاہتا
 کہ یہاں سے کہیں اور چلا جاؤں پر کیا کروں یہی سوچ رہتا ہے کہ جاؤں
 تو کہاں جاؤں اور رہوں تو جی نہیں مانتا تھی اور گھر سے نکلنا چاہوں تو
 پانوں کہاں پاؤں یہ بڑا اندھیر ہے کہ تمہیں نہ دیکھوں اور جیتا رہوں اب
 مجھے اپنے جسے کا آسرا نہیں تھی آگے اسے کیا لکھوں رقعہ جسمین
 ہندی اور فارسی کے سوا عربی کا کوئی لفظ نہیں ہے
 مہربان میرے خوش رہے نامہ آپ کا پہنچا دل کو خوشی اور شادمانی
 ہوئی گڑگڑی اور حلیم سرخوش نقرئی اور نیچہ جوابے مانگا تھی یہاں
 بازار اور چوک میں ہر چند تلاش کرتا ہر مگر دستیاب نہ ہوا خدا نے
 چاہا تو ایک مہینے میں سب چیزیں فرمائی ہو کر روانہ کروں گا آگے نیاز
 رقعہ جسمین ہندی اور عربی کے سوا فارسی کا کوئی لفظ نہیں
 مشفق میر سلامت کے مکتوب مرغوب پہنچا مقدمہ کا حال معلوم ہوا حق کو
 سب طرح صلح اور تصفیہ منظور ہوئی چاہوں معاملہ کرے چاہے ثالثی مقرر کرے
 مجھے حضرت کے ارشاد و عذر مطلق اور انکار نہیں ہے والسلام فاعلم
 فارس کی بعضے انتہا و نہیں اکثر رقعے صنعت کے ایسے دیکھے ہیں آئے ہیں
 جسے لڑکوں کی دل لگی بہت ہوتی ہے مثلاً بعضے رقعے میں آمل سے لکھا

الف بعضے میں بے یا کوئی اور حرف نہیں ہوتا اور مثل اسکے اور بھی صنعتیں کرتے ہیں سو اگر کوئی ارادہ کرے کہ یہ تواتر دو میں بھی ہو سکتی تھی جیسے

یہ رقعہ الف سے خالی تھی

بندہ پروردگار سے ہم کہہ کر پہنچے دہلی کی مجھے خبر معلوم نہیں ہوتی؛ طبیعت ہر وقت ہر لحظہ متعلق رہتی ہے دوستوں کی محبت بزرگوں کی شفقت کسی وقت نہیں ہوتے دیکھئے یہ سفر کی تکلیف کب تک تھی جس مطلب کے لئے گھر سے نکلے معلوم نہیں کب ہو وطن کب تک پہنچیں علیک سبز بہت تحفہ حضرت کے لئے خریدی تھی پیچھے سے کسی ستم کی معرفت پہنچ گئی فقط؛

رقعہ جسمین بے کا حرف نہیں آیا

کر مفرامیرے سلامت رہئے عنایت نامہ امام علی آدمی کے ہاتھ آیا سر از فرمایا انگوٹھیاں ہیر اور فیروزے کی اور چیلے اور موتی مالانہایت تحفہ اور نفیس جو عنایت ہو یہاں کے جو ہر نو کو دیکھا یا ہر ایک نے دیکھا تعریف کی اور کہا کہ ایسا مال ہماری دکان میں نہیں ہے دلی خواہ کہہ سکتے ہیں اور موتی مالے کو نہایت تحفہ اور قیمتی ظاہر کرتے ہیں؛ رقعہ جس کے کسی لفظ کے پڑنے میں ہونٹہ سے ہونٹہ نہیں ملتا سعادت نشان عزیز از جان ز اوت در تعطیل کے دن نزدیک آئے اور روانگی کا عرضہ قلیل رہ گیا سو اسے گھوڑے اور سچ گاڑی آگے سے لے

کی جاتی ہے فقیر سوال کی اکیسویں تاریخ ادھی رات کو اگر ہر سوار
 ہو کر اٹھوین دن وہاں داخل ہو گا اطلاع کیواسطے لکھا ہے ؛
 رقعہ جسکے ہر کلمہ میں سولے حروف رابطہ کے کہ
 جزو کلمہ کے حساب تین ہونٹھے سے ہونٹھے ملتے ہیں
 میر صاحب مخدوم مکرم معظم مد مجدکم بعد تسلیم و تمنائے ملازمت ملاحظہ
 فرمائے نامہ نامی مکتوب گرامی پہنچا مجھے بہت مسرور فرمایا مراد میری برائی
 قبائے جامہ وار معہ رومال محرمانی مطلوبہ آپ کا آپ کے پاس پیشتر بھیجا
 اپنی پسندنا پسند قلمی نسخہ رمانی صنعت منقوطہ کہ سب حرف نقطہ دار
 ہوں اور یہ فارسی اور عربی میں بہت مشکل ہے تو بندی میں زیادہ
 دشوار ہے کوئی ایک آدھ فقرہ بڑی تلاش ملتاعی اور ایسی صنعتوں میں
 معنی بہت تکلف کے ساتھ پیدا ہوتے ہیں رقعہ شفیقی شیخ
 فیض بخش حشتی نے جسے تخت لیش بخشی جی نے بنے تخت چُن چُن
 بھیجے جب تین تخت بچے تب نہ بھیجے

رقعہ غیر منقوطہ

دل آگاہ ملک امرتسہ سلمہ ملا محمد عوامہ عمصر اور عامل کامل کو ہمارا
 سلام کہہ کر سودر م دو اور اسکا وصول لکھا کہ مطلع کرو اور ہمارا
 حال کہہ کر کہو کہ مددگار ہو کر وہ دُعا دو کہ دل کا درد عاصی ہو

ایک حرف منقوط ایک غیر منقوط حضرت میر
 ابھی سناھی کہ تم فوج کے مقابل چلے سب کے سب آپ کی جمع
 بہت بہتے کپڑے رنگے خوب کیا شاباش کیا بات ہی کیا خلق سب
 آپ کے مقابل ہے فقط آثم شہید ایک لفظ منقوط
 ایک غیر منقوط شفیق والا بخت معلیٰ تحت سلمہ شیخ محمد بخش سوگر
 جیتے مال اگر چین کل خیرین لو پیٹ لکھد وجہ ام پٹے مال تب فقط
 رقعہ جسمین سب نقطے نیچے ہیں برادر صاحب مکرمی مد مجد
 میر سید علی صاحب الہ بادی سے اور مجھ سے بڑی راہ ورسم بکری
 کے سب گہر اگر آپ کے پاس چلے گئے اس واسطے مجھے یہ اُمید ہی جس طرح
 ہو سکے آپ میر صاحب مدوح کی کسی جگہ سے کسی کوئی کام دلانے

رقعہ جسمین نقطے اوپر ہیں

مخدوم دوستان سلامت نوار شنامہ حضرت کا نازل ہوا تحفہ اثنا عشر
 موافق ارشاد ملازمان ارسال کرتا ہوں اور سکند نامہ خوشخط نکلا اگر ملتا
 تو ضرر روانہ کرتا تھا ورنہ اس عطر حنا اگر ممکن ہو تو مرحمت ہو رقعہ نظم اور
 شروع نو نمنین پڑیا جاتا ہے جان ایل نیاز مند نواز ثقبہ تعلیم
 اور عجز و نیاز یہ گدازش ہے آپ سے کہ دعا آپ کے حق میں ات دن
 کرنا اور ہمیشہ فراق میں مرنا دل کو ہر وقت مضطرب کرنا لب تلک آزار

دن جو قضا آئی تو بندہ بگناہ مرا حال کے لئے مطلع کیجئے اور جلد می می خبر لیجئے
فصل چوتھی بعض ضروری قواعد و نکتے بآئینہ ہدایت

چھوٹے چھوٹے رقعات اور نصیحتوں کے خطوط بعض لطیفوں کے ساتھ وغیرہ

دستورات رقعہ مہربان میرے سلامت ہے آج مدرسہ میں

امتحان غمی اور میں اپنے گہر جان نہیں سکتا اس واسطے میری خدمت گار آپ

کے پاس پہنچتا ہوں آپ میرے مکان میں جا کر دو کتابیں جو میرے سر پر

کی طاق میں رکھی ہیں اُسی آدمی کے ہاتھ بھیج دیجئے توقف نہ کیجئے فقط

رقعہ شفیق میرے سلمہ آپ آج ہی مدرسہ میں نہیں آئے دو

سبق آپ کے ناغہ ہو چکے آپ کے برابر کے سبق والے حضرت آگے پرہ

اس واسطے دوستانہ لکھتا ہوں کہ آج رات کو بندہ خانہ میں تشریف لا کر

دونوں سبق جو مجھ سے یاد کر لیجئے تو اپنے ساتوں کے برابر ہو جائے فقط

رقعہ میرے صاحب مخدوم میرے ہمیشہ عنایت آپ کی بعد از

سلام اور نیاز کے عرض یہ ہے کہ یہاں دہشت آپ کی جو بندہ نقل کیواسطے

لایا تھا سو پہنچتی ہے رسید اسکی عنایت فرما فقط رقعہ غریب میرے

خیریت سے رہو سکندر نامہ بھٹی کے چہا پے کا جو تھے مانگا تھا سو پہنچتا

نہیں آیا لیکن لکھنؤ کے چہا پے کا بیت صاف اور خوش خط اور صحیح کہ میری

دوست میں بھٹی والے سے کہیں بہتر ہے ہم پہنچا کر بیجا ہوں اگر آپ سے

تو رکھو نہیں تو فوراً پھیر بیجو کہ واپس کر دیا جائے فقط رفعت
 حضرت سلامت اگر کوئی چاقو قلم ترش را جس کا ہاتھ کا بیٹ اچھا
 کلکتہ سے آپ کے ساتھ آیا ہو تو بیچ دیجئے اور اس کی قیمت سے مطلع کیجئے اگر
 پسند آئیگا تو لونگا نہیں تو پھر دو لنگا فقط رفعت عزیز میرے
 جتنے رہو بعد دعا کے معلوم ہو کہ کل تینے رقعات عالمگیری اور کاغذ
 مانگا تھا سو کتاب ایک دوست کے پاس سے منگا کر معید ستہ کاغذ اور
 بیات نیزہ قلم اور سیاہی اور شجرہ کے بھیجتا ہوں چاہئے کہ نقل لکیر
 اصل نسخہ ہمارے پاس بھیج دو فقط رفعت جناب قبلہ و کعبہ
 میرے ہمیشہ سایہ آپ کا کمترین آداب و تسلیمات بجا لا کر عرض کرتا
 ہوں کہ آج مدرسہ میں اس بات کی بحث تھی کہ نور چشمی کا لفظ مرد کو بھی
 لکھنا درست ہے یا نہیں کوئی کہتا تھا کہ مرد اور عورت دونوں کو لکھنا درست
 ہے کوئی کہتا تھا کہ مرد کو لکھنا جائز نہیں ہے جو کیسے بیان خاطر جمع ہی نہ ہوئی
 اس واسطے حضور سے استفسار کرتا ہوں کہ حضرت اس امر میں کیا فرمائیں

جواب اسکا

برخوردار نور چشم میر دراز ہو عمر تمہاری بعد دعا کے واضح ہو کہ نور چشمی
 کے لفظ پر آگے ہی بحث ہو چکی تھی میرزا محمد حسن قتیل کا قول یہ ہے کہ
 مرد کو ہی لکھ سکتے ہیں اس واسطے کہ یہ اسمین یا نسبتی ہے یعنی وہ نور

جو منسوب ہی آنکھ کی طرف خواہ یاے متکلم ہی یعنی میری آنکھ کی روشنی
 اور یہ جو بعض لوگ انکو یاے تانیث کہتے ہیں جیسا بیٹا اور بیٹی اور
 پوتا پوتی میں سمجھ کر صرف عورت کی واسطے درست جانتے ہیں غلط
 ہی اور کسی بزرگ کا کلام یہ ہے کہ نور چشم فارسی کا لفظ ہی یا شکم اذیا
 نسبت کی ترکیب اس کے ساتھ کیونکر درست ہوگی اس کا جواب مرزا
 قتیل لکھتے ہیں کہ عجمیوں نے فارسی کے الفاظ میں بہت ہی تصرفات
 ہیں جیسے مرغن اور ملتبا و رذوی الخورشیدین وغیرہ پہر یا متکلم
 خواہ نسبت کی ترکیب میں کیا قباحت لازم آتی ہے اور اگر ایسی ترکیب
 نادرست سمجھی جائے تو قبلہ گاہی کا لفظ مان کے سوا باب کو کہنا بھی
 درست نہو اور کسی استاد کا شعر بھی سند کی طور پر لکھا ہے بیت
 نوید نور چشمی آفتاب آن صفحہ روزا بہ منہ نو قبلہ گاہی گوید آن محراب
 ابرو راء اور مرزا قتیل کا قول مدلل معلوم ہوتا و اسناد علم بالصواب

خط نصیحت کے طور پر

برادر عزیز سر اپا تمیز خوش اور مخطوط اور سب آفتون سے محفوظ رہو
 بعد دعا اور شوق دیدار کے واضح ہو کہ آدمی وہی عاقلین اور ہوشیار
 جو اپنے نیک بندے سے خبردار رہے اگر گفت کے بعد راحت اور نصیحت
 سمجھ مہتر نصیب ہو تو انہیں کو لازم ہے کہ عیش و آرام میں

وہ رنج اور الام بہول نہ جائے یہی کل کی بات تھی کہ تم نوکری کی تلاش
 میں اتنے سرگردان اور پریشان پھرتے تھے جسکا بیان نہیں ہو سکتا اب
 خدا خدا کر کے بڑی سعی اور کوشش سے جو نوکری ملی تو سنا جاتا تھی ناچ
 تانے میں اوقات ضایع اور سرکار کام میں اکثر غفلت کرتے ہو اور جو کچھ
 سمجھتا تھی تو بعضے بعضے ناعاقبت اندیشوں کی نظیر دیکر جواب دیتے ہو کہ اُنکا
 کیا حال ہو جو ہمارے واسطے کچھ ہو گا یہ بات عقل کے بہت خلاف تھی بابا زمانہ
 بہت نازک تھی دوسرے کی ڈبھائی دیکھ کر آپ ہی اور ڈھیٹہ ہو جانا عقل مند
 اور درو اندیشوں کا کام نہیں ہے اس مقام میں ایک لطیف مرحلہ
 یاد گیا کہ ایک بار مرغ سے پوچھا کہ تجھے لوگ خوشی سے پاتے ہیں ہر وقت
 گہرے نہیں دانہ چننا رہتا ہے اور خوب آسودہ ہو کر کہتا مانتا ہے پہر اسکا کیا سبب
 تھی کہ تجھے جب پکڑتے ہیں تو بہاگتا پہرتا ہے اور بیفائدہ گر گر کرتا اور چلاتا تھی
 مجھے دیکھ کہ جب ماتہ سے شکار پر چھوڑتے ہیں تو بہر آتا ہوں اور شکار کر کے
 بجنہ پہنچاتا ہوں مرغ نے جواب دیا کہ سمجھے اپنی قوم کو اپنی آنکھ سے فوج
 ہو جاتے اور اُنکا کباب بناتے دیکھا تھی اس واسطے بہاگ کر اپنی جان بچاتے
 اور شور و فریاد مچاتے ہیں لیکن کسی باز کو کبھی فوج ہوتے اور جان کہو
 نہ دیکھا تھی نہ سنا تھی اس صورت میں ہمارا بھاگنا بجا اور تیرا ہرانا روا ہے
 فقط عزیز میرے اپنی عزت اور حرمت اپنے ماتہ ہی نہیں اپنی جنس کے

لوگوں پر قیاس کر کے اچھا کام کرنا چاہئے ناجنوں نے بُرے کاموں سے
 کیا کام اُنکے افعال کی جڑ اُنکے لئے اور اپنے اعمال کا نتیجہ اپنے ساتھ
 ہی ایسا کام مت کرو جو نوکری بھی ہاتھ سے جائے اور ابرو پر بھی حرف
 زیادہ دُعا ایسا شعرا کے پیشوا علما کے مقتدا فقرا کے رہنما
 سلامت رہنے نیاز اور عقیدت کے لوازم اور خلوص اور ارادت کے
 مراسم ادا کر کے گذارش کرتا ہوں کہ کمترین اور گہر کے سب چھوٹے
 بڑے خیریت ہیں اور حضرت کی صحت اور تندرستی خدا چاہتے ہیں انہوں
 اکثر معتبر لوگوں کی زبانی سنا گیا کہ آپ صرف اس خیال سے کہ حیدر آباد میں
 شاعر و نکی قدر بہت ہی نوکری چھوڑ کر حیدر آباد تشریف لیجا یا جاتے ہیں
 ہر چند کہ آپ کو عقل کی بات سمجھانی گو یا یقمان کو حکمت سکھانی تھی لیکن
 دشمنوں کا قول سنتا آتا ہوں کہ رزاق مطلق اگر وہی و مئی عزت اور طمینان کے
 ساتھ وہی تو آدمی ساری کیواسطے ابرو زری نگر اور میڈارر کہ جسے یہ
 ادبی دتی پوری ہی وہی دیگا حضرت کا حاکم قدردان اور آپ پر بہت
 مہربان تھی باوجود اسکے ایسا ارادہ مصلحت کے خلاف تھی میری تو مجال
 نہیں کہ آپ پر معترض ہو کر معترض ہوں لیکن خوف اس بات کا بھی حکیم
 کی کسی خواب کا حال نہ ہو وہ لطف یہ ایک حکیم نے اپنی
 مجلس میں بیان کیا کہ میں نے آج ایک خواب دیکھا تھی کہ آدھا سچا اور

آدم جیوٹا لوگوں کو متعجب ہو کر پوچھا کہ وہ کیا خواب سنے کہا کہ میں
 دیکھا تھی کہ ایک امیر کے معالجہ کیواسطے گیا ہوں اُسے دو توڑے
 اشرفیوں کے مجھے دئے میں اپنے مونڈہوں پر لا کر اپنے گھر لاتا ہوں
 اور مونڈے دو نو اسکی بوجہ سے دُکھنے لگے جب آنکھ کھلی تب اشرفیوں
 کے ٹکے تو جسنے مونڈے توڑے تھے نپا لیکر مونڈہوں میں درد دیا تک
 پاتا ہوں سو بندہ نواز نو کر می چور کر اتنی دور جانا اور سفر دراز کا وہ کہہ
 اٹھانا دور اندیشی سے بہت بعید تھی پہر اگر صحبت برآ آپ کے کلام کا کوئی قدر
 اور خریدار نہ تو تدر دانی کا خیال خواب پریشان ہو جائیگا اور زرباری
 اور شرم ساری کے سوا کچھ بات نہ آئیگا آئندہ آپ مختار ہیں ایضاً
 شفیق غمخوار عرضی میں کچھ کا کچھ لکھ گئے اور جواب اسکا طلب ہوا آپ
 فضل الہی سے حاکم منصف کی رائے میں وہ قصور عمداً ثابت نہوا اور معاف
 کر دیا گیا میرے صاحب انسان کو چاہئے کہ آنکھ کھول کر نہایت دیکھ بھال
 کام کیا کرے اور غفلت سے اتنا دہو کہ نہ کہائے کہ آپ کو دکھ اُٹھانا پڑے
لطیف ایک شخص نے کسی طبیب سے کہا کہ میرا پیٹ دکھتا تھی طبیب نے
 پوچھا کہ آج کیا کہا یا تھا کہا کہ جلی رونی کہا کیا تھا طبیب نے سرمہ دیا اور کہا
 کہ آنکھوں کا معالجہ پہلے کرنا چاہئے کیواسطے کہ آنکھ اچھی ہوتی تو جلی رونی
 نہ کہتا حاصل یہ کہ سب کار کا کام بہت ہوشیاری اور خبرداری سے کیا کیجئے فقط

ایسا بندہ پرورزا و عنایتہ سلام اور نیاز کے بعد گذارش کرتا تھی کہ
 میری شہدائی کا عہدہ آپ کو مبارک اگرچہ فضل الہی سے آپ خود عاقل و
 دور اندیش میں کیسے سکھایا پڑیائے کی حاجت نہیں ہے لیکن بے تکلفانہ
 اور دوستانہ ایک بات میں بھی عرض کرتا ہوں کہ اگر حکام کے رویہ و
 اور آبرو اور مرتبہ بڑھانا منظور ہے تو دل سے فساد کا گہٹا نا اور زبان کو چھوٹ
 سے بچانا چاہئے یہہ لطیف مشہور ہے کہ لقمان حکیم بحین میں کسی
 دانشمند نے امتحان لیا اور ایک بکری دیکر کہا کہ اس کو فوج کر کے جو عضو بہتر
 جانو ہمارے پاس لاؤ لقمان اس کا دل اور زبان سے لانے دو سرون
 پہر دوسری بکری دیکر بدترین اعضا طلب کیا لقمان نے پہر اس طرح دل
 اور زبان ہی پیش کر کے کہا کہ اگر یہی دل اور زبان عیبوں سے پاک تھی تو ب
 اعضا سے بہتر اور جو عیب نہیں پاک تو سب سے بدتر ہے مختصر یہ کہ اگر
 اپنے دلیں برائی سمائی تو اپنے دشمن ساری خدائی اور زبان کو چھوٹ سے
 اٹھائے تو حاکم کے نزدیک اپنی حقارت اور دنیا میں رسوائی ہے
 رفعت منشی صاحب مخدوم مکرم محب الفقرا محبوب دہلہ ازاد عنایتہ
 بعد از سلام اور نیاز اور اشتیاق مواصلت کی کہ زبان کو اس کی تقریر کی
 قدرت نہ قلم کو تحریر کی طاقت سے عرض کرتا ہوں ظاہر دریافت ہوتا تھی
 کہ جناب اس ناچیز کے ہر لیاات کو جمع کر کے کلیات کے طور پر چھپوایا جائے

اگرچہ شفقت اور رعایت کے سبب سے اُسکے عیوب خاطر عالی میں گزرتی
 ہوں لیکن حقیقت میں کوئی حرف ہی عیب سے خالی نہیں ہے فقیر
 کیواسطے یہ شہرت مجرم کی تشہیر سے کم نہوگی کلام لغو کلمے پسند
 نہ آئیں گے اور یہ تمام استہام آپ کا برباد ہو جائیگا آپ کو ناحق کی رحمت
 اور مجھے مُفت نہ امت اٹھانی پڑیگی جسے ایک شاعر کو مولانا عبد الرحمن
 جامی رحمۃ اللہ علیہ کے روبرو خفت حاصل ہوئی تھی لطیفہ
 ایک شاعر مہل گو نے مولانا عبد الرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی حضور
 میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں حج کو گیا تھا اپنا دیوان حجر اسود سے
 خوب ملاتا کہ اسکی برکت سے کلام میں اور سواد میں روشنائی حاصل
 ہو مولانا بہت ہنسے اور فرمایا کہ اگر آپ زمزم میں ملتا تو بالکل تبرک ہو جاتا
 اور ایک قطرہ بھی آنکھوں میں نہ لگانے کیواسطے ہاتھ نہ آتا سو فقیر کو اندیشہ
 اسی بات کا تھی کہ اہل جوہر اُسے دیکھ کر آپ کی توضیح اوقات پر ہنس گئے
 اور کہیں گے کہ یہ کلام پانی میں دھونے کے لائق تھا نہ چہا پہ ہونے کے
 قابل بندہ کی دانست میں اسکا قصد نہ فرمانا مناسب اور اس ارادے
 سے ہاتھ اٹھانا واجب تھی زیادہ کیا گزارش کروں ایصفا
 فرزند سعادتمند نور بصر لخت جگر وہ ازہو عمر تمہاری بعد دعا کے
 معلوم ہو کہ ہم اچھی طرح خبریت سے میں اور تمہاری اور گہر کے سب

آدمیو غلطی خبر و عافیت چاہتے ہیں فیضو خانسا مان کل ہمارے پاس
 پہنچا اُسکی زبانی معلوم ہوا کہ ایک فقیر برائی تمہارے دروازے
 پر اگر ٹھہرا اور تمہیں کیمیا گری کا شعبہ دکھا کر سونا بنانے کا اقرار کیا
 تم نے سب لوگوں سے چھپا کر گھوڑے کا سار بچکر دو سو روپے اُسے
 اور وہ اُسی رات کو بستر اپنا اٹھا کر کہیں چلتا ہوا اب تم اُسکی تلاش
 میں حیران سرگردان جنگل جنگل بہا کرتے ہو بیشک تم سے غلطی
 ہوئی کہ اُس مکار کے فریب میں آ گئے لیکن اب افسوس کرنا اور اُسکی
 تلاش میں جا بجا پہنچنا بھی ناحق ہے یاد رکھنے کے قابل ہی یہ لطیف
 کہ ایک چڑیا کسی زمیندار کے باغ میں جا کر کچے کچے میو سب کاٹ جایا
 کرتی تھی زمیندار ہمیشہ اُسکی تاک میں تھا ایک دن انگور کی ٹہنی پر چال لگا کر
 پکڑا اور ذبح کر نیکارا دہ کیا چڑیا نے زمیندار سے کہا جو تو مجھکو چھوڑ
 تو میں اس احسان کی عوض میں تجھکو کئی باتیں بتا دوں کہ اس میں تجھکو
 بڑا فائدہ ہو گا زمیندار نے کہا تو پہلے بتا دو میں تجھکو چھوڑ دوں گا چڑیا نے
 اُسکو تین نصیحتیں کیں ایک یہ کہ حریف جو اپنے قابو میں آجائے تو
 چھوڑنا چاہئے دوسری جو بات قیاس سے باہر ہو یقین لانا سچا ہے
 تیسری گئی ہوئی چیز کی واسطے افسوس سفائدہ ہے چوتھی ایک بات اور
 ہی کہ جب توجھے چھوڑ دے گا تب کہو گی زمیندار نے بعد سے ان نصیحتوں کے

موافق اقرار کر کے اُسکو چھوڑ دیا تو چڑیا نے دیوار پر بیٹھ کر کہا کہ
 میرے پیٹ میں بیضہ مرغ سے بڑا ایک موتی تھا اگر تو مجھے چھوڑتا
 اور بچ کر جاتا تو وہ موتی تیرے ہاتھ آتا زمیندار افسوس کرنے لگا
 اُس نے کہا کہ اُمی سادہ لوح تو میری نصیحتیں اس وقت بھول گیا
 کہ واسطے کہ میں تیری حریف تھی جب پکڑا تھا تو چھوڑنا کیا تھا اور
 بیضہ مرغ کے برابر تو میں خود ہی نہیں ہوں پہر بیضہ مرغ سے بڑہ کر
 موتی میری پیٹ میں ہونا بالکل خلاف قیاس ہی مگر تو نے اس پر
 اعتبار کیا اور اب جو میں تیرے ہاتھ سے نکل گئی تو افسوس کرنا لاچار
 ہی فقط عرض یہ کہ جو ہونا تھا سو ہوا اب اس فقیر کی تلاش اور
 افسوس کرنا محض بیفائدہ ہی آئندہ سے احتیاط کرو والدعا
 ایسا عزیز ار جان سعادت و اقبال نشان طالعمرہ بعد دعا
 درازی عمر کے واضح ہو کہ خط پہنچا حال معلوم ہوا دشمن جو تمہارے
 درپے ہیں تم خدا پر نظر رکھو جب کا وامن پاک بھی اُسکو دشمن کی عداوت
 سے کیا پاک عزیز میرے نیک نیتی عجب چیز بھی اگر نیت اپنی درست
 تو دشمن قوی ہی سست بھی کیا تم نہیں سنایا یہ لطیف کہ ایک
 امیر اپنے بادشاہ مرنے کے وعدہ پر قرض دیتا تھا اُس کے دشمنوں
 بادشاہ حضور میں عرض کیا کہ یہ شخص حضور کا بدخواہ بھی جواب کلمہ

زبان پر لاتا تھی بادشاہ نے اُسے بلا کر پوچھا کہ کیوں میرے حق میں ایسی
 بات کہتا تھی اُسے غرض کیا کہ میں تو جہان پناہ کی خیر خواہی کرتا ہوں
 کیواسطے کہ قرض کا ادا کرنا بہت شاق گذرتا ہے پس ضرور ہوا کہ وہ دن
 رات حضور کی سلامتی چاہتے ہیں یعنی نہ حضور مر میں نہ وہ قرض ادا کر میں
 بادشاہ کو یہ بات سنتے ہی امیر کے ساتھ نجات کامل اور اُس کے
 دشمنوں کو ندامت حاصل ہوئی تمکو وہ چلن خستیا کرنا چاہتے کہ نیکنامی
 کے ساتھ مشہور اور حاکم راضی اور رعیت شکور ہو حقیقی تمہارا نگہبان
 اور دوست شاد و شمن پشیمان رہے زیادہ کیا لکھوں **اص**
 بر خور و اسعدت اطوار حفظ الہی میں رہو بعد دعا اور تمنا دیدار کے واضح ہو
 کہ خط تمہارا لکھا ہوا بارہویں واقعہ کا پہنچا تم نے جو لکھا تھا کہ میان نور شاہ
 صاحب تمہاری مسجد میں بیٹھ رہنے کے ارادہ پر آئے اور تم نے ایک حجرہ
 مسجد کا خالی کر دیا لیکن دس دن بعد کملی گٹھڑی چھوڑ کے کہیں چلتے
 ہوئے کہ اب تک انکا نشان اور پتا نہیں ملتا سو دریافت ہوا ہے
 پہلے بھی لکھا تھا کہ انکا طرف ایسا نہیں معلوم ہوتا کہ اسطرح پاؤں
 توڑ کر مسجد میں بیٹھ رہیں چنانچہ ویسا ہی اتفاق ہوا حقیقت یہ تھی
 کہ قناعت اور توکل بہت مشکل اور بڑا کمزور گھوٹ تھی کہ اُسے دم
 گھٹتا تھی شربت کا جام نہیں کہ کوئی حریص غٹ غٹا کر ایک بار لی

چڑھا جاوے دیکھو تو کیا خوب الزام دیا ایک کتے نے کسی بے لہوس کو
لطیف ایک فقیر خدا پر توکل کر کے کسی پہاڑ پر جا بیٹھا رزق
 مطلق غیب سے کچھ رزق اُسے بھیجتا تھا اتفاقاً ایک دن اور ایک
 رات کچھ نیا یا فقیر آٹھ پہر کی بھوک سے گھبرا کر پہاڑ پر سے اتر آیا اور
 ایک یہودی کے دروازے پر جا کر سوال کیا صاحب خانہ نے تین
 روٹیاں بھیج دیں فقیر وہ روٹیاں لیکر پہاڑ کی طرف پھر چلا اُس گھر کے
 کتے نے سچھا لیا اور بھوکنا شروع فقیر نے ایک روٹی اُس کے آگے
 پیش کی وہی اور آگے چلا تا وہ روٹی لہا کر پھر چھپے دوڑا فقیر دوسری
 روٹی دیکر آگے بڑھا کتا وہ ہی کہا کر پہر پہنچا تب فقیر تیسری روٹی بھی
 پیش کر رہا گا لیکن کتے نے دامن کوہ تک سچھا پھوڑا فقیر نے
 کہا اے سچھا تجھے شرم نہیں آتی کہ آٹھویں پہر مجھے یہ روٹیاں میرے
 مالک کے گھر سے آئیں وہ سب تجھے نے کہا میں پہر اب میرے
 پاس کیا ہے جو تو ساتھ لگا چلا آتا ہے اور کیوں ناحق پہاڑ گیا
 تھی کتے نے جواب دیا کہ امی پارسا شرم تو مجھے چاہئے ذرا غور
 کر کہ میں کئی برس سے اس یہودی کے گھر رہتا ہوں جو ملتا تھی اُسی پر
 قناعت کرتا ہوں اور کہیں نہیں جاتا تو خدا کے دروازے پر بیٹھ رہا تھا
 لیکن آٹھ پہر میں بھوک سے اتنا گھبرا یا کہ یہودی کے دروازے پر

چلا آیا اب تو ہی انصاف کر کہ بچیا کون سے سوچنے کی بات تھی کہ جو
 مخلوق اپنے خالق کو یوں بہول جائے وہ حیوان کا الزام کس طرح
 نہ اٹھائے شاہ جی کی کلمی تسبیح گو دڑی ہو یا جو کچھ ہو انکے گہر بچہ
 کیونکہ اب وہ ٹھہارے پاس آئے نہ اپنا مونہہ دکھائیں گے فقط
 رفعت فرزند میرے خوش رہو بعد دعا کا میا می دارین کے
 معلوم ہو کہ تمہیں امیر اور حاکموں کی دربار داری اور انکی خدمت میں
 حاضر باشی کا اتفاق بہت پڑتا ہے اس واسطے لکھا جاتا ہے کہ اسی
 باتوں کی واسطے علم مجلس ضرور درکار ہے اور یہ امر حاصل نہیں ہوتا
 جب تک کہ انسان ہر فن سے امیر نہیں ہوتا کہ جس فن کا تذکرہ آج
 تو اسمین موافق اپنی آگاہی اور واقفیت کے معقولیت اور شتاب
 کے ساتھ ایسی گفتگو کرے کہ سننے والے بہت دل لگا کر سنیں اور
 پسند کریں اور مداخلت اسی بات میں چاہئے جسمیں آپ کو دخل ہو
 نہیں تو مفت نہ امت اور رسوائی ہوتی ہے چنانچہ یہ دو واسطے ان
 دو باتوں سے خبر دیتے ہیں فقط لطیف ایک درویش کسی
 بولتا چلتا تھا ایک دن اکبر بادشاہ مع شیخ ابو الفیض فیضی اور شیخ
 ابو الفضل وغیرہ ارکان دولت کے اس کے پاس گئے مصاحبوں نے
 اسمین طرح طرح کی گفتگو شروع کی مگر درویش چپکا بیٹھا تھا فیضی

کہا کہ شاہ صاحب بادشاہ آپ کے ارشاد کے مشتاق ہیں حضرت بھی
 زبان مبارک سے کچھ فرمائیں درویش نے کہا کہ بحیر سکندر جل کر من
 اور بحیر سے کر بل کے میدان میں کالج پڑی ہو یعنی امی وزیر سکندر
 ذوالقرنین اور زید سے کر بلا میں کیا لڑائی پڑی تھی بس فیضی تو ایک
 علامہ عصر تھا کہنے لگا کہ سبحان اللہ قطع نظر اور کلمات کے حضرت
 کو علم تو ارنج میں کتنی بڑی مداخلت اور شین قاف کتنا خوب درست
 تھی بادشاہ تو آزرده ہو کر اٹھ کھڑے ہو اور درویش کی بے علمی
 اس کے بات کرنے سے ظاہر ہو گئی اگر زبان نہ بھولتا تو راز دہنکار رہتا

لطیف

ایک شاعر نے کسی امیر بخیل کے پاس جاکر کہا کہ تو نے کچھ مال محتاج
 کیواسطے نکالا ہے اس میں مجھے بھی کچھ دے کہ میں محتاج ہوں امیر
 کہا کہ وہ مال صرف اندھوں کیواسطے نکالا گیا ہے شاعر نے کہا کہ
 اس صورت میں تنہا میں ہی مستحق ہوں کیواسطے کہ حقیقت میں میں
 اندھ ہوں اگر اندھ نہ ہوتا تو خدا کا دروازہ چھوڑ کر تیرے در پر کیوں
 آتا امیر کو یہ کلام پسند آیا اور وہ مال سب اُسکی دلوادیا دیکھو وہ
 درویش جو جاہل تھا تو اسے اُسکی گفتگو نے خفیف کیا اور یہ شاعر
 جو عاقل اور قابل تھا تو اُسکی تقریر نے امیر کو شرما دیا دُشمن کیواسطے

اس قدر اشارت کافی تھی ایسا نور چشم میر درباروں اور
مجلسوں کے واسطے حاضر جوابی بہت ضرور ہے یعنی ہر بات کا جواب
بہت چست اور درست دینا چاہئے اور یہ بات ہر شخص کو حاصل
نہیں ہوتی نہ علم اور کمال ہی پر موقوف ہے بلکہ اسکے واسطے ذہن اور ذکا
اور عقل رسا درکار تھی چنانچہ طبیعت کی رسانی اور نارسائی کا
حال ان دو لطیفوں سے واضح ہو سکتا ہے : : : لطیف
کسی بادشاہ نے ایک عالم کو بلوایا اور یہ بھی لکھا کہ جو آپ کے فرصت
نہو تو کوئی شاگرد ہی اپنا روانہ کیجئے انہوں نے ایک طالب علم بھیجا
اور چلتے دم سمجھا دیا کہ بادشاہوں کی دربار میں نرم گفتاری اور شیریں
کلامی ضرور ہے طالب علم دربار میں حاضر ہوا اور بادشاہ پوچھا
کہ تمہارے استاد یہاں کس کس علم کا درس جاری تھی جواب دیا
رونی ریشم مخمل پوچھا کہ اوقات کس طرح بسر ہوتی تھی جواب دیا لٹو
پٹرا برقی بادشاہ نے ان جوابوں سے متحیر ہو کر فرمایا کہ شاید اس شخص کو
مانیخو لیا کی بیماری ہو گئی ناچار عالم کو یہ سارا ماجر لکھ کر رخصت کر دیا
عالم نے جو سب ایسی بات چیت کرنے کا پوچھا تو کہا کہ آپ نرم اور
شیریں کلام کرنے کا حکم دیا تھا سو میں نے ریشم اور رونی اور مخمل سے
زیادہ نرمی اور لٹو اور پٹرا اور برقی سے زیادہ شیریں اور کسی چیز میں

نپائی اس واسطے ایسا کلام کیا **طریقہ** ایک جاہل نے پیغمبری کا
 دعویٰ کیا بادشاہ نے اُسے پکڑ لیا اور پوچھا کہ تو جو پیغمبری کا دعویٰ
 کرتا تھی تو معجزہ کیا دکھلاتا ہے کہا دلیلی بات بتا دیتا ہوں بادشاہ
 پوچھا کہ اس وقت میرے دلمین کیا تھی کہا کہ اس وقت آپ کے دلمین
 یہی تھے کہ میں بالکل جھوٹا ہوں فرمایا کہ پہر آپ دعویٰ کیوں کیا کہا
 کہ جو دعویٰ نہ کرتا تو حاکم تک کس طرح پہنچتا بادشاہ اُسکے جوابوں بہت خوش
 ہوئے خلعت اور انعام دیگر رفاقت میں نوکر رکھ لیا دوراندریش کے لئے
 اتنا ہی لکھنا کفایت کرتا تھی **واضح** ہو کہ تلازمہ صنعت میں داخل
 تھی اور تلازمہ اس صنعت کا نام ہے کہ کسی چیز کو قرض کر کے اُسکے
 سارے یا بعضے لوازم کو دوسرے مطلب میں ادا کرین اور یہ ادا کرنا
 ایسی خوبصورتی اور خوش غامی کے ساتھ ہو کہ اگر دوسرا نہ واقف ہو
 تو یہ نہ جانے کوئی لفظ اس لوازم کا بے محل اور بے معنی واقع ہوا
 اسکی مثال میں تین رقعے لکھے جاتے ہیں **رقعہ قراوت**
 کے تلازمہ میں حافظ صاحب کرم فرما میرے زیادہ ہوں
 الطاف آپ کے بعد شوق ملاقات مسرت آیات کے کہ اُسکی تمنا
 میں موی آتش دیدہ کی طرح پُر مُردہ رہتا ہوں گذارش یہ تھی کہ آج
 خدمت میں حاضر ہوں نیکا عزم بالجزم تھا لیکن واقعہ عجیب یہ پیش آیا

کہ قاری محمد حسن کی انتقال سے جلسہ کا جلسہ درہم برہم اور سارا مدرسہ زیر اور زبر ہو گیا اسی سبب متوقف ہو کر صحیفہ معذرت ارسال کیا جاتا تھا کہ حافظ محمد شاہ صاحب ایک جلد کلام مجیدہ لکھنؤ کے چہا کی آپ کے پاس لائے سبحان اللہ جیسا کلام اللہ میں چاہتا تھا ویسی ہی میسر ہوا اگرچہ حافظ محمد حسین صاحب بیٹی کے چہا پہ کی تعریف بہت مد اور شد کے ساتھ کرتے لیکن اُس کے خط کو اس کے خط کے ساتھ مطلق مناسب نہیں ہے اب مجھے وقف کرنا چند جلدوں کا منظور ہے سوداگر کا اگر چند روز ٹھہرا ہو تو ویسا ہی مطلع فرمائے الہی طبع عالمی ہمیشہ مصحف کی تلاوت کی طرف مائل اور دست آرزو گردن مقصود کے ساتھ جمیل و اسلام

|| رقعہ شطرنج کے تلامذہ میں ||

شہسوار میدان صفوت و صفازینت افزائے بساط محبت و ولا اسلام بندہ حرارت قلب کے غارضہ سے توجیران اور شد رتہا ہی تھا اب ضعف و مانع کی بیماری نے اور ہی عاجز اور زچ کر دیا ہے ہر دم ہی سوچ اور منصوبہ رہتا تھا کہ کدر جاؤں اور کون سی سیسی چال چلوں کہ یہ غرض بڑے نیاوے بار اندونون حکیم شہنشاہ صاحب اس شہر میں وارد ہو تعریف انکی اور سادگی مزاج کی بہت شننی جاتی تھی کہ اُس کے نزدیک بادشاہ احمد وزیر اور فقیر سکین اور امیر فیل نشین دونو برابر ہیں مریضوں

کی خبر گیری کیواسے صبح سے پہر رات گئے تک بارہ دویں شطرنجی
 بچہائے بیٹھے رہتے ہیں یوں تو حیاتِ ممت پر کسیکا اختیار نہیں
 ہئی اور زیرِ مہرہ اور شربتِ انار اور خطمی خبازی کون طبیب نہیں
 جانتا لیکن دستِ شفا بھی رکھتے ہیں اور عطار و نمکوبیار و نکا مال بازار
 اور اپنی منفعت اور خورد و برد کیواسے گرانِ چنیرِ سجنے کی اجازت نہیں
 دیتے اسواسے چاہتا ہوں کہ انکی خدمت میں رجوع لاؤں لیکن مکان
 انکا فاصلہ پر ہئی پیادہ پا نہیں جاسکتا اگر کسی طرح کا ہرج نہو تو
 صبح کو گھوڑا خواہ بالکی ہیجہ یا کچے اور جو کچھ تامل ہو تو یارِ شاطر ہوں
 نہ بار خاطرِ بہت نہیں مارا ہوں یوں ہی جاسکتا ہوں نہیں تو لالہ
 اندر جیت چودہری یا منظرِ زین والے کی گاڑی کرایہ کو سگا کیا کرونگا فقط

رقعہ گنجفہ کے ملازمہ میں

آفتابِ سپہرِ قدر و قدر وانی سرتاجِ اہل سخن و معانی سلامت چنگیز
 خانِ افغان ساکنِ رحمت گنج اور فائقِ علی اپنے بہائی اور شمشیرِ غلام
 کو ساتھ لیکر میر و زیرِ علی کی برات میں گئے جب نوشہ کو نہلا یا اور سفید
 کپڑا اتار کر سرخ لباس شادمانہ پہنا یا تب وہ غلام بد قماش بد معاش
 چالاکی کر کے اُتامہ سے ہو کپڑو نمکوبغل میں داب کر کہیں چلا گیا ہر چہ
 کہ چور کی تلاش ہوئی مگر سرِ دستِ ماتہ نہ آیا جب کہانا تقسیم ہوا اور

خان مذکور نے کہا نا کہا کر رومال اور خلل کیواسے اس بیچیا کو تلاش
 کیا اور دست یاب نہوا تب بوجہ گئے کہ نوشہ کے کپڑے وہی بدوات
 لیگیا یہ دریافت ہوتے ہی دونوں بیانیوں کے چبکے چھوٹ گئے سب
 تراش خیر اش چن پھولی کہ اس چور ہماری عزت خاک میں ملا دی
 بیچارے ندامت کے مار اپنے گھر چلے آئے اب سنا جاتا کہ وہ ایک
 حرام مغلیہ رہ میں کہ آپ کے تحصیل داری کا علاقہ ہے نادری خانم نامی
 ایک خانگی کے گھر میں چھپا بیٹھا اسواسے یہ نیاز نامہ معہ اسکے حلیہ
 کے کہ علیحدہ ورق پر لکھا ہے خدمت میں پہنچ کر تکلیف دیتا ہوں کہ
 اسکو جلد گرفتار کر کے ادھر کوروانہ فرمائے زیادہ نیاز محضی
 نر ہے کہ امرا اور حکام کی ثنا اور صفت کا انداز تو اس کتاب میں
 دیا ہے سے معلوم ہو گیا لیکن اگر باغ اور مکان کی تعریف منظور ہو تو
 اسکے لکھنے کا طور یہ ہے تاج گنج کے روضہ کی تعریف
 آج قلم کا دماغ پہو انکی خوشبو سے معطر ہی کاغذ کا صفحہ آنکھ کی
 سفیدی کی طرح منور ہے نظر کا ڈورا رنگ گل کے طور پر رنگین ہی نگاہ
 کا تارشتہ گلہ دستہ کی مانند بہارین کی کسواسے کہ مجھے ایک باغ اور
 مکان کی صفت لکھنی منظور ہی جسکی سیر چشم مردم میں نور ہی اسکے
 صحن اور دالان میں خدا کی قدرت کا گل کہلائے چمن اور میدان میں

صانع کی صنعت کا تماشا ہی وہ کون مکان اور کیسا گلستان جو
شاہجہان ایسے بادشاہ عالیجاہ کا قیام گاہ ہے کون قصر اور کیسا
ایوان جو جناب عالیہ بادشاہ بگیم کا آرام گاہ ہے جسجاہ یہ وہ
آفتاب ماہتاب سوتے ہیں چاند اور سورج دن رات اس زمین
نثار ہوتی تھی تاج بی بی کا روضہ جہان میں مشہور تھی اور ہر چمن اسکا
جنت کی خوشبو سے معمور تھی اکبر آباد کیا بلکہ سارہندوستان کی
اس مکان سے عزت ہوئی تھی ہندوستان کیا بلکہ تمام رو زمین
کی اسے زینت ہوئی اس چمن کی ہوائے جو کلیو ملی بو باس سے
خیال کے دماغ کو معطر کر دیا تو باغ کی فضا نے نگاہ کے دامن کو چھین
کے دامن طرح پہو لون سے بہرہ دیا سجان اند کیا روضہ تھی کہ ضیاء
جسکے لطف اور لطافت سے راضی اور خوشنود تھی بابر کا اند کیا باغ
تھی جسمین بہشت کی ہر نعمت موجود ہے سورج اس باغ کا ایک
زرد آلو ہے چاند اس چمن کا گل شوئے پہلے درواز کی بلندی دیکھنے
کو جو آسمان گردن اور سر اٹھائے تو اسکو آفتاب کی ٹکڑی سنبھالنی
مشکل ہو جاتی دونو یار و کسپر سے محراب کی چوٹی تک کلام محمد کا
سورہ چوب قلم سے جو لکھا تھی عقل اس طلسمات حیران تھی کہ جرف
جیسا نزدیک سے نظر آتا تھی ویسا ہی دور سے دکھائی دیتا تھی اس دمن

مبصر انصاف سے دیکھیں کہ یہ بات کیسی مشکل اور کس طرح کی تقسیم
کامل تھی سنگ مرمر پر سنگ موسیٰ کی پچکاری کہئے یا انگہ کی سپیدی
پر تیلیو کی سیاہی کی نموداری سرف باہن کا فور کی قرص پر شک کے
وانہ پڑے ہیں لفظ بین یا ہیرے کی تختی پر نسیم کے نگین جڑے ہیں
میناء آسمان کی طرف تعجب کا ہاتھ اٹھائے تھے کہ یہ خم دیکھئے اور اس
بارگاہ کے ساتھ بھسری کا دعویٰ اور دم بکھٹے محراب کا خم ابرو سے
اشارہ کر رہا تھی کہ اندر جا کر ذرا بہار کا عالم دیکھئے نہیں نہیں بلکہ
غلطی ہوئی مجھے کہ محراب کا اشارہ یہ ہے کہ پہلے جو اس کو یہاں
طاق پر رکھ جائے تب آگے قدم بڑھائے پس جو اوپر چو کہٹ ناگہنی
کی عزیمت ہوئی تو اوپر عقل اور حکمت رخصت ہوئی سیر ہو نا تو
نگاہی کے ہاتھ تھے لیکن حیرت یہاں ہر قدم ساتھ تھی سب کے پہلے
بہار کے عملدار بڑی شوکت اور شان کے ساتھ نظر پڑتے ہیں یعنی
دور و یہ سر کے درخت نیک نخت جو ان کی طرح حسن کے جو بن سے
اگڑتے ہیں زمرہ کے چہار کی کیا حقیقت ہے جو اسکے ساتھ شبیہ بن
مگر بان لکھون تو یون لکھون کہ اچھے اچھے سبز پوش معشوق ہر قطار
مین گہرے ہو کر ناز اور انداز سے انگریز اسیان لی رہی ہیں یا علمائے
سے اگر آسمان کی اس باغ کی خوشبو کی خبر دے رہی ہیں نشو و نما جو حیرت

بڑی مٹی تھی شاید سوہی کے لباس میں مکرستہ یہاں مٹی تھی یا آبیہ
 کی لطافت سے سرو کے پردے میں آپ ہی بری جاتی تھے دونوں قطار
 کے درمیان جو ایک حوض زمین دوز اور طویل تھے گویا مٹی سبیا تھے
 سبیل تھے صاف پانی سے بہا بہا تھی اُس میں بہر سرو کے مقابل ایک
 ایک فوارہ چھوٹا رہا تھے اُدھر سرو زمرود کے فوارے کا نقشہ اُڑا لیا اور
 پانی کے فوارے تھے بہرے کو پانی کر کے بہا دیا بعد اُس کے ایک مربع حوض
 جو بہت سُتہرا تھے نہایت خوبصورت اور خوش نما تھی اُٹھنے سے دیکھ کر
 حیرت میں آتا تھے نگاہ کا قدم پہلا جاتا بہشت کی نہر اس کا خزانہ تھی
 اُٹھنے اُس کا آبدار خانہ تھی بلکہ اُٹھنے میں یہ روانی کہاں اور وہ موجوں کی
 سلسلہ جذباتی کہاں پانی اُس کا دودھ سے زیادہ مُصفا تھی برف سے
 زیادہ ٹھنڈا تھے چونہ جو شیر خشت ہو جائے تو روا تھی تپھر جیخ در بہشت
 بن جائے تو بجا تھی نازنین معشوق اُس کے گرد بیٹھے ہیں اپنا منہ اس اُٹھنے
 میں دیکھتے ہیں انکی عکس سے صاف آشکار تھی کہ پری کو شیشہ میں اُٹھنا
 تھی چاروں طرف سے فوارے چھوٹتے ہیں گویا آسمان سے تار توڑتے ہیں
 پانی کے زمین پانی کا درخت نکلتا اور پانی ہی کے پہل پہل سے پھولنا
 پہلنا خدا کی قدرت تھی اُٹھنے کے چشمہ سے موج کا کھڑے ہو کر چلنا اور ہوا
 کے ساتھ زور کر کے اُچھلنا عجب حکمت تھی عقل نے جب فکر کے دریا میں

غوطہ لگایا تو روضہ کے ادھر حوض کے واقع ہو نیکا سبب یوں سمجھو
 میں آیا کہ نگاہ پہلے اس میں نہا کر پاؤں ہو لے تب روضہ کی طواف کی
 آرزو کرے اور ناطقہ پہلے اسکے پانی سے کلیان کر کے منہ صاف کر لے
 تب بہار کی صفت میں لٹکوا کر اس حوض کی یاد میں دریا کی سی
 بہرکتی تھی سینہ میں آگ بھرتی تھی جوش کہا کر دیکھتے آٹا تھی مگر دیوار سے
 سر ٹکرا کر بہ جاتا ہے جس طرف آنکھ اٹھانی اور جدھر خیال دوڑائی بھلا پیلی
 موگرا موتیا چٹیا جو بھی کیتی کیوڑا گلاب سدا بہار گیندا داؤدی گل عباس
 گل مہندی نازبو گل زنبق گل رعنا گل فرنگ گل چاندنی شہو گلغا سبوتی
 دو پہری سورج لکھی لالہ نافرمان سوسن ہزار زبان زکس حیران قسم قسم
 رنگ رنگ کے پھول پھول رہے ہیں پیاری پیاری سہانے درختوں پر
 صبح و شام کی دیو پچا نہہ کا عالم تون پرشہنم طراوت اور غم والیوں پر
 چڑیوں کا غل پر یونکی اسپین چہر چہل نوجوانوں کی غول ہم جو لیونکی ہنسی
 اور ٹہٹول کہیں گل کے قہقہے کہیں بلبل کے چہچہے ہیں موراد ہر شور کرتا
 تھی ادھر ستونکا جنون زور کرتا ہے کوئل ومان کوک اٹھتی تھی
 بیان سینونین ہوک اٹھتی تھی پیہا جو ومان بولانی کہان تو پہر ہاں
 بدن میں جی کہان دہیر کی ادہیر نئی نئی طور رہیں تھے ادہر حیات
 کے جامہ کی ادہیر بن تھے طوطی کی جو بات تھی تو یا نہات تھی مینا کو

شیریں کلامی سے کلامِ حنیٰ ناکاموں کا کام ہی تمام ہے جگنو کا چکنا
 باغ کا مہکنا دو نو وقت کا ملنا شب و کا کہنا سنبل کا بال بکھیرنا چھلیو کا
 حوض میں تیرنا بوا کا چلنا دل کا چکنا سبزی کا ہلہا نا چڑیوں کا
 چھچھانا پر نرادر کا جھولنا شفق کا پہولنا گلزار خیال کا ثماث دکھانا
 یہہہ سما دیکھ کر کوئی پہول سا پہول نہیں سماتا کوئی بوسہ گل کی طرح
 گریبان پہاڑ گر نکلا جاتا ہے بیلابی لاک دلو کہنچا حنیٰ چنبلی کی البلی
 وضع پر روح شیفہ حنیٰ مہندی کے ٹیٹوں پر چاندنی لوٹ پوٹ حنیٰ
 جسکی بہار سے چاند کے چکر میں داغ اور دل پر چوٹ حنیٰ عشق پیچہ جوہ
 عاشق کی طرح پیچ و تاب کہاتا ہے تو لجا لوشہ میلی معشوق کے طور پر سیاہ
 شرماتا حنیٰ لالہ لعل سے بہتر سبزہ زمرہ کا بھسکیا روکنے کنارے کی
 بری دوب کا شانی مغل سے زیادہ خوب اور مرغوب دختونکے تہالے
 ہیں یاد وہ کے بہرے بوسے پیالے ہیں البشار حنیٰ یا آئینہ پشت بدیوار
 یاقینی کی چادر پر جو نقش و نگار حنیٰ قلم قدرت کا یادگار حنیٰ نہر کی جو اسی
 اٹھکھیلیوں کی حال ہو تو دل کیونکر نہ پایا مال ہو مہتاب سرو کے ساتھ
 ہم آغوش حنیٰ یا کوئی جوان سبزہ رنگ با دلہ پوش حنیٰ گلزار کو دیکھ کر
 لعل انگاروں پر پلوٹا حنیٰ سبزہ کی رشک سے زمرہ زہر کہاتا ہے پیچہ
 لالے ہیں یا آتش کے پرکالے ہیں جسکے دیکھنے سے چینی کے لالے پڑتے

مین اور دل ہی دل مین داغ بڑتے مین چاندنی نے سبزی مین کہیت
 کیا ہی یا سبز مخمل پر مقیش کتر کے چٹک دیا ہی کلنی کو قلم کر کے ایسا بار
 کیا ہی کہ اُسکے پتے اور پہو لو نسے گو یا سبز اور سرخ بوٹیوں کا قایمہ بچھا دیا
 ہی موسری کی جو ہنی ہنی خوشبو ہی تو صبا کو اس کی جستجو ہی بہ بار
 سنگہار کی کلکاریاں مین یا گ کی چنگاریاں مین بیرہوٹیاں رنگتی
 مین یا قوت کا خون بہہ چلا لالہ زارچمن مین کہلا یا چنار سے شعلہ کل ٹلا
 اگر آب و ہوا کی لطافت یہی ہے تو موتی صدف مین کہل کر کلیوں کا
 روپ دکھائیگا اور مچھلی کا کانٹا سبز ہو جائیگا میوے کا نام زبان
 پر آیا اور حلاوت کے منہ مین پانی بہرایا کو لا سنگترہ رنگترہ چلو ترہ
 نارنگی تہو زرد آلو سفالو آمار سیب ہی انگور اناس ناشپاتی کیلا
 آرو بیر کمر کہہ شریفہ خرمائے با دام ناریل خرچی لونگ مرج الاٹھی ٹہل
 بٹل انبہ انبلی جامن سہلیند امرود شہتوت پونڈا کہرنی کروندا کوئی ایسا
 پہل نہیں جو اس باغ مین نہو تا ہو اور ساگ ترکاری سے لیکر جڑی
 بوٹی تک کوئی ایسی شئی نہیں جسے باغبان نہو تا ہو کہیں کو لے سنگترہ
 کا چمن کا چمن آگ بہو کا ہو گیا کہیں فالسے کی زنگت سے زمین کا
 دامن او دا ہو گیا سیب آسب کی زحمت دفعہ ہو جاتی ہے ہی بدن
 مین فرہی لاتی ہی ناشپاتی سے روح راحت پاتی ہے انار نے خلق

کے منہ یا قوت اور موتیوں سے بہرہ معشوقوں کے دانت کہنے کر دے اور
 سیوہ یہاں کا اخروٹ ہی حبس پرستاروں کا دل لوٹ پوٹ ہی آسمان و زمین
 رات سو سو طرح تاک جہاں میں رہا تب انگور کے ٹٹے سے ایک خوشہ
 پروین کا کچالے بہا گا سو باوصف اس نچتہ کاری کے اب تک پکانہ سکا
 کیلا یہاں ایک ایک گود میں ہزار ہزار پہلتا ہے ماہ نو آسمان پر دمان
 اکیلا نکلتا ہے اس زمین کا اگر خبر نہ پاسدرا ہی پوست میں مغز اسکا
 تر حلو ہے ہندوانہ مرغ روح کا آشیانا ہی جسم میں موجود ایک ہی
 جگہ آب و دانہ ہی شہوت تمام عالم کا قوت انجیر بالکل شکر اور شیر
 امروہ حلو ہے دو دانہ معشوقوں کے ہونٹوں پر مہر خاموشی ہی
 کہ میرے سن شیرینی کا دعویٰ ناحق کوشی ہی ذوات قلم کی زبان
 چوستی ہی گویا نیشکر ٹھہرایا تم کا غد کو چاٹتا ہی آپ چوٹا بناؤ
 اُسکو مصری بنایا مالی ڈالیاں سڑن پر لئے جا بجا کہڑے ہیں نغمہ
 کے لئے اڑے ہیں کوئی پہونکا مارلاتا ہے کوئی گلہ ستہ دور دہاتا
 ہی بہر جو روضہ نظر آیا تو وہ سما آنکھوں میں سما یا کہ نہ دید نے خواب کی
 آنکھوں نے کبھی دیکھا نہ شنید نے خیال کے کانوں نے کہیں سنا الہی یہہ
 روضہ ہی یا خلد بریں آسمان یا سینہ اکس ہی یا سورج کی کرن گنبد
 ہی یا نور کا مسکن قبرستان ہی یا روضہ رضوان مکان ہے یا جواہر

کی کان بھی جو پتھر ہی جو اہرات سے بہتر بھی صبح نے مرمر کی ایسی
 صفائی پائی تب سنگ مرمر کی صورت بنائی سنگ موسیٰ شعلہ تجلی نے
 طور پر جلایا تب اس درگاہ کی صرف میں آیا کلس کا سایہ دریا میں
 ایسا رہتا بھی جیسا برج آبی میں آفتاب حوض میں چاند ایسا نظر آتا
 جیسا دریا میں حباب دیوار میں منہ نظر آتا بنے گویا آئینہ بھی چلا گیا ہوا
 گنبد سے دماغ تازہ ہوتا بھی گویا قرابہ سے گلاب بہر ہوا صبح کی طبیر
 استرکاری کے صرف لائی گئی جو اب تک وہی نور کا عالم دکھاتی رات
 کا مشک اور شفق کی زعفران پس کر گار میں ملائی گئی حواج تک وہی
 خوشبو دماغ میں آتی ہے آفتاب کی ترنج کا عرق نچوڑ کے ماہتاب کے
 پیالے میں موتی کے کلب سے ملایا تھا جو چونہ میں یہ نور اور ایسی
 صفائی بھی بہشت کے کافور کو شفق کے ساتھ آفتاب کے کہل میں
 پس کر صبح کے دامن میں چھانا تھا جو رنگ نے یہ آب و تاب پائی
 بھی جالیوں کی نزاکت میں عقل کام نہیں کرتی کہ پتھر کو موم کر کے بال
 کا قلم پار گزویا یا خیال چلا سمجھ کر نگاہ کی نوک سے جیسا جالی کام
 بنا لیا ہر ایک ہر ایک جالی میں وہ ملاحظت سے کہ دیکھنے میں پتھر کی
 حالت بھی کاغذ کی وصلی پر حرفوں کا ابھرا منسلوم ہی ہوتا بھی یہاں
 پتھر پر پتھر کی گچکاری کا تہ جوڑ نظر آتا ہے نہ پیوند اور جوڑ نہ کہیں بہت

ھئی نہ بلند پہر ہر قبر کا تعویذ بھی اصل حیرت ہے اسکی باریکیاں سمجھنے
 کو نہ عقل کو اور اک ہے نہ ادراک کو تمیز دیکھا جائے جب یہ مکان
 تمامی کی چہت اور زری بفت کے گنگا جمنی پٹاپٹی کے پردے اور
 زو پہلی سنہری جڑاؤ مرصع کا رسہری جو مقشش اور موتیوں کی جہاروں
 اور ہیرے زمرود وغیرہ جواہرات کے آویزان سے بنا بنایا اور آراستہ
 اور الماس تراش کنول اور مردنگیان اور جہاڑ فانوس قمقمے اور ماندیاں
 اور دیوار گیریاں اور قندیلوں وغیرہ شیشہ آلات سے سجایا اور سرستہ
 ہوگا مجاور کخواب پر زور تمامی اور شجر کی چادرین چڑچڑا کر ایک شہان
 اگر عود قمارمی اور مشک تاناری اور عنبر سارا کی سلگائی ہوگی چوتیریاں
 زمرودی سنہری رو پہلی گرد سے ہلاتی ہوگی تب کس اہل بصارت ھئی
 نظر ٹھرتی ہوگی اور کس سے نگاہ کام کرتی ہوگی بس کر شہید کہ اب
 لکھنے کی مت ہوس کر کلام طول ہوا جاتا ہے حاکم حکم سے عدوان ہوا جاتا
 ھئی سحر بیانی تیری مشہور ھئی تیرے قلم کو ہر طرز کی تحریر کا زور اور مقو
 ھئی پر فرمایش سے مجبور ھئی کہ رنگین عبارت لکھنے کی اجازت نہیں نہیں تو
 تجھے کس طرز کی تحریر کی طاقت نہیں لیکن یہاں ہی عجب کام کیا ھئی
 کہ سادگی میں رنگینی کا رنگ دکھا دیا سو یہ دوستہ نکی سگے نگہزار ہمیشہ
 بہار ھئی اور حاسد ونکی نگاہوں میں کہشتا ہوا غار

دوسرا قاعدہ واضح ہو

کہ ہندوستان میں شادی وغیرہ تقریبوں کے رقعے کثرت سے تقسیم ہوتے ہیں سیکڑوں اور ہزاروں کی نوبت پہنچی یہاں تک کہ اب تخفیف تصدیع کے واسطے اگر چہ پونا ناممکن ہوتا ہے تو چھپوا لیتے ہیں اور سب جگہ مسلمان اور ہندو دونوں قوم میں یہ رسم بہت جاری تھی اسکو نوید کے رقعہ کہتے ہیں اور اب تک تو اکثر فارسی زبان میں لکھے جاتے ہیں لیکن اگر اردو میں لکھا جائے تو صورت اسکی یہ ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ یا خدا کا شکر کہ اندون بر خوردار سعادۃ
اطوار سید فدا حسین طالعمرہ کی شادی درپیش
ہئی چنانچہ رجب کی ستائیسویں تاریخ ساجو اور
اٹھائیسویں کی جہندی اور انتیسویں بہات کی تیر
سے ارباب نشاط کی رقص اور سرود کا جلسہ قرار
دیا گیا اس واسطے التماس ہئی کہ تینوں تاریخ شام
سے تشریف لا کر محفل کی زیبائے وزینت برہائے
اور مدد غی کو مرہون منت فرمائے فقط

سید محمد علی

اور مکتب اور ختنہ وغیرہ تقریبوں کے واسطے بھی اسی طرز سے لکھا جاتا ہے
 فرق اسی قدر ہے کہ شادی کی جگہ ختنہ خواہ مکتب لکھنے میں آتا ہے
 کہ اس طرح کہ رجب کی ستائیسویں تاریخ پہرے کے وقت یا تیسرے پہریا
 صبح کے وقت بر خوردار فد حسین طالعمرہ کا مکتب خواہ ختنہ ہے
 امیدوار ہوں کہ تشریف لا کر راقم کو سرفراز اور ممتاز فرما اور اس طرح
 کے رقعہ سرخ کاغذ پر اور جس جس کو بلانا منظور ہوتا ہے اسکا نام
 رقعہ کی پشت پر اور اپنا نام عبارت کے خاتمہ میں لکھ کر اور کبھی اغافہ
 کر کے اُس طرفین کے نام لکھ کر تقسیم کرتے ہیں اور جو لوگ تہور
 ہوتے ہیں یا کچھ لوگ کسی کچھری میں خواہ اور جگہ ایک جا ہوتے
 ہیں تو اکثر ایک بند کی پشانی پر اس طرح کی عبارت لکھ کر اُس کے
 نیچے چھوٹے چھوٹے مد کینچ کینچ کر ہر ایک کا نام درج کر کے بھیجتے
 ہیں اور ہر ایک شخص اپنے اپنے نام پر صا د کر دیا کرتا ہے اور عرس
 وغیرہ تقریبات کے رقعہ سادے کاغذ پر ہوتے ہیں عبارت اسکی بھی
 اسی طرز کی ہوتی ہے یعنی یہ کہ فلانی تاریخ مجلس متبرک میلاد
 شریف کی یا فلان بزرگ کے عرس کی مجلس خواہ سماع کی محفل
 بندہ خانہ میں قرار پائی قدم رنجہ فرما کر ثواب حاصل کیجے فقط
 واضح ہو کہ آدمی کا خط و خال جیسے بندہ ستانی سرکار نہیں

چہرہ اور سر کار کمپنی انگریز بہادر کی کچہری میں حلیہ کہتے ہیں اکثر
 فارسی ہی میں لکھا جاتا ہے اور سرکار انگریز بہادر کی عملداری میں
 اگرچہ اب اردو میں لکھتے ہیں لیکن اس تحریر میں ہی حروف روابط
 کے سوا اکثر فارسی کے الفاظ دیکھنے میں آئیں اس واسطے خاص اردو
 میں اسکی تحریر کا طرز لکھ دیا جاتا ہے **حک** سانولا یا گولا
 یا کالا یا گھنواں رنگ پٹے خواہ زلفین یا سارے سر میں بہور خواہ
 کالے یا سپید بال یا تمام سر منڈا ہوا چوڑی خواہ تنگ پیشانی
 بوڑھا خواہ ادھیڑ یا شروع جوانی چٹے یا چٹھی بیون بڑی یا چھوٹی
 یا کرنجی یا ہنگلی آنکھیں ایک آنکھ میں پہلی یا کاناجیسا ہو بڑے خواہ
 چھوٹے کان چترے خواہ گنے دانت اونچی یا چھٹی ناک گال یا بڑھ
 پر چہان کہیں ہو دو خواہ ایک تل ناک پر سے کلمہ پر نوڑی اگر یا چہان
 کہیں ہو گول یا کتانی چہرہ سبزہ آغاز یا مسین بیگتی بیون وارھی
 منڈاھے مونچھیں کترانی یا چار ابرو کا صفا یا بالکل موچھے رکھانی
 ہووے یا خشنخاشی خط یا لمبی ڈاڑھی سفید یا سیاہ خواہ وہ سمہ
 یا مہندی کا خضاب کٹے بوٹے یا کبوساٹھنگ یا مجھولا یا لمبا ڈول کوتا
 یا لمبی گردن موٹا خواہ دُبل بدن اور مثل اسکے جو شکل اور صورت کا نقشہ
 ٹیک ٹیک دریافت ہو اردو زبان میں ایسا لکھے جو سمجھ میں آوے

چوتھا باب تحریر دستاویزات کی تعلیم میں
 دستاویزوں کے بیان میں جانتا چاہئے کہ دو یا تین
 شخصوں کے درمیان میں جو کچھ معاملہ طر کر کوئی کاغذ لکھا جاتا ہے
 اُسکو وثیقہ اور دستاویز کہتے ہیں اور اس زمانہ میں دستاویزوں کے
 لکے جانیکا بہت رواج تھی اور اکثر دستاویزین مروج ہیں تفصیل انکے
 ناموں کی یہ ہے مٹسک اقرار نامہ مچلکا رہنما نامہ بہہ نامہ نکاح
 نامہ محضر نامہ مختار نامہ وکالت نامہ سر خط پٹہ قبولیت ضامنی
 عاریت نامہ امانت نامہ تملیک نامہ رسید قبض الوصول فارغ خطی
 راضی نامہ صلح نامہ فیصل نامہ وصیت نامہ تقسیم نامہ

مٹسک

اُس دستاویز کو کہتے ہیں کہ کوئی کسی سے کچھ روپیہ قرض لیکر
 دستاویز لکھدے قرض لینے والیکو مدیون اور قرضدار اور دینے
 والیکو داین اور قرضخواہ کہتے ہیں اور روپیہ کا دینے والا جو اپنا قرض
 مانگے تو اُسکو تقاضہ اور لینے والا جو روپیہ دے دے تو اُسکو ادا
 پوشتے ہیں اور صبح و شام کا بوجہ کرتا ہے تو اُسکو لیت لعل اور حید
 اور حوالہ اور مال بال کہتے ہیں مثال اسکی اور نقشہ اسکے
 لکھنے کا اس طرح ہے ۛ

عبداللہ دستخط
عبدالمہدوی

شیور شاہ مختار
مقررہ اقرار کروا

بہادر اسٹیشن
گواہ ہوا مقررہ اقرار کروا

رضوان
گواہ ہوا

ہم کہ عبداللہ قوم کے شیخ رہنے والے فرخ آباد محلہ منعلوہ کے ہیں
جو ہم تین ہزار روپے تکہ کلدار کہ آدھا اسکا پندرہ سو
روپیہ ہوتا ہے لالہ گلاب رائے کشن چند مہاجنوں
کی کوٹھی سے دو برس کے وعدہ پر قرض لیکر اپنے
تصرف میں لائے اسکا اقرار کرتے اور لکھے دیتے ہیں
کہ وہ روپیہ تمام اور کمال اصل معہ سود روپیہ سیکڑے
کے حساب معیاد کے اندر آوا اور بے باقی کر دین اور
اگر کچھ روپیہ درمیان میں پہنچا دین تو مہاجنوں نے
اسکی رسید لین یا اس تمسک کی پشت پر وصول
لکبہ دین بدون اس کے اظہار وصول کا باطل اور غیر
مسموع ہو گا اس واسطے یہ دستاویز تمسک کی لکبہ دی
کہ سند ہوا اور ضرورت کے وقت کام آوے فقط
۳۲ اپریل ۱۸۵۱ء مطابق و شہر حبادی الثانی ۱۲۶۴ ہجری

اور جو کسی بر آدمی کی طرف سے تمسک لکھنا ہے تو نقشہ اسکی تحریر کا یہ ہے
کہ مبلغ پچاس ہزار روپے جو نصف اسکا پچیس ہزار ہوتا ہے ساہ

بہاری لعل گویند لعل مہاجنو کی کوٹھی سے سرکار میں قرض لئے
 اور اُسکے وصول کیواسطے دو ہزار روپے ماہواری کی قسط مقرر
 کر دی گئی اسواسطے لکھا جاتا ہے کہ مہاجنو نکار و پیہ اصل معہ سو روپے
 نسیکے حساب سے جب تک تمام اور کمال ادا اور بے باقی نہوا م
 علی کارندہ تعینہ جاگیر علاقہ پر سا وغیرہ دو ہزار روپے کی قسط ہر
 مہینے میں پہنچاتا رہیگا کسی طرح کی عہدہ خلافی نہوگی فقط

المبلغ
 النصف منه
 وعبد

نواب میرالدولہ

کارندہ وارو فہ
 نوادہ بھو غلام حسین

المرقوم اٹھارہ سوین ماہ ذی الحجہ ۱۲۸۶ ہجری مطابق چوبیس اکتوبر ۱۸۶۵ء
 اقرار نامہ اس دستاویز کو کہتے ہیں کہ کوئی سی بات
 کا قول اور اقرار کر کے کاغذ اسکا لکھے اور اسکی شرائط کیواسطے
 کچھ حد و حصر نہیں ہے انواع اور اقسام کے اقرار نامے ہوتے ہیں
 نقشہ اسکا بعینہ مثل نقشہ مسک کے ہے جو پہلے لکھا گیا ہے
 مثال اسٹی مضمون کے ہم شہادت علی قوم کے سیدروا

قصہ رو دلی متعلقہ دار اسطنتہ لکھنؤ کے مین جو ہم نے پچیس روپے
 بابت اجرت تحریر کتاب شاہنامہ کی پیشگی کے طور پر منشی امیر محمد
 صاحب کی سرکار سے وصول کئے اس صورت میں اقرار کرتے ہیں
 کہ چار مہینے میں شاہنامہ نقل کر کے منشی صاحب کی خدمت میں
 پہنچا دیں گے اور جب ساری کتاب لکھ کر پہنچا دیں تب باقی اجرت
 تحریری روپے کے چار جزو کے حساب لینے اور اگر نقل نہ کر سکیں
 تو یہ روپیہ پیشگی کا اور کاغذ اور روٹ ٹائی اور شجر اور قلم وغیرہ
 منشی صاحب کو پیر دیں گے اس واسطے یہ اقرار نامہ لکھ دیا کہ سند ہو
 اور وقت پر کام آوے المرقوم تاریخ و ماہ فلان و سنہ فلان ہے
 محکمہ محکمے اور اقرار نامہ کا مضمون اور طرز تحریر ایک ہی ہوتا ہے
 لیکن ان دونوں میں فرق اس قدر ہے کہ اقرار نامہ کبھی حاکم کے سامنے
 لکھا جاتا ہے جیسے اقرار نامہ مالشی وغیرہ اور محکمہ صرف حاکم ہی لکھاتا
 ہے مثال اسٹیجی ہم کہ زبر سنگھ زمیندار لمبردار موضع سرمان
 پرگنہ دنوار ضلع اگرہ کے ہیں جو ہم سے اور مستی رام روپ زمیندار موضع
 بہدوئی سے بابت سرحد اور سوانہ کی تکرار اور نزاع چلی جاتی تھی اور
 اب ہنگامہ اور قضایا کے سبب تہانہ دار نے پہلو صاحب مجسٹریٹ
 کے حضور میں لا جان کیا اور حاکم ممدوح کی حضور سے حکم داخل کرنے

محلکے کا صادر ہوا اس واسطے اقرار کرتے ہیں کہ آئندہ کو کس طرح کا قضیہ
 اور فساد مکرین گے اگر کرین تو وہ سو روپے جرمانہ داخل کرین اور
 مجرم سرکار کے ہون المرقوم بیعنامہ اس دستاویز کو
 کہتے ہیں کہ سبکی چیز بیچنے کا اقرار بیچنے والے کی طرف سے لینے والے
 کے نام لکھا جائے اور زمانہ سلطنت اہل اسلام میں وہ ہمیشہ بائع
 کے اقرار سے قاضی کی طرف سے لکھا جاتا تھا اور اب اس طریقہ پر کمتر
 لکھا جاتا ہے اور اسکو قبالہ بھی کہتے ہیں اگرچہ قبالہ عربی میں دستاویز
 کو کہتے ہیں جسے قبالہ بیع اور قبالہ نکاح وغیرہ لیکن اب عوام خاص
 بیعنامہ ہی کو قبالہ کہتے ہیں اور بیچنے والے کو بائع اور لینے والے کو
 مشتری اور کبی ہوئی چیز کو مشتری بیعہ اور قیمت کو ثمن بولتے ہیں
 اور ایک صورت بیع کی یہ بھی ہوتی ہے کہ مثلاً کسی پر روپے کی
 ڈگری حدالت سے ہو جائے یا سرکار کی مالگڈاری کاروبار کی بنیاد
 پر باقی ہوا اسکے وصول کی واسطے حاکم اسکی جائیداد بکنے کا حکم دیتا ہے
 جسکو نیلام کہتے ہیں اور جو کوئی وہ جائیداد خرید کرتا ہے اسکو خریدار
 نیلام اور نیلام دان کہتے ہیں اور سند اس بیع کی جو اسکو دیا جاتا ہے
 اسکو قبالہ نیلامی کہتے ہیں بیعنامہ کی تحریر کا نقشہ ہی مثل تحریر نقشہ
 نکاح کی ہے۔

مثال بیعنامہ کی

ہم کہ شریف خان نولد لطیف خان اور وزیر خان ابن کبیر خان دوتا
 کے پٹھان رہنے والے شہر اگرہ محلہ قاضی پورہ کے ہیں جو ایک
 منزل جوہلی قاضی پورہ کے محلہ میں بختہ عمارت کی واقع تھی اور
 اندر اس کے ایک دالان در دالان پچھم رخ کڑیوں سے پٹا ہوا اور بدالان
 کی بغل میں ایک ایک کو ٹھہری اور ایک دالان پورب رویہ کے
 دہنے اور بائیں طرف کو ایک ایک شہ نشین اور اوتر طرف ایک
 دالان دہنی طرف ایک آبدار خانہ اور بائیں جانب کونے میں پانچخانہ
 اور دکھن کی طرف ایک سایبان جس کو باور چھانہ کہتے ہیں اور درمیان
 میں صحن مربع کہ اس کی زمین شتر گز مکسرھی اور پچھم طرف کی دالان
 کی چہت پر ایک کمرہ انگریزی جس کی چاروں طرف دروازہ کٹر کٹر دار
 رنگاری رنگ کی ہیں اور پورب کی دالان کی چہت پر ایک بنگلہ کا تھی
 اور اس کے سامنے ایک چوٹا سا پانچخانہ بنا ہوا ہے اور چاروں حدیں
 اس مکان کی اس تفصیل سے ہیں :

حد مشرق شاہ معصوم کے متصل

حد مغرب شاہ علی شاہ علی کے

جنوب مشرق بدوٹن سوار کا مکان

شمال مشرق نورن طوائف کی جوہلی

مسوہ مکان مورہ نئی اور جدی ہم دونوں مقصود کے قطعہ میں کوہیم
 دونوں چہرے بہانی ہیں بلا شرکت کسی دوسرے شریک اور حد

چلا آتے اُن دونوں ہم دونوں نے اُس مکان کو اپنی خوشی خاطر سے
 بذون اس بات کہ کسی نے ہم پر کچھ زور اور ظلم اور جبر یا زبردستی کیا
 پانچ ہزار روپے پر کہ نصف اسکا دو ہزار پانسو روپیہ ہوتا ہے میرزا محمد
 بنک ولد میرزا احمد بیگ قوم مغل رہنے والے شہر اور محلہ مذکورہ کے
 مال تہہ بیچ ڈالا اور روپیہ مشتری موصوف کے دام دام بہر پایا اور مشتری کو
 اُس مکان پر قابض کر دیا پس اولاً بدلا جسکو شرع میں تقابض بلین
 کہتے ہیں ہو گیا اور ہم اپنے ہوش اور حواس میں اور عقل کی درستی
 ساتھ بغیر سکھائے اور بہکائے شخص غیر کے یہ قبالہ بیعنامہ لکھ کر اقرار
 کرتے ہیں کہ بعد اسکے ہم کو اور ہمارے وارثوں کو مشتری اور اسکے وارثوں
 سے اس مکان کی بابت کبھی کچھ دعویٰ نہ ہوگا اگر ہم خواہ ہمارا کوئی وارث
 مشتری یا اسکے کسی وارث پر کچھ دعویٰ کرے تو جیوٹا ہوا اور ہرگز
 سنا نہ جائیگا اور اگر کوئی شریک خواہ حصہ دار ظاہر ہو کر اس مکان میں
 اپنے حصہ کا دعویٰ اٹھے کہہ رہو تو جواب دہی اسکی ہم با یعون کے ذمہ
 ہی اور جبا بجا اور قبول دونوں طرف سے عمل میں آیا تو بیع کی
 تکمیل اور صحت میں کوئی جگہ کلام کی باقی نہ رہی اس واسطے یہ قبالہ
 بیعنامہ لکھ کر متحدہ لوگوں کی گواہیوں سے تکمیل کر دیا کہ ضرورت کی وقت
 سند کامل ہو اور حاجت کی وقت کام آوے المرقوم ہارہوین رمضان

سندہ ہجری اور قبائل نیلامی کا نقشہ ہی اس طرح کا ہے مگر عبارت کی
تحریر میں البتہ فرق ہے قبائل نیلامی کی مثال
واضح ہو کہ پہلی جنوری ۱۸۵۱ء کو ایک منزل حویلی واقع محلہ نواب
گنج من محلات بلدہ فیروز نگر محدود و محدود مفصلہ ذیل ۴

شرقت
غرب
شمال
جنوب

ملکیت شیخ علی بخش مدعا علیہ کی شیخ ضامن علی مدعی کی اجرائی گری
میں کہ مدعا علیہ مذکور کے نام محکمہ منصفی اول سے پہلی نومبر ۱۸۵۱ء
کو صادر ہوئی تھی موافق قانون ہفتم ۱۸۴۸ء عیسوی کی نیلام ہوئی اور
شیخ بیدار علی نے معرفت رحیم بخش ملازم اپنی کے حق و مرافق مدعا علیہ
مذکور کا جس قدر حویلی مذکور میں واقع ہے عوض ایک سو پچتر روپے
سکہ کمپنی کے خرید کیا اور خریداری اسکی اسی تاریخ نافذ ہے المرقوم
تاریخ سند اس دستاویز پر عامل نیلام اور عالم محکمہ کے دستخط اور مہر
عدالت کی لازم محمی رہیں نام اس دستاویز کو کہتے
ہیں جس میں کسی چیز کی کہ گروگر نکا حال کسی قدر روپے کی عوض
میں لکھا ہوا اور زمیندار و نمین اس کے کئی طریق جاری ہیں ایک پہلے
راہن یعنی جسے اپنی جائیداد کو گرو کیا مرنہن کا یعنی جسے گرو کہا اس

جائیداد پر قبضہ کرادے اور اسکے محاصل پر تصرف کا اختیار دے تو ایسے
 رہن کو بہوک بندہ کہتے ہیں دوسری یہ کہ راہن بعد گرد و کرنیکے
 ہی آپ ہی اپنی جائیداد پر قابض رہے مگر دستاویز میں یہ شرط لکھے
 کہ جب تک زر رہن ادا نہ ہوگا ہم اس جائیداد کو کہیں دوسری جگہ بیع
 خواہ رہن یا سبہ نہ کریں گے ایسے رہن کو دست بندہ کہتے ہیں اور کبھی
 اقرار ہوتا ہے کہ مہربان اتنے عرصہ تک قابض رہو کہ بغیر لینے زر رہن کے
 چھوڑ دے اسکو پٹ بندہ کہتے ہیں اور ایک صورت رہن کی اور بھی
 ہوتی ہے کہ کچھ میعاد رہن کی مقرر کر کے یہ شرط لکھیں کہ مثلاً دو برس
 اندر روپیہ ادا کر کے نہ چھوڑا لیں تو شستی مرہونہ یعنی گروی چیز بیع ہو جائیگی
 اسکو بیع بالوفا اور پورب میں کٹ قبالہ کہتے ہیں جو زر رہن ادا کر کے
 چیز اپنی چھوڑا لیتے ہیں تو اسکو وفات رہن اور الفکاکت رہن بولتے ہیں
 اسکی تحریر بھی مثل بیعنامہ کی ہوتی ہے فرق اسی قدر ہے کہ بیعنامہ میں
 بیع کے الفاظ اور مضمون لکھا جاتا ہے رہن نامہ میں رہن کا مضمون
 ہوتا ہے مثال اسکی یہہ دستاویز بعینہ بیعنامہ کے
 طور پر لکھی جاتی فرق اسی قدر ہے کہ فروخت کی جگہ رہن نامہ لکھا
 جاتا اور رہن کے معاملہ میں جو شرطیں ہوتی ہوں وہ لکھ دیں جائیں
 مثلاً باغ کی رہن میں یوں لکھا جائے کہ میوہ جات اور پھل پھول تمام

وغیرہ جو کچھ اس میں پیدا ہوتا ہے سب مرتبہ کو معاف کر دیا جب ہم
 سب روپیہ رہیں گا اور اگرین تب باغ اپنا چھوڑالیں اور گانوں کی بابت
 اس طرح کی عبارت کہ منافع اور پیداوار جگر بنکر سب مرتبہ کو حق حلال
 تھی جب زر رہیں اور اگرین تب گانوں رہیں سے چھوٹ جا اور فک
 رہیں کے وقت نہ ہم کو دعویٰ واصلات کا مرتبہ سے نہ مرتبہ کو
 زر رہیں کے سود کا مطالبہ ہو گا لکن چاہئے اگر اس طرح کی شرط پڑھائی
 نہیں تو جو شرط ہوئی ہو وہ لکھی جائیگی فقط ہم نامہ
 اس دستاویز کو کہتے ہیں جس میں کسی طرف سے کسی کے نام کسی
 کے بخش دینے کا حال لکھا جائے اسکی دو صورتیں ہیں اگر یونہی
 بدون لینے عوض کے بخشا ہو تو صرف بہہ کہتے ہیں اور اگر کچھ عوض
 لیکر بخشا ہو تو بہہ بالعوض کہلاتا ہے اور یہاں کہہ میں بہہ کو دان کہتے
 ہیں ایسی سبب اس نامہ میں بہہ نامے کو دان پتر بوتے ہیں صورت
 اسکی یہی مثل صورت بیع نامہ کی ہے صرف بیع اور بہہ لفظوں میں
 فرق ہوتا ہے مثال اسکی اس تحریر کی صورت یہی ہے
 بیع نامہ اور رہیں نامہ کی صورت ہے صرف اتنا فرق ہے کہ بیع اور
 رہیں کی جگہ بہہ اور بخشش کا لفظ لکھا جاتا ہے یعنی اگر وہ بہہ ہو
 نہ سے کچھ لیکر بہہ کیا ہو تو یوں لکھنے کا دستور کہ ہم نے بہہ

ایک جلد کلام اللہ خواہ ایک قبضہ شمشیر یا پچاس روپے نقد لیکر بہ
 باغ یا گاونہ خواہ مکان بہ بہ بالعوض کر دیا اور اگر کچھ نہ لیا ہو تو صرف
 بہہ اور بخشش کر دیا لکھین گے باقی حصہ دو اور قبض اور دخل وغیرہ
 الفاظ اور عبارت اسطرح لکھنی چاہئے جو بیعنامہ کی مثال میں لکھی
 گئی فقط نکاح نامہ جس دستاویز میں صورت نکاح
 اور تعین مہر کا حال لکھا جائے اسکو نکاح نامہ یا کابین نامہ یا مہرنامہ
 بولتے ہیں دولہ کو نامکح اور دو نہن کو منکوحہ کہتے ہیں نقضہ اسکا بھی
 اسی طرح کا ہی مثال اسلمی شکر سجد اس قاضی الحاجات
 کو زیبا بھی جسے گمراہوں کو ایمان کی راہ بتانی اور حرام حلال کی بات
 سکھائی اور صاف صاف حرام سے اجتناب کرنے کا حکم دیکر دو دو
 تین تین چار چار نکاح کی اجازت اور جو عدل نکر کے اسکو ایک ہی
 نکاح کی رخصت دے دی اور نہارون درود اور سلام اس پیغمبر عاقل پر
 جسے امت کو خدا کا حکم بجالانے اور حرام بجانے واسطے یوں تاکید
 فرمائی کہ نکاح میری سنت ہے جو میری سنت پہرے اور منحرف ہو
 وہ میرا نہیں مٹی اس واسطے بندہ ضعیف محمد رشید ولد محمد سعید دار الخلافہ
 شاہجہان آباد کا بیٹے والا حال وارد شاہجہان پور کا امت لڑکر تاحی کہ
 میں نے اپنی رضا اور رغبت اور ثبات عقل اور ہوش جو اس کی درستی

سے شہادہ حمیدہ خانم عرف گوہر بانو مستی مرزا خورم کی بیٹی کے ساتھ
 سید معصوم علی وکیل کی وکالت سے کہ اُسکی وکالت پر مولوی نسیل
 اللہ اور مولوی خلیل اللہ دو گواہوں نے قاضی شرع کے روبرو گواہی
 دی چکاس ہزار روپے اور ایک سو ایک شریفی کا مہر مقرر کر کے نکاح
 کر دیا اور یہ عقد صحیح شرعی نہ خفیہ اور کتمان کے طور پر بلکہ شہرت
 اور اعلان کے ساتھ واقع ہوا اور مجلس غام میں جہان شہر کے بہت سے
 روسائے عظام اور مشایخ کرام حاضر اور موجود تھے بس تمام ہوا ایجا
 اور قبول حاضرین مجلس کے روبرو اس واسطے یہ وثیقہ نکاح خاتمہ لکھ کر
 حضار محفل کی گواہیوں سے مکمل اور مرتب کرادیا گیا کہ سند منظور ہو کر
 حاجت کی وقت کام آوے فقط یہ محضر نامہ کسی حوال
 کے ثابت کر سکے واسطے جو کاغذ لکھ کر واقف کاروں کی مہر اور
 گواہیان لکھاتے ہیں اُسکو محضر نامہ صورت حال کہتے ہیں اور
 اُسکے بھی لکھنے کا نقشہ وہی ہے مثال اُسکی جو خود او
 مطلق اور حاکم برحق کے نزدیک امر حق کا چہا نا اور اداس شہادت
 اور گواہی سے آپ کو بچا نا گناہ حتی اس واسطے یہ احتضار نامہ سند
 محکمہ اکرام اپنے حق پر گواہی طلب کرتا حتی اور روسائے کرام اور مشایخ
 عظام سے اولے شہادت چاہتا حتی اس بات پر کہ میرے ہوا مجھ شیخ

ولی محمد نے بائیس برس سے کہ لکھنؤ سے اگر وہ میں اگر حکومت اختیار
 کی اور نانہی کے منڈوے میں ایک قطعہ مکان پختہ اور خانہ باغ اور
 مسجد اور خانقاہ اپنے مال مکتوبہ خاص سے تعمیر کر اگر قابض اور متصرف
 زت عرصہ دو برس کا ہو کہ مقتضائے الہی فوت کر گئے اور مستحق
 اسلام قلبی حیلہ نے میری غیبت میں کہ اندون تلاش معاش
 کیواسطے حیدر آباد گیا تھا اس املاک پر قبضہ کر لیا اور اب جو میں اترہ
 میں اگر طالب اپنے حق کا ہو تو نام بردہ غصب کی راہ سے ساری
 املاک کو اپنی مکتوبہ خاص ظاہر کر کے مجھے دخل دینے نہیں دیتا
 بھی حال آنکہ اس ملکیت موروثی کا سوا میرے کوئی دوسرا مالک
 نہیں تھی اس واسطے اُمید واریوں کہ جس شخص کو اس حقیقت حال
 سے آگاہی اور واقفیت ہو مبراور گواہی اپنی اس کا غدر کر دے
 کہ عند اللہ ماجور اور خلقت خدا کے نزدیک مشکور ہو گا فقط تحریر
 تاریخ سولہویں ذیحجہ مختار نامہ کسی شخص کو کسی کام
 کیواسطے مختار کر کے جو سند مختاری کی لکھ دی جائے تو اسکو
 مختار نامہ کہتے ہیں اور اسکی اختیارات کے واسطے حد و حصر نہیں ہے

مشال اسکی

ہم کہ رام چند مدعی زمیندار موضع کہجوری پرکاش رائے ضلع کالیہ ہیں جو

اکثر مقدمہ ہمارے عدالت دیوانی میں دایر ہیں اور دایر ہونے والے
 میں اس واسطے ہم نے مقدمہ کی خبر گیری اور پیروی کے واسطے لالہ
 متنازل کو مختار اور اپنی ذات کا قائم مقام کیا اقرار کرتے ہیں کہ
 مختار مسطور ہمارے مقدمات میں جو کچھ سوال و جواب کرے اور
 جو دلیل دستاویز گزارے اور کسی کو وکیل مقرر کرے اور جو رو
 خزانہ میں داخل یا ہمارا وصول کرے وہ سب یکو مثل کئی ہوئی
 اپنی ذات قبول اور منظور تھے فقط المرقوم وکالت نامہ
 مثل مختار نامہ کے ہی فرق اسمین اسبق رہی کہ مختار ہر شخص
 ہو سکتا ہے جو شخص کسی محکمہ میں حاکم کی جانب سے مختاری کے
 عہدہ پر مقرر ہو وہ ہی اور سوائے اور ہی مقدمہ والا اپنی طرف
 سے جس کسی کے نام سند مختاری لکھ دیئے اسے مختار نامہ کہتے
 ہیں اور وکیل کچہری کی طرف سے وکالت کے عہدہ پر متعین ہوتے
 ہیں اسمین سے جب کسی کے نام سند وکالت کی لکھی جائے اسکو وکالت
 نامہ کہتے ہیں یہ سند سوائے لوگوں کے اور وکیل نام کی ہو نہیں سکتی
 مختار نامہ وکیل کا جو عدالت سے مقرر ہوئی حال کے رواج کے موافق
 یا دینا پڑتا ہے یا وعدہ کر کے راضی کرتے ہیں اور وکیل مقرر کر دینا
 کو موکل کہتے ہیں مثال اسٹیجی ہم کہ میر حسین علی مختار

سید نور الدین مدعا علیہ کے ہیں جو مقدمہ شیخ حسین بخش مدعی کا سید
 نور الدین مدعا علیہ کے نام واسطے دلا پانچ سو ہزار روپے قرضہ کے
 عدالت دیوانی ضلع الگرہ میں دائر ہے اس واسطے ہم نے اپنے نام کے
 مختار نامہ کے ذریعہ سے مولوی امان مدعا علیہ کی طرف سے بعد
 ادا کرنے کل محتانہ یا کل محتانہ کے ادا کر نیکا اقرار کر کے وکیل مقرر
 کیا اقرار کرتے ہیں کہ مشار الیہ جو کچھ سوال و جواب کریں اور وکیل
 دستاویز گزارنے وہ سب ہم کو مثل کئی ہوئی اپنی ذات کی قبول اور
 منظور تھی فقط المرقوم **س** خط اندون اکثرتوا سے
 کہتے ہیں جو کوئی کسی مکان کرایہ لیکر دستاویز اسکی لکھدے یا اد
 قسم کے لوگوں کو نوکر کہہ کے انکی نوکری کا کاغذ لکھے مثال
اس لالہ منگل سین گماشتہ او چند مہاجن کے نام جو بچہ
 ایک قطعہ مکان واقع جوہری بازار کو لالہ منگل سین گماشتہ او
 چند مہاجن سے بیس روپیہ ماہوار می پر کرایہ لیا اقرار کرتے ہیں کہ کرایہ
 مقرر می بلا عذر اور تکرار ماہ بہ ماہ پہنچاتے رہیں اور مرمت شکست سخت
 مکان کی مالک کے ذمہ تھی اور جو ہم کوئی قطعہ یا اور کمرہ مکان
 کا اپنی آرام کے واسطے بناوین اور اپنی خوشی سے اس مکان کے
 پھوڑ نیکا ارادہ کریں تو اس اپنی ہی بنائی ہوئی قطعہ کی قیمت کا مطالبہ

نکرین اور جو مکان کا ہمارے اٹھانیکا ارادہ کرے تو قیمت پست تر سے
اطلاع کرے اور ہمارے بنائے ہوئے مکان کی قیمت موافق نرخ بازار کے
ادا کرے فقط المرقوم ۲۴ رجب ۱۲۵۳ ھ ہجری العبد علیہ السلام
سہ کار جو زمیندار کو گانوں کی بابت یا زمیندار رعیت کو اراضی
کی بابت یا سرکار یا زمیندار گانوں یا کسی قدر زمین کا محصول مقرر
کر کے کسی کو اجارہ دے اور دستاویز لکھ دے تو اسکو پٹہ کہتے ہیں
اور دوسری قسم کے معاملہ کو اجارہ اور ٹہیکہ اور اس اجارہ دے والے کو
ستاجر اور ٹہیکہ دار کہتے ہیں پہر یہ ستاجر اگر اپنا کچھ نفع ٹھہرا کر دوسرے
شخص کو اجارہ دے تو اس معاملہ کو کٹکنا بولتے ہیں فقط ۴ ۴

مثال سہمی

مولف پٹہ پیر خان ولد جیون خان کاشت کار ساکن محلہ دریاباد کے نام
فتح علی بیگ لہر دار مالگذا حصہ چہارم موضع ریوٹی پور پرگنہ سارا
ضلع فیروز نگر کی طرف یہ کہ جو مواری ایک بیگہ اراضی منرو عہد
چوبیس واقع موضع ریوٹی حسب درخواست پیر خان مسطور کی عوض
مبلغ پانچ روپیہ سالانہ زر بیج کی بمبٹ کے واسطے نامبروہ کی کاشت کیا
میں دینی گئی اس اعتبار کہ نصف زر بیج فصل خریف اور نصف فصل

ربیع میں نوبی الیہ مجبہ لمبردار کو ادا کرتا رہے اور اگر موبی الیہ زربیع کے
 بروقت ادا کرنے میں عذر کرے تو مجبہ لمبردار کو اختیار ہے کہ یہ ضابطہ
 سرسری اسکے نام نالاش کر کے زربیع وصول کروں اور اس وقت
 میں یہ بھی اختیار ہے کہ اسکو بے دخل کروں اور جب تک کہ موبی
 الیہ قبول و قرار کے موافق زربیع کے ادا کرنے میں قاصر نہ ہو تب تک
 میں اسکو بے دخل نہ کروں اس واسطے یہ چند کلمہ بطریق پٹہ کے
 لکھدی کہ حاجت وقت کام آوے فقط المرقوم فی التاریخ سنہ
 و آخیر ہو کہ یہ طرز تحریر پٹہ کی اس حال میں مناسب ہے جب کہ
 جانب اعلیٰ سے طرف ادنیٰ کے ہو اور جب جانب ادنیٰ سے طرف
 اعلیٰ کے ہو یا طرفین کا درجہ برابر ہو تو مثل اقرار نامہ کے ہیں کہ
 فلان اور فلان کر کے مناسب ہے لیکن آخر میں لفظ پٹے کی تحریر
 اس میں ہی ہوگی فقط

قبولیت

رعیت یا مستاجر یا کلکنا دار جو دستاویز قبول اور اقرار کی زمیندار
 یا ٹہیکہ دار یا زمیندار سرکار کو لکھدے اسکو قبولیت کہتے ہیں اسکی
 کہ میں پیر خان ولد جیون خان ساکن محلہ دریا باد کاہون جو میں نے
 موازی ایک ہیکہ اراضی مزروعہ لمبر جو پیش واقع موضع ریوتی
 پر گنہ سالاضلع فیروز نگر فتح علی بیگ لمبردار مالکدار حصہ چہارم

موضع مذکور کی طرف سے اپنی کاشتکاری میں نے اس اقرار سے
 کہ نصف زر بیج فصل خریف اور نصف فصل ربیع میں لمبردار کو ادا
 کرتا رہوں اور اگر زر بیج کے بروقت ادا کرنے میں قاصر ہوں تو لمبردار
 کو اختیار ہے کہ بضابطہ سہری میر نام ناش کر کے زر بیج وصول
 کرے اور اس وقت میں پہر بھی اس کو اختیار ہو گا کہ مجھ کو بے دخل کر دے
 اور اراضی میر قبضہ سے نکال لے اس واسطے یہ چند کلمہ قبولیت کے
 طور پر لکھدی کہ عند الحاجة کام آوے فقط المرقوم ضامن
 کسی طرف سے جو کسی بات یا کوئی چیز کے واسطے ذمہ داری اپنی
 لکھدی تو اس کو ضامن اور لکھنے والے کو ضامن کہتے ہیں اور اسکی
 کئی قسم ہیں اگر کسی قدر زرعیت کا ذمہ دار ہو کر دستاویز لکھی تھی تو
 مال ضامن تھے اور اگر اس شرط سے لکھدی تھی کہ جس قدر فلاں شخص
 تصرف کر جائیگا ہم اس کو ادا کریں گے تو اس کو تصرف ضامن کہتے
 ہیں اور یہ تو اسپین ہوتی یا عدالت میں کسی کے خرچہ وغیرہ کی ذمہ
 داری کیجاتی تھی اور اگر کسی کے حاضر کر نیکا ذمہ کیا تھے تو حاضر
 ضامن اور اگر کسی کام کی ذمہ داری کی تھی تو فعل ضامن تھے
 ہر ایک کی تحریر کا طور ایک ہی مثال سے واضح ہو گا مثال
 اسکی ہم کہ ٹہا کر بختاورد سنگد زمیندار موضع گہر بارگینہ

حاج مؤصلع کا پور کے پین جو سٹی زور اور سنگ ہمارے دارے
 و گڑی مداخلت قطعہ باغ واقع موضع بسولی کے ضلع حاصل کی اور
 اُسکے اجراء کا حکم بعد لینے تصرف ضامنی کے صادر ہوا اس واسطے ہم
 بابت شئی دعویٰ کے بلا شرط حیات اور حیات کے ضامن ہو کر اقرار
 کرتے ہیں کہ اگر نام بُردہ عدالت صدر سے یار جائے تو جب قدر تصرف
 اُسکا ثابت ہو گا ہم بلا عذر ادا کریں ہمیں اور ہمارے وارثوں کو کچھ عذر
 نہ ہو گا اور موضع گہمرا یا اپنی جائیداد کو اس ضامنی میں بکفول کرتے ہیں
 جب تک مقدمہ عدالت صدر سے فیصل ہو گا اُسکو وسیع خواہ رہیں
 وغیرہ کے ذریعہ سے کہیں منتقل نہ کریں گے یا یوں لکھیں کہ ٹہا کر زور
 اور سنگ ہمارے دارے جو دو سو روپیہ لالہ رام رتن مہاجن سے
 قرض لئے ہیں ہم ذمہ کرتے ہیں کہ اگر وہ ادا نہ کر گیا ہم لاکھام ادا کریں
 یا لکھا جائے کہ جو زور اور سنگ ہمارے دارے جوئے کی علت میں باخود
 اور اسے فعل ضامنی یا حاضر ضامنی طلب ہی اس واسطے میں مقرر اقرار
 کرتا ہوں کہ نام بُردہ کبھی کوئی حرکت ناشائستہ نہ کر گیا اگر کرے تو میں
 اُسکے عہد سے جواب دہی کروں گا یا یہ کہ میں اُسکو حاضر کروں اگر
 حاضر نہ کر سکوں تو اُسکے عہد کا جواب دوں گا فقط المرقوم : :
 عاریت نامہ اگر کسی کوئی چیز ایک زمانہ معین کیواسطے

مانگ لے جائے اور اسکی دستاویز لکھی ہو تو اسکو عاریت نامہ
 کہتے ہیں اس میں خاص عاریت کا مضمون لکھا جاتا ہے نہیں تو حال
 اسکا مثل حال اقرار نامہ کے ہی اور اسطرح اگر کچھ زمین گھر بنائے
 واسطے کسی قدر روپیہ بطور مایانہ یا سالانہ ادا کرنے یا اسکی عیوض
 کچھ حق مقرر کرنے کی شرط پر لیجاوے تو اگر دستاویز اسکی خواص
 کی جانب سے ہی تو اسکو اقرار نامہ اور عوام کی جانب سے ہی تو
 عاریت نامہ کہتے ہیں امانت نامہ اگر کسی کی کوئی چیز
 اپنے پاس رکھ کر دستاویز لکھ دی تو اسکو امانت کہتے ہیں ورنہ
 حال ایک ہی مثال سے واضح ہو گا مثال اسکی
 ہم کہ اللہ یار خان رسالدار یا کریم اللہ جمعدار ساکن ضلع الہ آباد
 کے ہیں جو بننے ایک فروستول کی دو مہینے کے واسطے شیخ محمد بخش
 صوبہ دار سے مستعار لی گئی اس واسطے یہ عاریت نامہ لکھ دیا یا پہچان
 مقرر فی قطعہ زمین چار ٹکے سالانہ کے وعدہ پر گھر بنائے گی واسطے
 شیخ محمد بخش صوبہ دار سے لیکر حویلی بنانی اور سٹونٹ اسمین اختیار
 کی اس واسطے یہ عاریت نامہ لکھ دیا فقط المرقوم ملکیت نامہ
 اپنی ملکیت کی چیز جو کوئی کسی کو دیکر اسکو مالک کر دیتے ہیں اسکی
 دستاویز یوں لکھی جائے وہ ملکیت نامہ ہی اور اسطرح اگر کسی کو

مسجد کا متولی یا درگاہ یا خانقاہ کا مہتمم قرار دیکر سند لکھی تو اسکو تولیت
 نامہ کہتے ہیں مثال اسکی صرف اسقدر کافی تھی کہ بطرح
 اوپر کی مثالوں میں لکھا گیا مقرر کا نام لکھ کر یوں لکھے کہ جو ہمنے قطعہ
 واقع موضع دولت پور کو محمد وزیر خان مان کو دیکر اسکو ہر طرح مالک
 اور مختار کر کے یہ ملک نامہ یا ملائین اکبر آباد کو مسجد یا خانقاہ کا
 متولی اور مہتمم مزار دیکر یہ تولیت نامہ لکھ دیا فقط رسید
 کچھ روپیہ خواہ کوئی چیز کیسے لیکر جو دستاویز لکھ دی اسکو رسید
 کہتے ہیں اور یہ رسید یا تو انہیں دستاویزوں کے طور پر لکھی جاتی تھی
 یا رقعے کے طور پر مثال اسکی دستاویز میں بعد کے نام
 مقرر کے لکھا جائیگا کہ سوروپے فلانی بابت بمکوزید سے وصول ہو
 اس واسطے یہ رسید لکھ دی اور رقعہ میں بعد القاب کے لکھا جائیگا کہ
 دو شاہ جو اپنے بخشو خد متگار کے ماتھے پہنچا تھا سو پہنچا ۵ ۵

تبض الوصول

مثال رسید ہی لیکن جو بخشواہ یا اور کوئی وجہ معین مثل شش
 ماہی یا سالانہ کے وصول کا اقرار لکھا جاتا ہے اکثر اسکی قبض
 الوصول کہتے ہیں مثال اسکی مقرر کا نام لکھ کر اس طرح
 لکھے پان سو روپے بابت مشاہرہ ستمبر سے الاول یا بابت شش ماہی

خواہ سالانہ مقرری کے بدو سین تحویل دار سرکار کے تحویل سے
 ہیکہ وصول ہوے اس واسطے یہ قبض الوصول لکھ دیا گیا ہے
 فارغ خطی کسی سے لین دین کے حساب کا تصفیہ اور روپے
 سب کے باقی اور ادا کر کے دستاویز لکھی جاوے یا اپنے نوکر سے
 حساب سمجھ کر دستاویز لکھ دی جاوے تو اسکو فارغ خطی کہتے ہیں
 مثال اسٹکی مقرر کا نام دستور معینہ کے متوافق لکھ کر
 یوں لکھی جاتی ہے کہ جو ہم سے اور زید سے لین دین کی بابت کا
 حساب تھا آج اُس کے مقابلہ میں سب حساب ملے ہو کر دوسو ترہائی
 روپے پونے گیارہ آئے حساب کے رو سے پانا ہمارا اُس کے ذمے
 واجب نکلا اور مشارالیه نے سب دام دام ادا اور بقیہ کیا یا ہے
 کہ جو خرچ ہمارا پر بخش خانسا مان کے ہاتھ سے اٹھتا تھا آج نام بردہ
 سب حساب سمجھ لیا گیا کچھ اُس کے ذمے باقی نہیں اور کسی طرح کا
 تعجب اور تصرف اسکا ثابت نہوا اس واسطے فارغ خطی لکھ دی گئی اور
 نوکر کے واسطے جو یہ دستاویز لکھی جاتی ہے اسکو صافی نامہ بھی
 کہتے ہیں راضی نامہ کوئی کسی پر نالیش کرے اور پھر
 کسی طرح راضی ہو کر جو دستاویز لکھ دے تو اسکو راضی نامہ کہتے
 ہیں لیکن جو اس نالیش سے دست بردار ہو کر آپ سے آپ باز آوے تو

اسکو باز نامہ کہتے ہیں مثال اُسکی بعد لکھتے نام مقرر
 کے اسطرح لکھتے ہیں کہ جو ہم نے واسطے دلا پانچ سو روپے اصل مع
 سود قرضہ متسکی کے مدعا علیہ پر نالاش کی تھی اور مدعا علیہ نے پہلو
 کچھ نقد کچھ جنس دیکر راضی کیا اس واسطے یہہ راضی نامہ لکھ دیا اور
 کبھی اس مضمون کو سوال میں لکھ کر جہاں مقدمہ دایر ہوتا ہے
 گذارتے ہیں صلحنامہ مثل راضی نامہ کے بھی لیکن دونوں
 میں اتنا فرق ہے کہ راضی نامہ میں ہو سکتا ہے کہ مدعی آپ راضی
 ہو گیا یا مدعا علیہ نے راضی کر لیا ہو اور صلحنامہ جب تک دونوں ملکر
 صلح نہ کریں نہیں ہو سکتا مثال اُسکی بعد لکھتے نام مقرر
 کے یوں لکھتے ہیں جو مقدمہ ہمارا بابت تکرار استرداد نیلام موضع ہون
 پور پرگنہ زمانہ عدالت دیوانی میں ضلع غازی پور میں دائر تھا ہم فقیر
 نے اسطرح صلح کر لی کہ میں رام سنگھ مدعی موضع پر دخل پا کر وصال
 اور خرچہ سے دست بردار ہوں اور میں نرائن راؤ مدعا علیہ مدعی کو
 بلا عذر اور تکرار موضع پر قابض کرادوں اس واسطے یہہ صلحنامہ لکھ دیا
 کہ آئندہ کو کام آوے فیصلنامہ بر حسب کہ حاکم جس
 مقدمہ کو فیصل کرے وہ ہی فیصلنامہ ہے لیکن اب جو پنچ لکھتے
 چکا کر فیصل کرتے ہیں اُسکو فیصلنامہ نالشی کہتے ہیں اگرچہ مضمون کا

معہ حقیقت حال مقدمہ کے طول ہی ہوتا ہے لیکن حاصل
 مطلب کے لکھنے کا طریقہ بھی مثال اسکی فیصلہ نامہ
 ثالثی لکھا ہوا رام دین موکل اور بندرا بن تیواری اور پنڈت
 کالکارت دثالٹون کا واقع تاریخ پہلی اکتوبر ۱۸۷۷ء عیسوی حال
 یہ ہے کہ مقدمہ او جاگر مدعی اور بہیم سین مدعا علیہ کا بابت تکرار حسب
 منافع مالگزار می کی عدالت میں درپیش تھا اور طرفین نے اقرار نامہ
 ثالثی کا حاکم عدالت کے منٹے لکھ کر بہم لوگوں کو ثالث مقرر کیا آج بہم
 لوگوں نے ایک جلیبہ جلسہ کر کے مقدمہ کے سب کا عدالت اور
 طرفین کی دستاویزات دیکھی ہماری تجویز میں مدعی کی دستاویزات
 کہ اس پر خود مدعا علیہ کے حقیقی بہانی کی دستخط تھی اور گانون کا پواری
 بھی اسکی تصدیق کرتا تھی صحیح اور دعوی اسکا سچا معلوم ہوا اور
 مدعا علیہ نے سوائے دو چار چٹوئے کہ اس پر مدعی کی دستخط نہیں
 نہ خط اسکا ان چٹوئوں کے خط سے ملتا تھی اور کوئی دستاویز یا
 دلیل کہ اسے رو سے بیان اسکا درست معلوم ہو پیش نہیں کیا
 اس صورت میں ہم ثالثوں کے اتفاق سے یہ تجویز قرار پائی کہ مدعی
 کا دعوی بابت منافع مالگزار می کی مدعا علیہ پر واجب تھی اس واسطے
 یہ فیصلہ نامہ موافق حکم حضور کے لکھ کر ارسال کیا جاتا ہے آئندہ

جو حضور کی رائے ہو فقط واضح ہو کہ کبھی مقدمہ طرفین کی ضمانت سے عدالت ثالثوں کو سپرد ہوتا ہے اور کبھی فریقین بلا ذریعہ عدالت اپنے قضیہ کو تصفیہ کیواسطے ثالثوں پر سپرد کرتے ہیں تو اسکے فیصلہ نامہ میں کسی حاکم کے حضور میں فیصلہ پہنچنے کا ذکر نہیں ہوتا ہے فقط

وصیت نامہ

اگر کوئی شخص اپنی زندگی میں اپنے وارث یا کسی دوسرے شخص کو اس طرح حکم دے کہ بعد میرے اس کام کو یوں کیجیو یا اس مال کو یوں دیجیو تو اسکو وصیت کہتے اور جو اسکا کاغذ لکھا جائے تو اسکو وصیت نامہ کہتے ہیں۔ مثال اسکی جو ظاہر ہے کہ حیات متعار کو کچھ اعتبار نہیں ہے اور ہر غافل گو دو بونی اور عاقبت اندیشی سے سختگی ان مطالب کی جسکا انجام پذیر ہونا بعد اپنی فوت کے دنیا اور آخرت کی مصالح کے لئے منظور ہو۔ اسی حال میں واجبات تھے جب تک زبان اور قلم اسکے اختیار میں تھے اسواسطے بندہ ضعیف علی محمد خان ولد فرزند علی خان ساکن محلہ کٹرہ ارادت خان من محلات شہر فیروز آباد اپنے ہوش اور ہوا میں رضا اور رغبت سے بدون زور اور زبردستی کرنے کسی شخص کے یہ وصیت کرتا ہے کہ منجملہ دیہات معافی اور مال گذار

مملوکہ اور مقبوضہ میرے کی چک طوبی اراضی معافی واقع سوادہ
 موضع فرخ نگر متعلقہ پرگنہ رسول آباد جمع ایک سو نوے روپے
 سالانہ کو میں نے واسطے اخراجات ضروری مسجد واقع محلہ ارادت
 خان کی جو تعمیر کی ہوئی رستم کی بھی جسکی اخراجات کی کفالت
 میری زندگی تک مجھے تعلق رکھتی ہے مقرر کیا بعد میرے محاصل
 اراضی مذکور کا شیخ قادر بخش کے اہتمام سے جو میری جانب سے
 متولی مسجد مذکور کے مقرر ہیں اور میرے معتدالیہ جن مسجد مذکور
 کے مصارف ضروری سے متعلق رہیگا اور اس میں میرے وارثوں کو
 کسی طرح کے تعرض کا اختیار نہیں ہے میرے وارثوں کو لازم ہوگا
 کہ محاصل چک مذکور اوپر وقت معین کے وصول کر کے متولی مذکور
 یا بعد اسکے جو متولی کہ برضا مندی میرے ورثا کے مقرر ہوگا
 پہنچا دیا کریں اور اگر اسباب میں انکی جانب سے کچھہ اعماض اور
 انحراف ہو تو متولی یا نمازیوں کی ناش پر حاکم وقت کی طرف سے
 اعانت حاکمانہ اس میں لازم ہوگی اور اس صورت میں متولی کی
 تقرر میں اہل محلہ کو اور اہل محلہ کے اختلاف کی صورت میں
 حاکم وقت کو اختیار ہوگا اور منجملہ محاصل مذکور کے دس روپے
 مشاہرہ حق متولی کا ہوگا اور باقی ضروریات مسجد کی صرف میں

آنیکا اس واسطے پہچند کلمہ بطریق وصیت نامہ کے لکھ گئے اور نقل
 اُسکی بھی رجسٹری میں داخل کرا گئے حوالے متولی حال مسجد کے کی گئی
 کہ عند الحاجة کام آوے المرقوم **تقسیم نامہ**
 اگر دو یا کئی شریک شرکت کا مال آپ یا قاضی اور حاکم کے حکم سے
 بانٹ لیں اور کاغذ اُسکا لکھا جائے تو اُسکو تقسیم نامہ اور قسمت نامہ کہتے
 ہیں **مثال اُسکی** ہم کہ سید ولد ار حسین اور سید مظفر
 حسین دونوں بیٹے سید اشرف حسین زمینداران اور ساکنان
 موضع اشرف نگر پرگنہ سکند ا ضلع مظفر نگر کے ہیں جو موضع ریوتی
 اور گہر دوہر پور اور اشرف نگر اور شیر پورہ واقع پرگنہ مذکور معہ
 مکانات اور باغات وغیرہ جو ان مواضع میں واقع ہیں ملکیت موروثی
 ہم دونوں بیانیوں کی ہے اور اب مصلحت وقت دیکھ کر آپ کی رضامندی
 سے یہ بات قرار پائی کہ دیہات مذکور معہ مکانات اور باغات کی نصف
 نصف آپس میں تقسیم ہو جائیں اور آئندہ کو کوئی خسار نہ ہو
 باقی رہے اس واسطے کل جائیداد مذکورہ بعد مساوی کرنے اُسکی مالیت
 کے اوپر دو تفریق کی اس طرح پر تقسیم کی گئی کہ کل موضع ریوتی اور شہر پورہ
 معہ مکان اور باغات وغیرہ جو آپس میں واقع ہیں اور نصف موضع اشرف
 نگر جو شمل اوپر دو تھوک ہے اور حد فاصل ان دونوں تھوک میں

شرک سرکاری واقع ہئی تہوٹ پورب مجبہ دلدار حسین کے حصہ میں
 اور موضع گہ دوہر پور سہ مکان اور باغ وغیرہ جو اس میں واقع ہئی اور
 تہوٹ پورب مجبہ موضع اشرف نگر مجبہ مظفر حسین کے حصہ میں درانی اور
 حویلی سکونہ قدم واقع اشرف نگر جو تہوٹ پورب مجبہ میں واقع ہے بلا تعرض
 مجبہ دلدار حسین کی کہ میں نے سکونہ انت اپنی موضع ریونی میں اختیار کی مجبہ
 مظفر حسین کے قبضہ میں رہی اور مطابق اس تقسیم کے کلکٹری میں سوال
 دہی کے نام ہر ایک کا تم میں سے حسب تقسیم مذکورہ بالا کی جدا گانہ خانہ
 ملکیت میں داخل کرادیا جائے اور مالگنداری موضع اشرف نگر کی ستر
 میں یکجائے ادائیجاگی اور ایک ایک اس تقسیم نامہ کی جو اوپر دو کاغذ
 جدا گانہ کے مرتب ہو کر ہم دونوں کے پاس رہینگے اور ہم میں سے
 کسی کو یا ہمار وارثوں کو خلاف شرائط مندرجہ اس تقسیم نامہ کی
 اختیار تعرض کا ہمدیکر نہ ہوگا اس واسطے یہ چند کلمہ بطریق تقسیم نامہ
 کے لکھ دئے کہ حاجت کے وقت کام آوے المرقوم سنہ فلان
 واضح ہو کہ ان دستاویزات کے نمونہ میں صرف طرز تحریر دستاویزات
 ضروری کا ظاہر کیا گیا ہئی لیکن شرائط ہر قسم دستاویز کی اور
 بیان انواع مطالب کا اس میں موقوف اور صورت معاملات
 خاص کے ہئی اور حصر اسکا مکمل نہیں ہئی مستندیوں کی تعلیم کی واسطے

اسقیدر کافی تھی ان مثالوں کو دیکھ کر ہر قسم کی دستاویز میں ہر طرح کا
مطلب لکھ سکتا ہے کچھری کے کام کر نیوالوں کو ان دستاویزوں کی
تحریر سے واقفیت ہونا بہت ضرور ہے اور یہ بھی واضح ہو کہ ان
دستاویزوں کی مثالوں سے یہ بات ہرگز نہ سمجھی جائے کہ کتاب جو بوا
معلی القاب نام اقبالہ کے ارشاد کے موافق لکھی گئی تو یہ دستاویز
بطور دستور العمل کے ہونگے یعنی اگر کوئی دستاویز موافق اس کتاب
کے نہ ہوگی تو صحیح تصور نہ ہوگی سوائے نہیں تھی بلکہ یہ مثالیں صرف
واسطے دریافت کرنے طرز تحریر اور وکے لکھ دی گئیں ۴ ۴ ۴

خاتمہ

الحمد للہ کہ اس فقیر خاکسار جو ایک دوست یک رنگ و یکتا سراپا لطف
صفاء گنجینہ فضل اور کمال آئینہ حسن و جمال صاحب علم و ہنر جو ہر فن و ہر فن
بشر سرآمد نشان بادیوں کا سرخیل سخنوران شیریں گفتار محزون لیاقت
و قابلیت معدن فصاحت و بلاغت دبیر نظیر شیر صاحب تدبیر کریم اس کرم
محب محبوب شہید ایشیم شیرازہ کتاب رموز معانی گلہ ستہ بہار سخن و سخن
بے عیب بے ریا و بے لوث پاک نعل و صاف طینت صفاء طبیعت جناب
مشتی غلام غوث صاحب زادہ اللہ اعظمہم کی توسط سے حاکم جلیل القدر
قدر فرستہ اہل ہنر بجز نا پیدا کنار شوکت و شان بگوہر بار بہت احسان

جو ہر مراد آئینہ مقصود واسطہ پیوند اتحاد عدل وجود صاحب صف
 وقلم عزت چتر و علم بحر کرم ابرہم آفتاب ششم بہایون شیم فیاض عالم
 وزیر عظم دستور کرم عالی مرتبت الامتزلت ارسطو فطرت سکندر صلیت
 فریدون شست فطون حکمت جم جاہ خورشید کلاہ غب پناہ کیوان
 بارگاہ جناب نواب مستطاب ہنر بل تمس طاس صاحب
 لفٹ گورنر بہادر دام اقبالہ کی فرمایش اپنے ذمے لی تھی سو اسکا
 انجام بخوبی ہو گیا اور حق تعالیٰ بکھو اور ہمارے دوست کو سرخرو فرمایا
 ہر چند کہ یہ نذر مختصر اس سرکار والا اقتدار میں جیسے سلیمان کے تخت
 کے سامنے ایک چوٹی کا پر اور دریا کے مقابلہ میں ایک قطرہ سے
 بھی کمتر تھی آفتاب کے روبرو مشعل جلا نا ذرے کو چمکانا اور مہتاب
 کو کتان کا جامہ پہنانا یا آئینہ دکھانا اور ختن میں مشک نافہ لیجانا اور
 بہشت میں ایک پہول کی بیکٹری کا پہنچانا ہے لیکن اس لحاظ سے کہ
 سلیمان چوٹی کی دعوت قبول فرمائی اور دریا قطرے کی آبرو
 بڑائی آفتاب ذرے کو محروم نہیں چھوڑتا اور ماہ کتان سے منہ بہ
 نہیں موڑتا ختن سے مشک کی ناموری اور بہشت سے پہول کی جلو
 گری تھی اُسیدوار ہوں کہ یہ نذر قبول اور کتاب کا بدیہ مقبول ہو
 جیادون باب اس کے اگر نظر عنایت سے دیکھے جانیں گے تو شناسین

اسکے ہر شے حیات میں خوشی کی نوبت بجائے چاروں طرف اسکے
 دیوم ہو جائیگی اور قبولیت کی شہرت میری عزت کا رتبہ بڑائیگی اور
 چار باب کی یہ ایک کتاب تھی لیکن حقیقت میں ہر باب علیحدہ ایک
 کتاب تھی یعنی چاروں باب میں سے جس باب کی تعلیم منظور ہو تو
 اسی کتاب کا ایک باب اور سب باتوں کا سکہا نامتطور ہو تو ساری
 کتاب پڑھ دی جائے اور بڑی فخر اور نازش کا مقام یہ بھی کہ نواب
 مستطاب علی القاب دام اقبالہم کی حضور فیض انجور سے جو یہ
 کتاب واسطے دریافت کرنے صحت اور تقیم اور حسن قبح کے حکم
 پر عالی خصال قدردان اہل کمال معدن اخلاق و مروت مخرجات شفقت
 و قوت آسمان شان جلالت و برتری کو وہ شکوہ عدالت و سرور
 ابروئے ابرہمت و سخا آئینہ آئین صفوت و صفا گو ہر درج جو درج بخشش
 اختر برج دانش و بیش والا گو ہر بلند اختر صاحب جو ہر و ہر پڑ
 جناب ولیم میور صاحب بہادر اسکو یر دام دولہ کے پاس آئی تو
 حاکم مدد و ح نے قدر دانی کی راہ سے بہت پسند فرمائی ہر مقام کو
 نظر غایت سے ملاحظہ فرمایا اور محنت کی داد و دیگر تحسین اور آفرین
 سے مصنف کا رتبہ بڑھا یا خدا ایسے حاکم منصف اور قدردان کو سلا
 رکھے کہ اہل جوہر کی عزت بڑھاتے ہیں اور شر فاکہ پرورش نہ کرتے

میں بس الب کتاب کے خانہ و عا خیر پر ختم کرتا ہوں الہی جب تک
 آفتاب کے ہاتھ میں چتر اور علم آسمان میں خیمے مدوح عالیجاہ کے
 اقبال کا خیمہ بلند اور مستحکم اور دولت کی گردن آستان دولت نشان پر رستم سے

قطرہ

تمت بانٹیر

تاریخ

دیتا گلونکو عیش کی بلبل نویدی
 عقیبی میں ہو لیکت یہ قول شنیق
 باغ جہان کو دیکھئے بعد بعد ہی
 ہی سوز میں چار پریشان بید ہی
 پہر باہر گلی کو کہلی جا چید ہی
 و کہلائے کہ سامع کہن اور جدیدی
 مشہور جو غلام امام شہید ہی
 سن ہے یہ غلیبی نیک کی رسید ہی
 ایش بہار بخیر ان اب جا وید ہی

سر سبز آج اپنا جو باغ اُمید ہی
 دیکھا نہیں جہان میں کوئی باغ بچہ
 تشبیہ اس حدیث کے نزدیک عارفان
 خرم ہیں اس چمن بہا لائن باغ
 توڑے ہزار پھول جو گلچیں تہ باغ
 کسکا ہی باغ جسکی صفت یہ نہیں بتا
 وہ فخر مولوی جہان شاعر زمان
 سالک ہی بس طبع کی تاریخ و سیانہ
 غرور جب کاسکے تو قابل ہوئے سچ

الحمد للہ کہ یہ کتاب انشاء بہار بخیر ان بابتہام ضعف عباد اللہ الکریم
 قاضی ابراہیم قاضی نور محمد صاحب ساکین پبندر بہ صحت تام و قتا لا کلام بہ لعل و الفضل
 خیابان لوی نور اللہ صاحب اوالہ قیوضہ بنظر ثانی کا شیف اسرار جفی غلام لوی علی
 علی صاحب بندر ممونہ بمبئی مطبعہ محمد علی ابن سید محمد علی صاحب آستانہ کیا میں غرور جب کہ جت